

در مطبع محبوب شاهی حلیه طبع آراسته گردید



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام
علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۰

امّا بعد یہ عاصی پرمعاصی ہیچمدان ژولیدہ بیان
کج مج زبان کمترین عالم وعالمیان خیرخواہ خلق اللہ
عاصی پرمعاصی سیّد خواجہ تخلص دوست ولد
سیّد حیات علیخان جاگیردار ساکن شہر کڑپہ غفر اللہ الغفّار
اپنا حال پرملال بالاختصار والاجمال اور سبب تالیف دیوان
ونظم خیالات پریشان گزارش کرتا ہے بھر آگہی

احباب تودۂ اساس صفحۂ قرطاس پر نگارش کرتا ہے۔

اگرچہ میری داستان قابل بیان نہین تصریحاً و تشریحاً

تحریر کا امکان نہین تاہم مشتی نمونۂ خروار و اندکی از

بسیار بطور یادگار رقلمی ہوتی ہے ع حال اپنا

کہا نہین جاتا ہے آہ چپ بھی رہا نہین جاتا ۔ اب

اپنی سرگذشت پر صعوبت و صدمات بینہایت کی یاد

کرنے سے اسقدر حیران ہوتا ہون کہ دل پیچ و تاب

کھاتا ہے زندگی وبال ہوتی ہے کلیجہ منہہ کو آتا ہے

پریشانی بدرجۂ کمال ہوتی ہے ۔ اور مجھکو خوف

دامنگیر ہے کہ اگر مین اپنی سرگذشت پوری پوری

لکھنا چاہون تو ایک قصہ طول ہوگا ناظرین و سامعین

انکا دل ملول ہوگا - احوال تو انصرام نہ پائیگا پر مطلب دلی باقی
رہ جائیگا اس لحاظ سے دو کلمے پر منحصر کرتا ہون قصۂ مختصر
کرتا ہون — یہہ ہیچمدان حین انتقال والد ذیشان
نہایت خورد سال تھا اچھے کا ہوش نہ برے کا خیال
تھا - جب کچھ ہوش سنبھالا اور حضرتہ والدہ ماجدہ
مدظلہا نے بناز ونعمت وتربیت بیغایت آغوش شفقت
وعنایت مین پالا دنیا ومافیہا کا رنگ اور دوست ودشمن
کا ڈہنگ دیکھکر تحیر بدرجۂ کمال ہونے لگا اپنی یتیمی
کا ملال ہونے لگا پھر باعث ترک وطن انقلاب زمانہ
ہوا سرپرست وغمخوار اپنا نہ بیگانہ ہوا دوستون نے
بیوفائی کی رفیقون نے کج ادائی کی جلاء وطن نصیب ہوا

اور یہہ مہجور یار و اغیار سے دور شہر و دیار سے غریب ہوا
ملک و املاک لیکر وارد بلدۂ حیدراباد فرخندہ بنیاد
ہوا جس سے دلسوز سب جلے دشمنون کا دل شاد ہوا —
چندے بخواہش روزگار امیدوار رہا بعد ازان
جاگیرات پر تعلقدار رہا پندرہ سال سے اسمین اپنی
اوقات بسر ہوتی رہی بخیر و عافیت گذر ہوتی رہی
جب تقدیر نے یاوری کی جناب فلک انتساب قمر رکاب
خورشید قباب خلاصۂ اولاد ملوک نامدار نقاوۂ احفاد
سلاطین کامگار مہر سپہر سلطنت و جہانبانی زیور سریر
مملکت و گیتی ستانی آفتاب ذروۂ خلافت و اقتدار گوہر
گرانمایۂ بحر ایالت و افتخار شمع فروزندۂ دودمان تفاخر

عالیجناب نواب آصف یار الملک بہادر دام اقبالہ
و نوالہ وضاعف اللہ حشمتہ و اجلالہ نے خود اس حقیر کو
یاد فرما کر تقرب ملازمت سے شاد فرما کر ہمچشموں مین
ممتاز فرمایا - حسب استرضای جناب نواب مدار المہام
بہادر سرکار عالی مدظلہ العالی اپنا معتمد و مختار کار
جزو کل بنا کر سرفراز فرمایا ---- مین حیران ہون کہ
کن الفاظ مین شکریہ نواب محتشم الیہ ادا کرون کیونکر اونکی
قدر افزائی اور عزت بخشی کی ثنا کرون - حق تو یہہ ہے
کہ اگر ہر موے تن زبان ہو ایک حرف شکریہ کا نہ بیان
ہو - جو اونکے عہد تودد مہد مین خاکسار کی عزت و حرمت
ہوئی زندگی آسایش سے گذر رہی ہے خوش گذرانی کی معنی

یہی ہے قاعدہ ہے جب انسان کو فراغت وبیفکری
حاصل ہوتی ہے طبیعت طرف شعرگوئی کے مایل ہوتی
ہے۔ اگرچہ خردسالی سے طبیعت کو لاگ شعر وسخن
کا چرچا تھا مگر بیشتر یہہ لیاقت نتھی اہل زبانون سے
صحبت نتھی فصاحت وبلاغت کا نام نتھا بندش مضمون
کا اہتمام نتھا۔ استعاے سے عاری تھا جو حوصلہ
کچھہ زبان پر جاری تھا وہی قلم برداشتہ نظم کرتا تھا
دریاے فکر مین غوطے کہاتا کبھی ابھرتا تھا۔ مگر
اندنون بباعث خوش نصیبی موفور ایک استاد
المتخلص مشہور شاعر بنظیر شاگرد جناب مرزا دبیر مرحوم
سلمہ اللہ القدیر ساکن لکھنو معروف بسہر ساکن بلدۂ حیدرآباد

فرخندہ بنیاد مین مقیم ہین نہایت فصیح و بلیغ
اور بغایت حلیم و سلیم ہین۔ بندہ اونکا شاگرد ہوا
اونکا فرمان وارشاد اِس بارے مین ورد ہوا۔
شب و روز اونکی صحبت کے باعث زبان درست
بندش مضمون چست محاورہ سلیس استعارہ نفیس
روزمرّہ مقبول خاص تلازمات پسند اشخاص مین
مہارت کامل ہوئی آئینۂ زبان مین صفائی حاصل
ہوئی۔ الغرض اندنون چند احباب لایق و فایق
علم و ہنر کے شایق زمانے کے موصوف و ممدوح
زندہ دلون کی جان و روح نوخیز و نوجوان خوش تقریر
و خوش بیان اعنی مسمی سید جی میان صاحب امینہ نگری

اور شہیدہ سنجیدہ جناب سید حسن مرزا خانصاحب
جاگیردار موضع بیسرہ اور جناب عالیقدر والا منزلت
قدردان سید سلطان عبد اللطیف خان صاحب
سیر منشی تحکمہ کوتوالی بیرون بلدہ و مشفقی مکرمی سید عباس
مرزا جاگیردار و محمد سرور سلمہم اللہ الاکبر وغیرہ
اور سب احباب نے بالاتفاق بعد شوق و شتیاق
یہہ استدعا کی اور بہزار اصرار یہہ تمنا کی کہ ہم مشتاقون
کی یہہ آرزو ہے کہ جو غزلیات آپکے متفرق اور پراگندہ
ہین اونکو جمع کرکے اپنی فکر سے ایک چھوٹا سا
دیوان سر انجام دو تا کہ ہر ایک مشتاق سیر اِس
گلستان مضامین و معانی سے حظّ وافر و لطف متکاثر

اوٹھائے اور نام تمہارا اوپر صفحۂ روزگار ناپایدار کے
یادگار صغار وکبار کا رہجائے - مین نے عرض
کیا ہر چند کہ کلام اس ہیچمدان ناکام کا اس لایق
نہین کہ بمعرض تحریر وتسطیر آئے توسن قلم مین
یہہ طاقت نہین کہ میدان قرطاس پر جوہر تیزروی
دکھائے - مگر فرمایش احباب سے تعذر کا یارا نہین
بلا تعمیل چارا نہین مجبور ہون ولیکن باعتراف
عجز وقصور تکمیل تمنّاے احباب مین ساعی تا مقدور
ہون - الغرض ترغیب سے سب احباب بعید و
قریب کے خوشی خاطر یاران کو سب کام پر مقدّم
جان کر - کمر ہمت باندہ دامن توجّہ گردان کر جو غزلین

مستغرق اور پراگندہ تھین اونکو فراہم کیا اور جو غزلین
ردیف وار کم تھین بکاوشِ بسیار و تفکرِ بسیار عرصۂ قلیل
مین انجام دیا۔ اور ساتھہ اس جلدی کے انصرام پاتا
اس کام کا محال تھا تمام کیا اور نام اس دیوان خجلتِ دہِ
بوستان کا تاریخی **گلزارِ خیالات** رکھا
اور چند غزلین اوستاد کی نظرِ فیض اثر سے گذری
تھین اور بسا غزلین اور خمسے بلا اصلاح رہے بلکہ
نظرِ ثانی کی نوبت بھی نہ آئی احباب کی جلدی سے
نہ آئی۔ اب سب احباب و شایقین و ناظرین
کی خدماتِ عالیدرجات مین یہہ تمنا ہے اور دستبستہ
یہہ استدعا ہے۔ اگرچہ بموجب اسکے کہ انسان مرکبِ

خطا و نسیان سے ہے پس اگر سہو یا خطا اس کلامِ

درر و التیام مین نظر آئے قلم عفو رقم سے اپنے

اصلاح فرمائین ۔ و اگر ہمتِ بلند و طبعِ ارجمند

بمقتضاے نازک مزاجی متقاضیِ اصلاح بخشی نہو تو

اوپر خطا اس خوردِ حقیر کے خوردہ گیر نہون بلکہ ازرو

علو ہمتی دامنِ چشم پوشی سے عیوب کو اس سراپا عیب

کے چھپائین ۔ ع بقدرِ وسع در اصلاح کوشند

اگر اصلاح نتوانند پوشند ع بپوشش گر بخطے

رسی و طعنہ مزن کہ ہیچ نفسِ بشر خالی از خطا نبود ۔

قطعۂ تاریخ در تعریف قطعہ تہنیت معتمدی بہ امیر ابن امیر

جناب سید خواجہ صاحب دام حشمتہ طبعزاد سید محمد کاظم حسین لکہنوی تخلص شگفتہ

ملی ہی سید خواجہ کو آج معتمدی ۔۔۔ ہر ایک دوست نہ کسطرح شاد و خنداں ہو

اسی صاحب بخشش رئیس دریا دل ۔۔۔ کہ جسکی جود سی شرمندہ ابر نیساں ہو

عروج سے نہیں کچھ دور گر قبا کی لئی ۔۔۔ سہیل تکمہ ہو ماہ نو گریباں ہو

فیلسوف عاقل دوراں مدبر عادل ۔۔۔ یہاں ارسطو و کسری نکیوں پشیماں ہو

فصیح و شاعر و نازک خیال و نکتہ شناس ۔۔۔ سنی کلام تو حیرت سے دنگ سحباں ہو

شمار ہو نہیں سکتا کہ وصف میں بیجا ۔۔۔ کہاں تلک کوئی ممدوح کا ثنا خواں ہو

پس اب دعائیہ تاریخ شیفتہ لکھی ہے

الٰہی نیر دولت بلند و تاباں ہو

سنہ ۱۳۰۳

ایضاً

عہدہ ملا ہے سید خواجہ کو اندنوں ۔۔۔ جاگے نصیب دولت و اقبال و جاہ کی

مصرع ہے شیفتہ سن فصلی میں بھی رقم ۔۔۔ ہیں معتمد وزیر علی بادشاہ کی

۱۲۹۵ ف

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

کلمات طیبات ستودہ صفات لیاقت آیات جناب سید خواجہ میاں حسن صاحب موسوم بہ



باہتمام و انتظام ضعیف نحیف عاصی سید عبداللطیف عفی عنہ

در مطبع محبوب شاہی بہ حلیہ طبع آراستہ گردید

نور سے خلقت تھی حضرت کی کچھ اس میں شک نہیں
اس سبب سے ہی ثابت کہ سایہ تھا نہ جسم پاک کا

خلہای نور جنت سب جیسے نبی بھیجے خدا
خانساماں کیوں نہ رضوان ہووے اوس پوشاک کا

آل و اصحاب نبی کی کیا صفت ہووے ادا
ذہن کچھ لڑتا نہیں یاں سست اوس چالاک کا

چار یار مصطفےٰ سے جو ہوا یاں منحرف
درک اسفل واں ہوا گھر آخر اوس سفاک کا

دشت نعت احمد مرسل میں دوڑا اس قدر
بنگیا ہر ہر قدم چھالوں سے خوشہ تاک کا

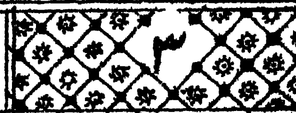
ہجر دندان مبارک میں جو وہ دل ریش ہے
ریشہ ریشہ کیوں نہ ہو غم سے جگر مسواک کا

جو ہوا حضرت سے منکر ہی وہ مردود خدا
روسیہ دارین میں ہو کیوں نہ اوس ناپاک کا



جوش الفت میں ترے ای دوست بہہ جائینگے جرم
کب تپا دریا میں لگتا ہی خس و خاشاک کا







۳ غزل ۱۰

وہ پہ [illegible] ہی روز جو مہمان ہوگا
گھر میرا غیرت ایوان سلیمان ہوگا

گر مقابل تیرے خورشیدِ درخشان ہوگا — زرد رو ہوگا خجل ہوگا پشیمان ہوگا

گر یہی ظلم ترا ای شہِ خوبان ہوگا — مین تو مین غیر بھی دل دیکی پشیمان ہوگا

سینہ داغون سی ہمارا ہی برنگِ گلشن — کوئی سرسبز نہ اسطرح گلستان ہوگا

ہو نہ مفتوح طلسمِ رخ و کاکل ہرگز — خازنِ گنج اگر افعیِ پیچان ہوگا

لینگے احسان نہ ہم دستِ جنونکا ہرگز — تار تار آپ ہی وحشت مین گریبان ہوگا

تیغِ ابرو کو چڑہائی ہین خدا خیر کری — اب کوئی دم مین یہان قتلِ غریبان ہوگا

تیری خلخال کی پہنچی جو مزارون مین صدا — مردی اوٹھہ بیٹھین گی یک حشر نمایان ہوگا

یھان جو چاہو سو کرو آج کل اوس عالم مین — ہاتھہ ہوگا میرا اور آپ کا دامان ہوگا

سرو سامانِ جہان ہی عبث ای زاہد دل — کیونکہ یکروز نہ سر ہوگا نہ سامان ہوگا



کشتیِ نوح بھی ہو جائیگی طوفان زدہ
دوست گر حسرتِ نظارہ مین گریان ہوگا



غزل

تیغ کھینچے ہوئی ترک ستم ایجاد آیا
مستعد ہو کے میرے قتل پہ جلاد آیا

بیڑیان پڑتی ہی جنت کی ہوا جوشِ جنون
طوق و زنجیر لئی ہاتھہ مین حداد آیا

دیکھکر گل کو چہکتی تو بہت ہی بلبل
نغمہ سب بھولیگی گر باغمین صیاد آیا

جوش وحشت نی بیابان جو دکھایا مجھکو
دیکھکر قیس پکارا میرا استاد آیا

سورۂ جن کا عمل جبکہ پڑھا ہی برسون
دوستو تب میرے قابو مین پریزاد آیا

کر چکی خاک تو جب آئی میری تربت پر
میرا اخلاص اونھین بعد میری یاد آیا

عشق جب ترک کیا راہ حقیقت دیکھی
بھولی اوس بت کو جو ای دوست خدا یاد آیا

غزل

کہانتک یہ جور و ستم کیجئےگا
کبھی تو نگاہ کرم کیجئےگا

بقیہ غزل

ہزاروں دل کا ہو گا جو دم میں گلا
اگر ایسا ہی جو ظلم ستم کیجے گا

کبھی وعدۂ وصل یا در نہو گا
نہ جبتک کہ قول و قسم کیجیے گا

کب آئے جو روٹھ کر گئے وہ پاس میرے
کہ اب لکھکر شکایت رقم کیجیے گا

اوسے دیکے خط قاصد اپوچھہ لینا
جواب اسکا کب تک رقم کیجیے گا

کہاں آئیگا ہو گا احسان پیارے
قدم رنجہ گر کوئی دم کیجیے گا

شکایت کا کچھہ لفظ گر منھہ سے نکلے
زبان کو ہماری قلم کیجیے گا

شب وصل جو ناز یا نکا یہ منھہ میں
سیری چمن آخر کو نسیم کیجیے گا

جو رونیکا لکھتے ہو احوال وسکو
سیاہی میں اشکونکو ضم کیجیے گا

قلق ہو گا وحشت بڑھیگی زیادہ
اونھیں یاد گر دمبدم کیجیے گا

تم ای دوست حج کو چلے تو ہو لیکن
نہ کعبے میں ذکرِ صنم کیجیے گا

غزل

کیا پوچھتے ہو حال مری انتشار کا
جاتا نہین خیال کبھی دل سی یار کا

تاریکی لحد مین بھی چمکیگا داغ دل
ہوگا وہی چراغ ہماری مزار کا

کھل جاتی ہی برس کے گھٹا بھی مگر سنو
تھمتا نہین ہی تار مری چشم زار کا

گنتا ہون تارے ہجر مین اوس کے رات بھر
شاہد ہی مرغ صبح میرے انتظار کا

کھا کر قسم رقیب کے پھر گھر کو وہ گیا
کیا اعتبار یار کے قول و قرار کا

ای گلعذار ترک کی حین شباب مین
موسم تھا آجکل یہ تمھاری بہار کا

ساقی جھکا دی بادۂ گلگون سے پھر مجھے
پھر ولولون پر آیا ہی موسم بہار کا

چھوڑو جفا و ظلم یہہ اچھی نہین طریق
دیکھو نہ دل دکھانا کسی دلفگار کا

پھولون کا شوق دیکھکے کہتے ہین باغبان
عاشق ہوا ہی دوست کسی گلعذار کا

غزل ۷

ایکدن آیا نہ تو یہاں اک مہینا ہو گیا
جان دینا سہل اور دشوار جینا ہو گیا

ساری شب گذری تڑپ کر یاد میں اس مست کے
بادۂ گلگوں کے بدلے خون پینا ہو گیا

گنج حسنِ یار جب بل کھاتی ہیں جو افعی زلف
چہرہ اوس سیمیں بدن کا کیا خزینا ہو گیا

بام پر میری جو آیا وہ مسیحا ناز سے
آسمان چارمی کوٹھے کا زینا ہو گیا

ٹپکا یکقطرہ بھی گر اوسکو اوٹھا کر مل لیا
عطر سے بڑھکر ہمیں اوسکا پسینا ہو گیا

اوس کمان ابرو نے مارا اسقدر تیرِ نظر
شکلِ غربال اب مشبک اپنا سینا ہو گیا

غرق بحر عشق ہیں ای دوست جب جانو تجھے
پار اس دریا سے گر اپنا سفینا ہو گیا

۸ غزل ۱۲

زلف دکھلا کے یار کیا کھنا
پیچ ڈلے ہزار کیا کھنا

ناگنی زلف کس بلا کی ہین — دلکو رکھتے ہین مار کیا کھنا

اوسکو تو دیکھتے ہی صاف ہوا — ایدل پر غبار کیا کہنا

جوش طوفان دکھایا فرقت نے — دیدۂ اشکبار کیا کھنا

دل نہین چاہتا تو کیون ترسے — اسکا پھر بار بار کیا کہنا

چمن حسن پر ترے ای گل — آج کل ہی بہار کیا کہنا

خطِ گلزار مین لکھا تھا جو خط — ہی گلے کا وہ ہار کیا کہنا

ربط اغیار سے ہی اوسکو بہت — ہمسے رہتا ہی عار کیا کہنا

ضبط فرقت مین اسعد تیرا — ایدل بیقرار کیا کھنا

ان بتون کی تلاش مین بخدا — ہمسے چھوٹا دیار کیا کہنا

ایک پردہ نشین کو دل دیجے — ہین بہت شرمسار کیا کہنا

دوست کا حال کچھ نہ پوچھو تم — سب پہ ہی آشکار کیا کھنا

غزل ۹

جاتا ہی وقت چیلو نمین جانان شباب کا
چکھوا ئو جلد ذایقہ وصل و شراب کا

حاجت گزک کی بادہ کشی مین نہین ہمین
دل خون ہاہی شوق کرین کیا کباب کا

بیوجہ ہو گئے جو خفا کیا سبب ہوا
ہا پہر کھلا نہ حال تمھاری عتاب کا

دیکھا ہی جب سے اوس رخ روشن کے نور کو
پھر آنکھہ بھر کے دیکھا نہ منھہ آفتاب کا

اوس بحر حسن سے جو لڑائی تھی آنکھہ کچھہ
کیا پانی ہو کی بھہ گیا دیدہ حباب کا

بس اور کیا کھون سے او خط دیکے قاصدا
کہنا کہ انتظار بہت ہی جواب کا

ہی دوستی ہی تجھکو اہلبیت سے
ہی آسرا جناب رسالت مآب کا

غزل ۱۰

ہمنے ہر یک سے دل لگا دیکھا
جسکو دیکھا سو بیوفا دیکھا

عشق مین اِن بتون کی کیا دیکھا
دلکو آفت مین مبتلا دیکھا

خود غرض ہین جہان مین معشوق
زر کا ہر یک کو آشنا دیکھا

آزمائین جہان کی باتین
نہ برائی مین کچھہ بھلا دیکھا

ہو حسین کمسنی کا عالم ہی
تمنے کیا ہی ابھی سُنا دیکھا

اوسکا کاٹا بچا یہ مرہی گیا
زلف و افعی کو آزما دیکھا

باغ عالم مین ہی شگفتہ کون
رنگ کسکا یہان جما دیکھا

پیش آتا لکھا ہی قسمت کا
نہ مٹائی سے وہ مٹا دیکھا

بخدا ان بتون سے باز آیا
دوست مینے نکچھہ مزا دیکھا

١١ ## غزل ٩

شہِ مردان کا جو تو دلسے ثنا خوان ہوتا
مرتبہ تیرا نہ کیون مثلِ سلیمان ہوتا

نعت گر احمدِ مرسل کی تو کرتا تحریر — مہربان تجھپہ نکیون ایزدِ سبحان ہوتا

اسمِ اعظم تو محمد کا اگر کرتا ورد — خالقِ ہر دوسرا تیرا نگہبان ہوتا

حرص کو چھوڑ کے گر یادِ الٰہی کرتا — عمر بھر دہر مین ہرگز نہ پریشان ہوتا

دل سی گر کلمۂ طیب کو تو پڑہتا رہتا — مصحفِ رخ تیرا ایک صفحۂ قرآن ہوتا

گر ادا فرضِ خدا ہوتی تو پھر وقتِ قضا — سامنے انکھون کے جنت کا گلستان ہوتا

مدحتِ گوہر دندانِ نبی گر لکھتا — نقطہ خامہ سے ٹپک کر دُرِ غلطان ہوتا

آلِ احمد سے اگر الفتِ قلبی ہوتی — حشر کو اونکا تیری ہاتھ مین دامان ہوتا

کسی اوستاد سی گر مشورہ لیتا ای دوست
کیون سخن تیرا نہ مقبولِ سخندان ہوتا

غزل

منہہ جو دیکھے ہماری دلبر کا — صاف دہوکا ہو مہر انور کا

قدِ رعنا سی اوسکو کیا نسبت | دعوی بیکار ہی صنوبر کا

لاش میری اودھر سی لیجانا | راستہ ہی جو یار کے در کا

پیک ہی خود ہمارا طایرِ دل | کون محتاج ہی کبوتر کا

جب سے وہ سنگدل پرایا ہی | دل بھی اپنا بنا ہی پتھر کا

دوستی جس سے کی ہوا دشمن | کس سے شکوہ کرون مقدر کا

تنِ لاغر سی اپنے بستر پر | گویا نقشہ ہی تارِ بستر کا

دل بھی وہ دوست ہی کہ تادمِ زیست | ایک لحظہ نہ پہلو سے سرکا

غم دارین سے وہ ہی فارغ | ورد جسکو ہی نام حیدر کا

یا علی حشر مین برائے خدا | دست بخشے مجھکو جام کوثر کا

دوست امت مین ہی محمدؐ کے

خوف اوسکو نہین ہی محشر کا

غزل

شب وصال کا قصہ کہا نہین جاتا — کہے بغیر بھی لیکن رہا نہین جاتا

جو شب بھی لب شیرین یار کی چاٹی — تیری زبان سے ابھی تک مزا نہین جاتا

ذرا تو ناگنی زلفونکو رخ سے سرکاؤ — تمھاری گالون کو ہمسے چھوا نہین جاتا

نکالو اب کوئی تدبیر وصل کی دلبر — کہ صدمہ ہجر کا دلپر سہا نہین جاتا

جو بوسہ مانگتا ہون مسکرا کے کہتے ہین — دئو تو اتنے کہ ہمسے گنا نہین جاتا

ہوئے ہین زار ہم اب انتظار مین ایسے — جو بیٹھے ضعف مین تھک کر اٹھا نہین جاتا

قلم بھی رکتا ہی اب مارے شرم کے ای دوست
مزا جو وصل مین پایا لکھا نہین جاتا

غزل

چرچا جہان مین جسکے ہی حسن و جمال کا — عاشق ہون جان و دلسے اوسی خوش خصال کا

رخسار گل مین غنچہ دہن چشم نرگسی
بوٹا سا قد ہی یار و میری نونہال کا

سُنکر پیامِ وصل وہ خاموش ہی ہین
ملتا نہین جواب ہمارے سوال کا

راتین تڑپ تڑپ کے جدائی مین کٹتی ہین
آئیگا روز کونسا یارب وصال کا

ایدل خدا بچائے ہی آفت کا سامنا
ہوتا ہی پھر ادہر سے پیام اب وصال کا

اوس ماہ رو کی وصل سے ہر روز عید ہے
طول شب فراق تھا ہر ایک سال کا

آیا نہ پاس جا کے کبھی پھر وہ ایکدم
ہی ایک طور عمر کا اور اوسکی چال کا

روتا ہون جبکہ مین تو یہ کہتا ہی شعلہ رو
گرمی مین موسم آگیا لو برشکال کا

اوس گل کی دوستی مین تمر کچھ ملا نہ دوست
اب رنگ دیکھو اور کسی نونہال کا

غزل

۱۵ ۷

ناحق خفا وہ ہمسے ستمگار ہو گیا
صورت سے بھی ہماری وہ بیزار ہو گیا

جب سے جدا وہ مجھسے میرا یار ہوگیا
اس زندگی سی دل میرا بیزار ہوگیا

یوسف کیطرح لاکھہ خریدار ہوگئی
یکدن جو وہ کبھی سر بازار ہوگیا

راتونکی نیند اوڑگئی ہی خواب خور حرام
جانی خدا یہہ کون آزار ہوگیا

افسوس انقلاب زمانیکا دیکھئے
سمجھے تھی جسکو یار وہ اغیار ہوگیا

عشاق چھاتی پیٹین کیہ دین جان عشق میر
دل لیکی اوسکا نام تو دلدار ہوگیا

دیکھو یہہ دشمنی نہین کرتا وہ ذکر دوست
ایسا کچھہ اوسکو ملنے سے انکار ہوگیا

١٦ — **غزل** — ٩

کیا کام ہی یہان تیر آبدار کا
بسمل ہون مین تو دشنۂ مژگان یار کا

ای عندلیب تجھکو مبارک ہو وصل گل
نظارہ بس نصیب ہمین گلعذار کا

اشکو نسی اپنی ہوگئی سر سبز داغ دل
عالم دیکھایا آنکھہ نے ابر بہار کا

ساقی بھی ہی شراب بھی ہی اور کباب بھی
اب انتظار ہی فقط ابرِ بہار کا

اوس گل بغیر خاک ہی گلشن کی سب بہار
گر بوستان مین لاکھ ہو نغمہ ہزار کا

ممکن نہین کہ تارِ نظر سے ہو امتیاز
کھینچا یہ حال ہجر سے اب جسمِ زار کا

بس و بر دیر سے نہ خدائی مچائیے
ہان ای بت تو مین بندہ ہون پروردگار کا

محشر مین بھی نہ خلد کے جانیکا نام لون
جنت مین ہو نہ طرز اگر کوے یار کا

جس نخل حیات فزا کی حسین و حسن ہین گل
ہی دوست عندلیب سی شاخسار کا

غزل

۱۷ ۱۵

ہی ایک رنگ زمانے کی بیوفائی کا
کسی سے قصد نہین اب تو آشنائی کا

کھلا تھا حال مشیہ سے کج ادائی کا
عبث خیال کیا اوسکی آشنائی کا

دلکو دھیان تھا اوسکی بیوفائی کا
شب وصال بھی کھٹکا رہا جدائی کا

خدای پاک کا ہونا ہی سامھنا یکدن
بتو بجا ہئی دعوی تمھین خدائی کا

جگر کا میرے نہ جرّاح بند کر ناسور
اندھیری گھر مین جھرو کا ہی روشنائی کا

جنون نی دی مجھی سجادگی بیابان کی
خیال کیون نہو مجنون کو پیشوائی کا

یہ ہمنی پنجۂ مرجان کی رنگ سی پایا
کہ یہہ بھی کشتہ ہی اوس پنجۂ حنائی کا

لفافہ حسن کا سب کھل گیا خط آنیسے
رہا صحیح نہ مضمون دلربائی کا

جب اوسکے گھر پہ گئی وہ کو بند ہی پائے
گلہ مین کیا کرون قسمت کی نارسائی

کبھی تو آئی محبس مین بیگناہون کی
کبھی تو قیدیون کو حکم ہو رہائی کا

ہی لینا سہل نہین بوسہ لب شیرین
جو پوچھو تلخ مزا ہی اسی مٹھائی کا

کبھی نہ بات تو نسے اوسکے ذرا ہوا برآ
برا ہو دل کا خیال آیا جب بھلائی کا

بلانا گھر پہ ہمین اور غیر و نسی جلسے
نیا طریق نکالا ہی یہہ صفائی کا

ولا ہی ہو ہمین بہر فرحت اغیار
لحاظ کچھہ تو کرین آپ جگ ہنسائی کا

غزل یہ کہنے سبی یک دست کے لکھی ہی دوست
کہ امتحان تھا و نھین طبع آزمائی کا

ردیف باء موحدہ

غزل

۱۸ — ۱۱

روٹھا ہی ہمسے آج وہ عیار بی سبب
ہر بات مین وہ کرتا ہی تکرار بی سبب

کھینچی نہین ہی اوسنی یہہ تلوار بی سبب
منظور قتل کرنی ہی دو چار بی سبب

ہوتا بپا ہی حشر خدا خیر ہی کریے
آمادہ ظلم پر ہی ستمگار بی سبب

قسمت کا پیچ دیکھو کہ بی دیکھی زلف کے
دل ہو گیا بلا مین گرفتار بی سبب

الفت کے سب بنی تھے کل تک کی بات ہے
بدلا ہوا ہی آج وہ دلدار بی سبب

دلبر کا کیا گلہ ہی کہ خود مجھسے دل مرا
پہلو مین رہکے ہو گیا بیزار

بوسہ لیا جو رخ کا تو کیا مینے کی خطا
مصحف کے چھونی پہ ہون گنہگار

تا چند یہ جفا و ستم اے بتو بے خبر
مرتے ہین تیرے عشق کی بیماری سبب

باغ جہان مین اپنی تمنا بر آئی ہی
وہ گل نہین گلی کا ہوا ہاری سبب

کہتا ہی وہ نہ زردی رخ کی لبونپہ آہ
کرتا ہے کیسا عشق کا اظہاری سبب

ای دوست کیا شگفتہ دل اپنا ہوا جو گل
اوس گل کی انکھ مین ہوئی ہم خاری سبب

۱۹ **غزل** ۹

کچھ بادہ خوار دیکھے نہین منھ پر عیان شراب
شیشے سے آپ بھی نہین ہوتی نہان شراب

ہین مست فکر پیتے ہین دن رات خون دل
ہم مفلسونکو ملتی ہی ساقی کہان شراب

غیر دن کے ساتھ بادہ کشی ہوتی ہی مدام
پلوائو ہمکو بھی تو کبھی مہربان شراب

پھر شاعری کا شوق ہوا پھر جنون کا جوش
ہون پھر جوان پلائے جو پیر مغان شراب

مضمون نشے مین سوجھے وہ دے مجھکو ہاتف
کردی زمین شعر کو وہ آسمان شراب

یک شعلہ وکی یاد مین اپنا جگر ہی خون
دی وہ دو آتشہ کہ جو ہو ارغوان شراب

ہو سیر خشک و تر کا جسی شوق وہ پئے
دکھلاتی ہی نشیب و فراز جہان شراب

ساقی وہ جام بادۂ وحدت ہون چاہتا
انکھونمین لب اوسیکا دکھائی سمان شراب

یک خوبرو کا عاشق شیدا ہوا ہی دوست
کیونکر نہ دہونڈہے پینے کو یہ ارمغان شراب

غزل

۲۰ ۵

کسیلئے لتگو گھر مین مرے آنا صاحب
رخ روشن کی تجلی کو دکھانا صاحب

اپنا دم اوبجھیگا یک بال اگر ٹوٹیگا
آگے میری نگرو نہ زلف مین شانا صاحب

چشم بد دور نہ غیرونکی نظر ہو جائے
دیکھو تم آنکھ کسی سی نہ لڑانا صاحب

پھونکتی آتش خسی نہ مرا خرمن جان
نہین اچھا یہ جلی دل کا جلانا صاحب

دوست کے گھر جو تغدر سے نہین آپ آتے
گھر اوسیکو کسی حیلے سے بلانا صاحب

غزل

پاس عاشق کی میری جان تم نہ آنا کیا سبب
غیر کی گھر شوق مین خود آپ جانا کیا سبب

دل لگانا جب کسی سے بھی نہین مد نظر
ہر گھڑی غیرون سی پھر آنکھین لڑانا کیا سبب

ملتی ہو غیرون سی میری روبرو اے شعلہ رو
اس جلی دلکو ہماری پھر جلانا کیا سبب

ایک بھی وعدہ کیا پورا نہ اے ایمان شکن
قسمین جھوٹی پھر کہو ہر بار کھانا کیا سبب

ہجر کیا کم ہی جو اوپر اور کرتی ہو جفا
جو کہ خود مجبور ہو اوسکا ستانا کیا سبب

جانتے ہین ہم بھی یکتا باغ عالم مین تمھین
پھر نئی گل روز اے گلرو کھلانا کیا سبب

صحبتین غیرون سی رکھنا چھوڑکر اچھی طرح
ان بری باتونکا پھر دل مین سمانا کیا سبب

دلربا کی دوستی کا جیسے دم مارتی ہین ہم
دشمن جان ہو گیا سارا زمانا کیا سبب

تم تو دلی کو ہنساتی ہو ذرا سی بات مین
دوست کو پھر ہجر مین ہر دم رلانا کیا سبب

ردیف بای فارسی

غزل

۲۲ — ۱۱

پھرتی ہو کہاں سیر کو ای رشکِ قمر آپ
مثلِ مہ و خورشید سدا شام و سحر آپ

آنکھوں کا اشارا ہی کہ سمجھا نہیں کوئی
دل کا ہی عقیدہ کہ ہین درمانِ جگر آپ

معدوم جو کہتی ہین کمر کو شعرا سب
ایجاد نئی کمر جسم مین رکھتی ہو مگر آپ

قبلو سی کبھی قبلہ نما پھر نہین سکتی
پھرتی ہی ادھر آنکھ کہ پھرتی ہین جدھر آپ

کیا نقشہ ہی کیا رنگ ہی کیا کاہشِ جان ہی
کچھ حال سی عاشق کی بھی رکھتی ہین خبر آپ

ہر رنگ سی زینت کی لئی باغِ جہان کی
نخل آپ ہین شاخ آپ ہین گل آپ ثمر آپ

ہی چاند مین بھی داغ مگر تم مین نہین ہی
کہنا ہی سزاوار کہ ہین رشکِ قمر آپ

کیا سوچ ہی کس بات کا کرتی ہو تردد
گھر ان کا ہی آئی بیخوف و خطر آپ

افسوس ہمین سی ہو تم ای یار ترش رو
اغیار سی رہتی ہو مگر شیر و شکر آپ

غیرون ہی کی صحبت مین سدا آمد و شد ہے | تشریف کبھی تو نہ لائین میرے گھر آپ



پُتلی کی طرح چشم مین رکھتا ہی تمھین دوست
کیا آنکھونکو اوسکی ہین سدا مدِ نظر آپ



غزل ۲۳ — ۱۲

صاف خورشیدِ جہانتاب کی تنویر ہین آپ | پانون تک سر سے غرض نور کی تصویر ہین آپ

خال والنجم ہی رخ شمس تو گیسو واللیل | سورۂ نور کی بس دہر مین تفسیر ہین آپ

ہمسے ہیان تلخ کلامی ہان مٹھی باتین | کیسے اغیار مین باہم شکر و شیر ہین آپ

آپ کیسے آگے بھلا کھول سکے کون زبان | کیا طلاقت ہے عجب صاحب تقریر ہین آپ

دیکھکر بزم مین کٹتی ہین حسینان کثیر | شمع رویانِ جہان کے لئی گلگیر ہین آپ

خواب مین وصل کا کچھ انکو آیا تھا خیال | صبح خود آگئی کیا خواب کی تعبیر ہین آپ

دلِ سیماب کو یک آنچ مین کرتی ہو خاک | کیمیا کا ہی فقط نام بس اکسیر ہین آپ

جسکی قسمت مین چکنا ہی چمک جاتا ہی
چاہنی والون کی بس کو کب تقدیر ہین آپ

دیکھی جس دم نگہ غور سی تیغ ابرو
سرنگون ہو گئی کہا صاحب شمشیر ہین آپ

لاکھ زنجیر و نسی نکلی تیرا وحشی لیکن
پاس آتی ہی جکڑ جاتی وہ زنجیر ہین آپ

دیدہ سی صید کرو تیر و کمان سی کیا کام
خود کمان آپ خدنگ آپ اپنی تیر ہین آپ

دوست کب پھنستا ہی اور و نسی یہ باتین کیجی
بخدا جان لیا ہی بت بے پیر ہین آپ

ردیف تای فوقانی

غزل

۲۴ ۷

راحت جو شبکو ہمنی بنائی تمام رات
اونکو بھی آج نیند نہ آئی تمام رات

الجھن ہی مین گذر گئی ساری وہ شب وصال
آخر ہوئی نہ اونسی صفائی تمام رات

وعدہ کیا تھا آنیکا پر حیلہ دیکھئی
مہندی اونسی شب کو لگائی تمام رات

پایا جو میں نے اوسکو مخاطب شب وصال
فرقت کی داستان سُنائی تمام رات

کیا کیا نہ التجا کی رکھا سر بھی پاؤں پر
لیکن گئی نہ اوسکی رُکھائی تمام رات

حیرت ہی کسنے وصل کی شب اوس سے کہدیا
مرغِ سحر نے دھوم مچائی تمام رات



ای دوست بھولی سارے مٹانیکی ڈھنگ تم
بگڑا جو وہ تو کچھ نہ بن آئی تمام رات





غزل ۲۵





جب سے دیکھی ہی یار کی صورت
کیا کہوں انتشار کی صورت

عمر بھر باغ دھر میں ہمنے
نہیں دیکھی بہار کی صورت

ٹھیک دندان تمھارے ہیں ای یار
گوہر آبدار کی صورت

ہو گئی کثرتِ تصور سے
نقش دلپر نگار کی صورت

لالہ رو کیا تمھیں دکھاؤں میں
اس دلِ داغدار کی صورت



تا وکھا کھا کے تن ہوا اپنا
صاف مسطر کے تار کی صورت

بلبل دل اوسیکا ہی خواہان
یون تو دیکھی ہزار کی صورت

لپٹسون اوس گنجِ حسن سے تو رقیب
پیچ کھاتا ہی مار کی صورت

زندگی ہی مین ہی بخیلون کا
تنگ تر دل مزار کی صورت

تیر مژگانسی توڑئے دلکو
ہی یہ اچھی شکار کی صورت

ابر بھی بھاگ جای گر دیکھے
دیدۂ اشکبار کی صورت

زخم تن کیا کھلی ہین دیکھو تو
تختۂ لالہ زار کی صورت

بلبل جان ہی دیکھکر شیدا
اوس میری گلعذار کی صورت

ظاہرا ملتے ہین بصدق و صفا
پر ہی دل مین غبار کی صورت

گر گیا رم رقیب یارو نسے
شترِ بی مہار کی صورت

بیدلی کی بلا یہ تین ای گلرو
دل مین چبھتی ہین خار کی صورت

تیری مژگان ہین دیکھ اشی مین
تبر آبدار کی صورت

ق

رات تھی آپ میکشی مین کہین
نہین چھپتی خمار کی صورت

کیون مکرتی ہو پر کہین چھپتی
مست اور ہوشیار کی صورت

ہم سی تم بھی گریز کرتی ہو
عمر ناپایدار کی صورت

کھینچتا ہون جو انتظار مین آہ
نظر آتی ہی دار کی صورت

ق

رخ سی تیری جو ہی نقاب افگن
حاجب و پردہ دار کی صورت

آشکارا ہی یعنی واللیل
سورۂ والنہار کی صورت

نہین چھپتی کبھی بناوٹ سی
دشمن اور دوستدار کی صورت

کیا کہون کیسی ہو گئی ای دوست
ہجر مین جسم زار کی صورت

ردیف تاۓ ہندی

بعد مدّت کے رفیق اپنا وہ عیار ہوا
نرہی کچھہ کھٹ پٹ
دیکھتے ہی وہ میرا لسے طلبگار ہوا
خود گیا آکے لپٹ
شب کو آیتے ہی بہت کرتا تھا وہ شرم و حجاب
جو چلا دورِ شراب
خود بخود نشئہ مین کچھہ ایسا وہ سرشار ہوا
گیا سینے سے چمٹ
بال بال اپنا گنہگار تو پہلے ہی سی تھا
نہین فرق اسمین ذرا
زلف کو چھوکے مین ناحق کو خطاوار ہوا
گئی تقدیر پلٹ
ای مسیحا میرے بالین پہ تو آبھر خدا
کچھہ تو کر اسکی دوا
دل بیمار کو یہہ کون آزار ہوا
جو گئی نیند اچٹ
سیر کو جاتے تھے وہ غول لئے یار نکا
مین بھی تھا وہانپہ کھڑا
راستہ چلنا مجھے دیکھہ کے دشوار ہوا
گیا یک جا پہ سمٹ

تیرا میخوار و نپہ ہی پیرِ مغان لطفِ مدام
ہمکو ہی دینے سے اتنا تجھے انکار رہا

کل بڑی فکر سے مین انکو اُن تک کھینچا
جا کے کھینچا تھا کہ وہ نیند سے بیدار ہوا

فکر کیا کیجئے کیا اسمین غزل ہو اعلیٰ
شعر کہنا ہمین اس بحر مین دشوار ہوا

نہین لازم ہی تمھین دوست کو کہنا عیّار
کیون زبان سے تیری کلمہ یہ ہر اک بار ہوا

ہی ادھین جام چہ جام
نہ کبھی دی تلچھٹ
نہ ملا پر بوسہ
میری پاکر آہٹ
کہ نہین دل لگت
قافیہ ہی جو بکبٹ
وہ تو ہی دلسے نشانہ
وہ بڑا ہی نٹ کھٹ

غزل

آسان ہی تیر و خنجر و تیغ و تبر کی چوٹ
یار بلکو کسیکے نہ برقِ نظر کی چوٹ

زخمی سبھی تو زلف کی پھندین پھنس گئے
کٹ کٹ بجا دی رتہ بہ ارشاد و سحر کی چوٹ

تیغِ نگہہ کی زد پہ نہین ٹھہری سچ کہو
کیسی کڑی اوٹھائی ہی دلکی جگر کی چوٹ

دل کو بچائی کہ جگر کو کہ سینہ کو
آتی ہی وہ برس پڑی پر رو کون کدہر کی چوٹ

ایسا پھکیت ہی کہ وہ لڑتا ہی گھات سی
روکی جو پالسی تو لگائی کمر کی چوٹ

پتلی ہی ڈھال ابرو ہی تلوار جانستان
ہر دم لگاتی ہین اسی تیغ و سپر کی چوٹ

بیٹھی بٹھای آفت عشق اپنی سر پڑی
پہلی ہی دردِ تھا لگی اُسپہ سر کی چوٹ

ابرو کا کاٹ الگ ہی نگہہ کی ادا جدا
روکون ادہر کی یا کہ بچاون اودہر کی چوٹ

اپنا ہی منھہ ہی آہ کی شعلی سنبھالنا
کہسار کیا اوٹھائیگا ایسی شرر کی چوٹ

کام اپنا دلمین کر کی جگر تک در آتی ہی
پڑتی ہی کیسی گھات سی بیداد گر کی چوٹ

وہ سرو قد لگا کی کلیجہ سی چھاتیان
کہتا ہی سچ کہو یہ نئی ہی ثمر کی چوٹ

اپنا کلام سُنکی یہہ کہتے ہین اہلِ فہم
ہان اب لگی ہی دوست میکی دلکو ہنر کی چوٹ

تتمۂ ردیف تاء فوقانی

غزل

۲۸   ۱۱

کم زمانہ مین ہین دلدار دل آزار بہت ۔ یار تھوڑی نظر آتی ہین پہ عیار بہت

قدردانون کا نہین کال بھرا ہی بازار ۔ جنس اچھی ہی تو کیا فکر خریدار بہت

اونکی ضد اس دل نازک سے کہانتک اوٹھے ۔ روز کرتی ہین ہر اک بات پہ اصرار بہت

گنتی عیسے جو فلک پہ بہت اچھی سوجھی ۔ کم علاج اسکا تھا اور عشق کی بیمار بہت

حق و باطل کی عبث فکر ہی کرنی تحقیق ۔ کیا کسی پوچھ لی ہین کافر و دیندار بہت

کبھی اقرار بھی تو بھول سے پورا کیجی ۔ یا فقط یاد ہی ہی آپکو انکار بہت

ماننے کہنی کو عادت یہ ذرا کم کیجے ۔ خوب سیکھی ہی ہر اک بات پہ تکرار بہت

حال سنکر میرا کہتے ہین رکھائی ہی وہ ۔ کم ہی فرصت مجھے اور تیرا ہی اظہار بہت

اسعد اپنی جو بیقدری ہی اس جا تو خیر ۔ سر سلامت ہے تو ہین آپ سے سرکار بہت

طالب بوسہ مین اوس بحر کرم سے جو ہوا | پھر تو دشنام کی ہونی لگی بوچھار بہت

چھوڑ وی دوست آ دے اور کسیکو تاکو
جب اسی بات پہ آئیے تو طرحدار بہت

ردیف ثاء مثلثہ

۲۹ ۱۲

غزل

اوس سے فاسی وصل کی ہی آرزو عبث | پھرتا ہی اس خیال و توہم مین تو عبث
غواص کیون بنا در مقصود کے لئی | اوس بحر حسن کی ہی تجھی جستجو عبث
پھیلی ہی اک جہان مین اوسکی شمیم زلف | بیکار نافہ مشک ختن کی ہی بو عبث
ای عندلیب گل کی ہنسی پژمردگی گئی | کرتا ہی نغمہ سنجیان تو دو بدو عبث
اوس سے غرض سی کرکی محبت نکچھہ ملا | رسوا ہوئی ذلیل ہوئے کو بکو عبث
دیوانہ ہونا عشق مین بی وصل یار کے | کھوتا ہی اپنے ہاتو نسے خود آبرو عبث

آنکھیں جو ہوں تو دیکھہ وہ ہر وقت دلمین ہے
کیوں ڈھونڈتا ہی یار کو تو چار سو عبث

ہوتا ہے سنکے اور پریشان وہ کج ادا
کھتی ہے زلف حال میرا مو بمو عبث

کسکو ملا ہی وہ کہ جو تو اوسکو پائیگا
سوچا ہے اپنے وہم مین یہہ آرزو عبث

ہوتی نہین نماز جو ابرو کے طاق مین
کرتا ہے آب تیغ نگہہ سے وضو عبث

دم ہی اوسیکے ہستی تھی رندونکی بیکشی
پیر مغان نے رکھی ہی مے کی سبو عبث

باریکی سخن سے جو واقف نہین ہی دوست
کرتا ہے ایسے شخص سے پھر گفتگو عبث

غزل ۳۰ ۹

ملتا نہین رخ اونکا خریدار کی باعث
سودا ہی گران گرمی بازار کے باعث

سنتے نہین اسوجہ سے حال دل عاشق
شرماتے ہین وہ عشق کے اظہار کے باعث

سوچو نہ دوا اور کوئی اپنی طبیبو
جیتا ہوں فقط شربت دیدار کے باعث

عاشق کو جو سولی ہو تو معراج وہ سمجھے
منصور کا ہی نام فقط دار کے باعث

دلبر نہین بر مین تو ہی دل بر مین تپان
دلکو نہین آرام ہی دلدار کے باعث

سُن لیتے ہین قاصد کے زبانی ہی کچھ احوال
پڑہتے نہین خط اپنا وہ طومار کے باعث

سید ھی تو ہی بات میری کچھ نہین قصّہ
وہ آپ ہی کشیدہ ہوئے تکرار کے باعث

کیا جائیں وہان بادہ کشی کیا کرین رند و
میخانہ تھا آباد اوسی میخوار کے باعث

اِی دوست غزل کیا کہین کیا سوچے مضامین
لگتا نہین دل آجکل افکار کے باعث

غزل

۳۱ ۷

اپنی نگاہ زلف سے اوسکے لڑی عبث
بیٹھے بٹھائے سر پہ بلا یہہ پڑی عبث

لاکھی پہ ہی جمای مسی کی دھڑی عبث
یاقوت پر یہہ تختی نیلم جڑی عبث

ناحق خفا ہو سوچئے تو مینے کیا کہا
کرتی ہین آپ رنج یہ کیون ہر گھڑی عبث

کیسا پہاڑ ہو گیا اوس سنگدل کا عشق
ہمنے اوٹھائی دلپہ یہ پتھر گری عبث

منہہ چھوٹی آگی بیٹھتے ہی اوٹھہ کھڑے ہوئے
آنا تھا آپکو یہان پھر دو گھڑی عبث

کیون پڑ گئی نگاہ ہوا تازہ پھر جنون
رستے مین گاڑی آنکہنے اونکی اڑی عبث

ای دوست ہجر یار مین اچھے نہین فغان
ہر وقت ہی یہہ دیدۂ ترکی جھڑی عبث

ردیف جیم عربی

غزل

۳۲ ۱۶

نظم سب وصف مہِ تابان ہے آج
نور کا مطلع میرا دیوان ہے آج

نور سے سارا مکان رخشان ہے آج
کونسا خورشید رو مہمان ہے آج

باغ ہو ساقی ہو اور ہو گلبدن
میرے دلمین بس یہی ارمان ہے آج

صاف اوس کے رُخ سی ہی ظاہر ملال
مثلِ آئینہ وہ کیون حیران ہے آج

کل تو ای دلبر تمھین دل دی چکے
لیجئے حاضر ہماری جان ہی آج

یاد مین اوس گل کی ای گلچین میرا
بلبلِ دل کسقدر نالان ہی آج

کیا پھر اوس گلرو کو عزمِ قتل ہی
کیون خوشی سی زخمِ دل خندان ہی آج

تیغِ ابرو کب کھنچی ہی بےسبب
عاشقون کی قتل کا سامان ہی آج

کسلئے بل کھا رہی ہی دوش پر
زلف ہی یا افعیِ پیچان ہی آج

چشمِ بد دور ایسے نکھری ہو میان
بس جو دعوی کیجئے شایان ہی آج

ہی وہ شاہِ حسن مہمان اپنے گھر
قصرِ سلطانی میرا ایوان ہی آج

دوستو اوس شعلہ رو کی یاد مین
پھنک رہا اپنا دلِ سوزان ہی آج

تھی تمنا جسکی وہ مغرورِ حسن
بعد مدت تابعِ فرمان ہی آج

تم کہان جاتے ہو آؤ تو سہی
ہاتھہ میرا آپ کا دامان ہی آج

شاید آتا ہی وہ گل رو اپنے گھر
دل کہتھا آ بھی آپ جو شادان ہی آج




بیٹھے بیٹھے نظم کی ساری غزل
ذہن تیرا دوست کیا جولان ہی آج

۳۲ ۱۱

غزل

کچھ اندنون تو اور ہی پیدا کیا مزاج — اگے تو آپکا کبھی ایسا نتھا مزاج

دریافت کرنا چاہئی ایدل ضرور ہے — کیون برخلاف رہتا ہی اوس یار کا مزاج

پوچھو نہ حال یار کی صحبت کا دوستو — غیروں سے ہی ملا ہوا ہمسے رکا مزاج

کیا کیجے کرکی کرکی خوشامد ہی تھک گیے — مدت سے اور ہوتا ہی اوسکا سوا مزاج

پوچھا یہ کیون مزاج ہی ایسا تو کہتی ہین — رہتا نہین ہی ایکطرح پر سدا مزاج

دیکھا جو اوسمین پایا کسیمین نہ آجتک — غمزہ کرشمہ ناز و تبختر ادا مزاج

یہ صحبتین یہ ڈھنگ یہ بیباکیان نتھین — اگے تو آپکا تھا بہت پارسا مزاج

معشوق تو جہان مین ہزار وہین پر فسون — سب سے نرالا رکھتا ہی وہ بیوفا مزاج

ای دل جو کم سنی مین ہین اوسکی یہ حرکتین
کم خشم ہوگا اسلئے لکھا تھا حالِ زار

یہ کیا ہی آگے ابھی دیکھنا مزاج
احوال سُنکی اور ہی برہم ہوا مزاج



سیر زمانہ ہمنے بھی ای دوست کی بہت
دیکھا تو ہمنے آپ ہی کا بیسدیا مزاج



غزل

۳۴ ۱۱

اوسوقت سے قابو مین نہ دل ہی نہ جگر آج
کیا جانیے رستہ مین پڑی کسپہ نظر آج

جانبازونکا ہی معرکہ قاتل کی گلی مین
دیکھین تو کہ کس کس نے کیا سینہ سپر آج

کیا کھینچتا تھا وصل کی شب پچھلے پہر سے
ہان تجھکو بھی موت آگئی ای مرغِ سحر آج

دیکھین نظری کون ہی اور کسکی بحالی
ہی جایزہ عشاق کا وہان مدّنظر آج

بسملونکا خون دیکھئے کیا رنگ دکھائے
باندھی ہی سرِ قتل پہ قاتل نے کمر آج

ہوتا ہو جو کچھ جھگڑا ہی کر لیتے ہین فیصل
کیون روزکی رسوائی وہ جاتا ہی کدھر آج

ہر بار یہ کیون ہوتا ہی چاند ابر مین پنہان
کیا بام پہ ہی جلوہ نما رشک قمر آج

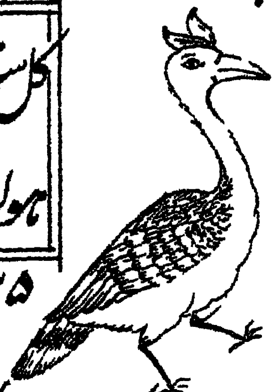
مدت سے یہ مشق ورند یکھا کبھی طوفان
دریا کی روانی کو دکھا دیدۂ تر آج

چین ایک گھڑی بھی نہین دلکو کسی پہلو
اوٹھتا ہی نئے رنگ سے کچھ درد جگر آج

پان خوردہ جو خندان ہوا وہ شوخ تو آیا
اوس دم جگ مرجان نظر سلک گہر آج

کل سنتا ہون جلسی مین یہ بیساختہ بولے
ہو لطف بڑا دوست بھی آجای اگر آج





۳۵ ۱۱

غزل

ہی اوس پری کی سایۂ دامانکی احتیاج
ہمکو نہین ہی تخت سلیمانکی احتیاج

ابرو کی تیغکو نہین کچھ باڑ ہی ضرور
تیر نگاہ کو نہین پیکان کی احتیاج

دیوانگی نی عشق کی پرزی کیا جگر
جوش جنون مین کچھ نہین دامانکی احتیاج

دولت سے فقر کی ہی غرض نہ کچھ حصول
خواہش وصال کی ہی نہ سامان کی احتیاج

اپنا تو جوشِ عشق مین مسکن ہی کوی یار
گلشن سے کچھ غرض نہ بیابانکی احتیاج

انکھ اپنی وسنگار کی دانتونسی ہی لڑی
ہی کسکو لعل و گوہر و مرجانکی احتیاج

ظلمت کدہ مین اپنے ہی وہ ماہ جلوہ گر
کیا چاندنی مین شمعِ شبستانکی احتیاج

بڑتی ہین شوقِ دشت نوردی مین اپنے پانون
ہی آبلونکو خارِ مغیلان کی احتیاج

رہتی ہی اپنے اشکونسی سرسبز کشتِ دل
ہی ابر کی غرض نہ ہی بارانکی احتیاج

رکھا ہی جسنے مرحلۂ عشق مین قدم
سر ہی کام اوسکو نہ سامانکی احتیاج



اوسوقت یاد کرتی ہین وہ دوست کو ضرور
ہو جاتی ہی کبھی جو غزلخوان کی احتیاج



غزل ۳۶ ۹

ہو بحرِ حسن مین دل گردابِ جائے موج
تڑپاتی کیون ہو دل مرا ہر دم لسانِ موج

ایسا حباب روتی ہین کیون پھوٹ پھوٹ کر
مین پوچھتا مگر نہین گویا زبانِ موج

تایاب کیون نہو کمر اوس بحرِ حسن کی
دیکھا ہی کسنے آب گہر مین نشانِ موج

ساحل پہ جب وہ سیر فگن آیا بحرِ سیر
دریا نی آگے نذر دی اوسکو کیا ہی موج

بحرِ جہان مین ڈوبتے تری ہین سیکڑون
کیا غوطہ زن ہی فکر مین حسن لبے بہا ہی موج

نسبت بیقراری عاشق سے کب اوسے
ہمنے ہزار بار کیا امتحانِ موج

حُسن چین جبین دیکھکر تمھین
ہوتا ہی آشنا کو تمھاری گمانِ موج

شب مضطرب کنار مین اپنی وہ کیون نہ ہی
ساحل سی جیسے ہوتی ہی بعد و قرار موج

ہم خود ہی دوست بحرِ تمنا مین بہہ گئے
ہی ناخدا کو جسم پہ اپنے گمانِ موج

غزل

ہر طرف سے غیر سناتی ہین جھوٹ سچ
کانومین اوسکے جاکی لگاتی ہین جھوٹ سچ

کس روز دیکھین کرتی ہین وعدے کو وہ وفا
پیغام اونکی روز ہی آتے ہین جھوٹ سچ

عیاریان کو اونکی ہمین جانتی ہین خوب
ظاہر کو لوحِ دل سے مٹاتی ہین جھوٹ سچ

ایسے بھی ہی یک کرشمہ جہان و غمزے ہین
دکھلانیکو وہ اشک بہاتے ہین جھوٹ سچ

اغیار جاکے اوس گل رعنا کی بزم مین
کس کس طرح سے رنگ جماتے ہین جھوٹ سچ

ایسے تو پردہ کرتی ہین ظاہر مین ہی یہ بات
غرفیسے خیر شکل دکھاتی ہین جھوٹ سچ

جو بات راست ہو رہے پوشیدہ تا بکجا
ہارے کیسے گو ہم اونکے چھپاتے ہین جھوٹ سچ

کہتا ہون جب کہ وعدۂ وفا وصل کا کرین
وہ در جواب سر ہی ہلاتے ہین جھوٹ سچ



ای دوست سچ تو یہ ہی تکلف نہین ذرا
تیری کلام مین نہین پاتے ہین جھوٹ سچ



غزل ۳۸ ۱۱

ملتجی ہونا ہی لبس ہر بار ہیچ
گفتگو ہی آپ سے بیکار ہیچ

اپنے عاشق کے گلے ملجائے
ہی میان آپس کی یہ تکرار ہیچ

کیا کہین وقتِ عیش کے سامنے
دعوی اپنا ہیچ ہی اظہار ہیچ

جب نہ ہی اپنے ساتھہ ہو وہ گلبدن
سیر دریا ہیچ ہی گلزار ہیچ

چاہیے انسان کو فکرِ مآل
ہی یہ باقی سب جہان کا کار ہیچ

ساتھہ صحبت کے ہی لطفِ میکشی
شغلِ تنہا کا ہی اے میخوار ہیچ

پھل نہ پایا نخلِ الفت سے ذرا
دل لگانا تمسی ہی اے یار ہیچ

تیری آنکھین سحر کی ہین پتلیان
ہی یہان پر نرگسِ بیمار ہیچ

بانکپن جبتک طبیعت مین نہو
باندھنا پھر سر پہ ہی دستار ہیچ

پاس اوسکے جو ہوا سرمستِ عشق
ہی عبث تسبیح اور زنار ہیچ

چاہیے اے دوست خالق کی ولا
ہی فضول اور الفتِ دنیا ہیچ





ردیف حاے حطی

غزل

۳۹ — ۱۱

کب مکین رہتی ہی قصرِ بدن اپنی مین روح
رہتی ہی آٹھ پہر روزنِ دیوار مین روح

اوس سہی قد کی تصور مین رہا کرتی ہی
کبھی دریا کبھی صحرا کبھی گلزار مین روح

ایکدن سیر کو نکلا تھا وہ یوسف جب سی
کوچہ گرد دیکھو رہا کرتی ہی بازار مین روح

اوسکی زلفون کی ہی سودی مین پریشان پھرتی
کبھی جاتی ہی ختن مین کبھی تاتار مین روح

ہم ہین مخمورِ مئی وحدتِ ساقی جہان
مست رہتی ہی یہان نشئہ اسرار مین روح

تیر گلزار مبارک ہی بلبل کو صدا
باغبان اپنی تو ہی اوس گلِ بیخار مین روح

ایکدم عاشقِ جانباز کی بالین پی تو آ
اب الجھتی ہی مسیحا تنِ بیمار مین روح

نہ تو ہوتی ہی شفا اور نہ جاتی ہی جان
مبتلا ہوویگی کیا جانی کس آزار مین روح

وقتِ مرگ آنکھون مین اوسکی رہی باغِ جنت
گردمِ نزع رہی احمدِ مختار مین روح

لفظِ تحسین سخن فہم سی ایدل گویا
جان ابیات مین پڑ جاتی ہی اشعار مین روح



کب سماتی ہین حسینانِ جہان نظرون مین
رہتی ہی اپنی تو ای دوستِ دلی یار مین روح





غزل



وہ خود پرست پنا ہو غمخوار کسطرح
قابو مین اپنی آئے وہ دلدار کسطرح

ثابت ہی اوسپہ عشقکا آزار کسطرح
کہتے ہین اوسکو نرگسِ بیمار کسطرح

اوس بانکپن کی چال آپ ہو کیون نہ مفتون
رکھتا ہی اپنی دوش پہ تلوار کسطرح

یہہ تو سدا الجھتا تھا باتون سے پیچ کی
دل اوسکی زلف مین ہی گرفتار کسطرح

رات آئی ہی بہت یہین آرام کیجیے
جائینگے آپ نشہ مین سرشار کسطرح

اوسکو پلا کی خوب ہی حسرت نکال لون
آجای میکدہ مین وہ میخوار کسطرح

چلمن سے جھانکتے تھے نہ پردہ وہ الٹتے تھے
آج آپ نکلی ہین سرِ بازار کسطرح

یادِ خدا تو بھولی سب اوس بت کی یاد مین
نخلِ دعا مین آپہی لگے بار کسطرح

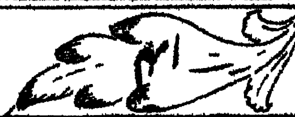


آتا ہی کب وہ راہ پر ای دوست دیکھیے
اپنا وہ یار ہوتا ہی عیار کسطرح





غزل



اشک جاری آنکھہ سی بہتی ہین باران کیطرح
غمکا دریا جوش مین رہتا ہی طوفان کیطرح

اُٹھائی گل معشوق کی چھلون کی پہناتا جسم
لہلہاتا ہی بدن اپنا گلستان کیطرح

مصحف رخکی تلاوت کرتی ہین آٹھون پہر
دلمین رکھتی ہین محبت اوسکی ایمان کیطرح

گیا زمانہ ہی جسکی دیکھو وہ منھہ پر صاف ہی
خاک اوڑھتی ہی مگر دلمین بیابان کیطرح

ای رہی وحشت وہ کی صحرا نوردی عشقمین
دھجیان اوڑھتی ہین اپنی تن کی دامان کیطرح

زہتو نسی نی برہمن سی رکھی کچھہ ارتباط
دیر مین بھی چاہئی رہنا مسلمان کیطرح

اُسکو حاجت روشنی کی ہی شب تاریک مین
دل جلا کرتا ہی یہان شمع شبستان کیطرح

اتنی جلدی کسلئی جانیکی ہی ای جانِ جان
آپ میری گھر مین بھی آئی تو مہمان کیطرح

تیرگی بخت کی کس سے شکایت کیجیے

پیچ بیٹھے ہیں بال کھولی جیسی دیکھا ہی ویسے

یہان سحر ہوتی ہی ہر دن شام ہجر کی طرح

دل پریشان رہتا ہی زلف پریشان کی طرح





دوستونسی بزم بیٹھ گلشن نظر آتی ہی دوست

نغمہ سنجی کر یہان مرغ خوش الحان کی طرح

ردیف خاء معجمہ

غزل ۴۲

رخ کی بہار خط ہی تو خط کی بہار رخ

پہنے ہین پھول کانون مین اوس گلعذار نی

غیرونسی ارتباط ہی ایسا کچھ ان دنون

پیدا ہوئی ہین تم اوٹھائی کیواسطے

گیسو نہ مجھ سر چڑھا ہی چھپاؤ سحاب مین

سبزے سے صاف بنگیا سبزہ زار رخ

دکھلا رہا ہی آج چمن کی بہار رخ

کرتا نہین ہماریطرف اب وہ یار رخ

پھرتی نہین ہم اونسی وہ پھیری ہزار رخ

پوشیدہ اب نقاب مین کرتو نہ یار رخ

کیا کام کیا ہی ناوک مژگان نی اپنا کام
دکھلا کی قتل کرتی ہو جو بار بار رخ

الٹا نقاب منہ سی تو پھر چمکی آفتاب کا
باہر کیا نقاب سی پھر تمنی یار رخ

عشاق آنکھین روزن در سی لگائی ہین
غرفی سی اک ذرا تو کرو آشکار رخ

دشمن سبھی ہمارے رہین تا کہ زرد رو
ہمسی کبھی نہ پھیرین تم ای دوستدار رخ

کیونکر نہ اوسکو رشک مہ و مہر ہم کہین
اوس سیمتن کا دوستو ہی زرنگار رخ

اٹھتا ہی دوست ہر گھڑی اوس بت کی یاد مین
دکھلا دی پھر مرے بسے خدا ایکبار رخ

غزل ۴۳

دکھلاتا ہی کسکو شفق ای چرخ کہن سرخ
خون جگری ہی ہی یہان سارا بدن سرخ

بیجر ہونکا خون جوش پہ ہی بعد فنا بھی
کشتی کا تیری کیون نہ ہو تابان کفن سرخ

دیوان مین لکھی سرخی لب کی وہ مضامین
بالکل ہوئی اوراق ہیں شرح و متن سرخ

بولا وہ صنم سرخی دنداں کو دکھا کر
دکھلا تو ہین ہم آج تمھین عقیق یمن سرخ

وہ سرخ لباس اپنے پہن کر جو چمن مین
پوشاک کی پہ لو سے ہوا سارا بدن سرخ

کیا بات ہے دیکھو تو کہ بے سرخی پان کے
رہتا ہے سدا اوس گل رعنا کا دہن سرخ

ای دوست عجب اوس گل رعنا کی صفت
رنگینی مضمون نے کیا سارا سخن سرخ

ردیف دال مہملہ

غزل

۲۲ ۱۱

نہ کوئی بات نہ آتا ہے کوئی کام پسند
دل سے رہتا ہے اوسی دوست کا پیغام پسند

نہ کبھی وصل ہوا لکھہ بتایا تو نے
ای منجم تیری کس طور ہوا احکام پسند

چشم انصاف سے دیکھا جو نظر بازوں نے
دفتر عشق مین میرا ہی کیا نام پسند

سرو قمری کو مبارک ہے بلبل کو گل
ہمکو بس باغ جہا نمین ہے وہ گلفام پسند

کیا کرین تیری صراحی دیجو لیساقی
ہی اوسی مست کے ہاتھون سے ہمین جام پسند

چادر ابر مین ہین شرم کے پنہان انجم
جیسے اون غیرت مہتاب کو ہی بام پسند

اعتبار اوسکی محبت پہ نکر تو اے دل
نظر آغاز پہ کرتی نہین انجام پسند

جیسے عاشق ہوئی کچھ دلکو نہین اوسکا خیال
زلف و رخ کا ہی تصور سحر و شام پسند

شیخ کر نیکو ہی موجود تو کرے تکبیر
قاتلا ہمکو ہی آوازۂ اسلام پسند

غیر کے ہاتھ تو اچھی بھی نہین خوش آتی
جیسے ہی اوسکے دہن سے ہمین دشنام پسند

کیا کہین دوست نہین فکر مضامین کی
ہی طبیعت بہت ان روزون کچھ آرام پسند

غزل

۷۵ ے

ہر امر مین وہ کرتا ہی تکرار خود پسند
اپنی ہی بات کرتا ہی وہ یار خود پسند

کیا کہتی ہی برا ہی وہ بد عہد و حیلہ جو
قابو مین کب وہ آتا ہی مکار خود پسند

بادہ کشی سے ہی جو نفرت اوسے مدام
اپنی ہی نشہ مین ہے وہ سرشار خود پسند

ہر بات پہ جو بگڑی کہو اوس کیا بنی
سنتا نہین کسیکی ستمگار خود پسند

پھٹتے ہین دور کپڑی لڑائی ہے ہر گھڑی
ناحق کا جھگڑی کرتا ہے ہر بار خود پسند

اے باغبان یقین ہے کھلی کوئی گل نیا
آتا ہے آج جانب گلزار خود پسند

جاتی ہے دوست میکدہ اوس مست کیلئے
ہو کس نشہ مین چور وہ میخوار خود پسند

۹ غزل ۹۶

کھینچ تصویر صنم ایسی تو بہزاد کی بعد
نام شاگرد بھی ہو دہر مین استاد کی بعد

اس ستمگر کی بھی کہین حد ہی کہ وہ سنگین دل
قتل کرتا ہی مگر سیکڑون بیداد کی بعد

ہان خبردار ہو بلبل کہ ہین دو دو دشمن
پہنچا گلچین بھی ہی گلزار مین صیاد کی بعد

عاشق رخ تھی ہوئی زلف کی بھی دیوانی
پڑگئی اور یک افتاد بھی افتاد کی بعد

چاہئے بندہ کو خالق کی عبادت کے لئے | تری مسجد کی بنا قصر کی بنیاد کی بعد

ہو تو وارفتہ مزاج ایسا کہ سب لوگ کہین | پھر نہ آزاد کوئی ہوگا اس آزاد کی بعد

ایسا خونریز نہین سفاکیمین ہے مستثنے | ذکر چنگیز کا ہی اوس ستم ایجاد کی بعد

کیون خفا ہوتی ہو ایسا نہ ملیگا خادم | اب ہوا مجھسے عدول آپکی ارشاد کی بعد

نام ایسا تو بھلا عشق مین کس کا ای دوست
تیرا چرچا بھی رہی وامق و فرہاد کی بعد

غزل

۲۷ — ۱۱

بیجرم کیا جبسے ہمین اوس نے نظر بند | جاری ہے لہو آنکھ سی ہی دیدۂ تر بند

کیون آنکھ سی ای جان جہان ہمکو گرایا | چشمک ہوئی مردم کی کیا جبسی نظر بند

سمجھون او سے تعویذ کمر دلسی لگاؤن | آجای اگر ہاتھ میری اوسکا کمر بند

پہلو سی کیا اوسنی بھی فرقت مین کنارہ | ہم دلکو سدا جانتی تھے اپنا جگر بند

عاشق کوئی رخ کا کوئی دیوانہ گیسو
رہتا ہی سدا راستہ وان شام و سحر بند

ق

وحشت مین لکھا حال ہی عریانیِ تن کا
قاصد نہین دی رکا ہی نامہ پہ کمربند

تھمہ دینا پڑا اتنا کہ نہین طاقتِ واز
جنبش نہین جیسی ہو کوئی طائرِ پربند

کیا سوچتا ہی ہاتھہ لگا تیغ کا قاتل
سر دینی کو مقتل مین ہم آئی ہین کمربند

چشمک سے وہ دل لیتی ہین طرفہ ہی تماشا
ہی شعبدہ یا سحر ہی جادو کا نظربند

رخ کا تیری حسرت کی نظر سی جو وہ دیکھہ
ہو آنکھہ نکیون شمس کی و شکِ قمر بند

مدت نہین حال کچھہ اوس دوست کا ای دوست
آتی نہین ان روزون کچھہ ایسی ہی خبر بند





ردیف ذال معجمہ

۴۸ غزل ۱۳

نامہ لکھنے کو لیا ہم نے جو دم بھر کاغذ
چشمِ گریان نی کیا رو رو کی سب کاغذ

مصحفِ روی منور کی ثنا لکھنے کو
چاہتا ہون یہ کہ بہتر سی ہو بہتر کاغذ

جب لکھی شوقیہ مضمون تو اوڑ جانی کو
پر لگا دین بنا کلک تو شہپر کاغذ

نکہتِ زلفِ معنبر کی ہین مضمون سارے
اپنے دیوان کا رہتا ہی معطر کاغذ

نامہ لکھنے سی اوسی کچھہ نہین حاصل ہی دل
اب جواب آتا ہی رکھہ دیتا ہی پڑہکر کاغذ

کچھہ شکایت کے جو مضمون لکھے تھے مینے
دیکھکر بولا غلط ہی یہ سراسر کاغذ

کچھہ جواب آیا نہ اوس شوخ کا کیونکر گلہ ہو
آجتک بھیجی ہی آئی ہین برابر کاغذ

دلِ مضطر کو یہی لکھہ کی مین سمجھاتا ہون
آج قاصد میرا لائیگا مقرر کاغذ

دیکھکر ظلم کی مضمون ہوا چاک جگر
ہو گیا اس دلِ مجروح کو خنجر کاغذ

اوسنی خط مین جو لکھی سنگدلی کی مضمون
ہو گیا ہاتھہ مین آتی ہی وہ پتھر کاغذ

تیر و تلوار ہر اک حرف ہی دشمن کی لئی
فوج مضمون ہی میدان ہی یکسر کاغذ

اوسکو نامہ جو لکھا ہجر مین ایسی بقدرِ شوق
اوڑ گیا ہاتھہ سی مانندِ کبوتر کاغذ



سلسلۂ وصل و رسایل کا ہوا پھر ای دوست
اندنون ہاتھہ مین ہتا ہی جو اکثر کاغذ



۴۹ — غزل — ۹

بوس و کنار وصل مین تھا عیش لذید
فرقت مین کیون نہو ہمین خونِ جگر لذید

صہباے خونِ دل ہی مجھی اسقدر لذید
کھانو مین جسطرح ہی کبابِ جگر لذید

نعمت جہان کی تجھکو مبارک ہو ناصحا
یہان ہجرِ یار کا ہی الم عمر بھر لذید

کیا ذائقہ ہی دونون طرف اکل و شرب مین
وان خمر با مزہ یہان لختِ جگر لذید

ملتا ہی کچھہ مزا لبِ شیرین یار کا
اسواسطے ہی ہمکو بہت نیشکر لذید

لیل و نہار ایسا بھی دکھلائیگا فلک
شیرین دہن کی بو سی ہون شام و سحر لذید

انسانکو ضبط چاہئی ہر ایک حال مین
تلخ صبر سی جہان مین غذا ہی مگر لذید

بوسہ لبون کا ہو تو لعابِ دہنِ یار
اس سی نہین جہان مین شیر و شکر لذید



پختہ تیر کلام ہی کیونکر مزا ندے
ای دوست سبکو ہوتا ہی پختہ ثمر لذیذ



ردیف راء مہملہ

غزل ۵۰ — ۱۲

ہوا سرخی پان سے او جوبن ہی جانان پر
لب لعلین نے شبخون دیکھ او مارا بدخشان پر

گمان گل کا ہوا اوس وقت دہن کے خندان پر
ہوا سر پیچ گیسو کا دہو کا سنبلستان پر

دل اوسکی زلف سے ہو کر پھرا چاہ زنخدان پر
گیا ظلمات سے ہی سکندر آب حیوان پر

ہوئی شدت سے آہون کے صدمہ دل و جان پر
عجب کیا او ڑکی آ گر پارہ دامن گریبان پر

جنون نے گرد گستاخ مجھ وحشی کو غربت مین
پڑا ہر ہر قدم پاون سر خار مغیلان پر

یقین ہے اسطرح مرنے سے جنت کی جو الفت مین
ہے عاشق ہد الو بھی بلا شک جو زعلما

پھٹے گنج حسن پر بیٹھا ہے ملا ٹھائی ہوئی اسکی
ہمین بیتی ہے سیہ جھجی خدا نے اسکی انجان پر

نہین سلہپال مین جاتے ہوی اوس چور کو ڈہا
پری دلّی سے آ آج انگہہ سی تخت سلیمان پر

اوڑائین دہجیان وحشت نے اسی اپنی جامی کی
عجب کیا اوڑکی آئی پارۂ دامن گریبان پر

جدہر وہ ماہرو نکلا وہین خلقِ خدا پہنچی
ٹلی یونکر ماہِ نو کا ہو گمان اوسکی گریبان پر

گیا جب قصد سیر اوس رشکِ گل نی باغ کی جانب
پڑی اوس آمد آمد کی خبر سنکر گلستان پر

جلا شعلۂ خونکی دوستی مین دوست اپنا
ہوئی ہین داغِ دل شعلہ فگن شمعِ شبستان پر

غزل ۱۵

زلف مین اوسکی پہنسایا دلِ نادان کیونکر
کیجیے اب کیا کہ ہو خود کردہ کا درمان کیونکر

دامنِ ہم تلک ہاتھ نہ جسکے پہنچے
ہو جنے اوس سے بہلا دستِ گریبان کیونکر

کل کی ہی بات کہ ہر بات مین شرماتا تھا
آج یا رب وہ ہوا فتنۂ دوران کیونکر

گر گیا اوسمین مرا یوسفِ دل ہای عزیز
چاہِ کنعان ہی ہوا تیرا زنخدان کیونکر

گھر جو آیا وہ میری جان بھی دی دل بھی دیا
اور کرتا ہی کوئی خاطرِ مہمان کیونکر

ہمکو تو رنج حسینانِ جہان دیتی ہین
خوش پریزاد و نسی رہتی تھی سلیمان کیونکر

جب سے دیکھا ہی وہ گلرو چمن انکھو نمین ہی خار
دل ہی پژمردہ کرون سیرِ گلستان کیونکر

کام جانبازی کا ہی کوچۂ محبوب مین آج
دیکھیں پڑتی ہین قدم اب سرِ میدان کیونکر

دلِ عشاق ہین پابند بخاطر جمعی
ہی یہہ جمعیت گیسوی پریشان کیونکر

موم سی نرم تر آگے تھا ولیکن اتنو
قلب اوس بت کا خدایا ہوا سندان کیونکر

جبکہ ہمدست نہو کوچۂ دلدار کی خاک
چھان ماریں نہ طلبگار بیابان کیونکر

تیری دانتون نی کیا دلمین گھر کی برما
لب تیری دیکھ کی مرجا نہ مرجان کیونکر

تیری پہلو مین بھلا اد دلِ نالان بتلا
رات دن زخمِ جگر رہتا ہی خندان کیونکر

تپ کہہ دے جستہ بجا نہ ہین ہماری باتین
نہون محظوظ اسی سنکے سخندان کیونکر

تپ تو دوست کی باتون پہ سدا ملتے تھے
آج صحبت سے ہوئی اوسکی گریزان کیونکر



غزل



عیان ہے نالہ جانکاہ اپنا کہکشان ہو کر
فلک پر کوندتی ہین میری آہین بجلیان ہو کر

اولٹ پھیر اپنی قسمت کا نہ صلیت بھی جا نگا
جو بوسہ مانگتا ہون تو نہین ہوتی ہے ہان ہو کر

ذرا احوال جا کر دیکھہ لیلا اپنے مجنون کا
لکھا ہے لا کھہ زنجیر و نمین مشت استخوان ہو کر

وہ کون ایسا ہے نور چشم مردم ہم بھی دیکھین گے
یہ جسکی منتظر بیٹھی ہین آنکھو نمین نہان ہو کر

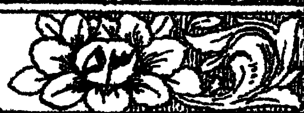
کہو کیونکر کرین ترک تعشق اور کہان جائین
پڑا ہے سلسلہ الفت کا پامین بیڑیان ہو کر

بہت کچھہ ہمنے چاہا تا رہین گمنام عالم مین
ولی شہرہ ہوا شہرو نمین اپنا بے نشان ہو کر



اجی وتھو زمین شعر آباد اب کر و چل کر
پڑی ہو دوست کیون خاموش تم آتش زبان ہو کر





غزل



تغافل یار کا برسا ہی گیا گزرا ہان ہو کر
نگھہ جب کی تو گزری صاف سینے سے سنان ہو کر

ہوا ہی دشتِ وحشت مین جنونکا دستبرد ایسا
کہ خود دامانِ صحرا اوڑ رہا ہی دھجیان ہو کر

تو اپنی دلمین کر انصاف او غارتگرِ لندن
رقیبِ روسیہ کیا منھہ چڑھا ہی قلبِ تن ہو کر

میری نالونسی دلِ رو تیغونکا چھوٹ جاتا ہی
اوٹھاتا ہون محلی سر پہ اپنے ناتوان ہو کر

مین وہ جادو بیان ہون ہاتھہ مین جب لون قلم اپنی
ڈسی جا کر دلِ حاسد مین مارِ دوزبان ہو کر

سدہاری منزلِ ہستی سی اپنی ہمسفر ہنستی
رہا تنہا مین گریان نقشِ پای رفتگان ہو کر

محیط ای ذوق ہین الطاف سی اُستادِ عالی کی
زمینِ شعر پر اپنی مضامین آسمان ہو کر

غزل ۹

بنائی تاج وہین نوچکر وہ سر کیے پر
ہما کی ہاتھہ لگین گر تیری جنون سے پر

جو میری نامی کو لایا کبوتر اوسکے پاس
تو توڑی پا کی بال اور کاٹی پر کے پر

جو اوسکی شعلۂ رخ کیطرف کوئی دیکھی
ہون خاک جلکی وہین طائرِ نظر کے پر

اٹھایہ بلبلِ نالان نی رحم کر صیاد
تو چھوڑ دی مجھی گلزار مین کتر کے پر

خیال کیجی کہان سی کہان کھنچتی ہی
عیان نہین ہی بلا شک ہاین پر خبر کی پر

ضرور اوسکی دلِ سخت پر کری تاثیر
دعا مین اپنی جو پیدا ہون کچھہ اثر کی پر

ہی دیتا زلف سے تشبیہ اوڑانا بن پر کی
کجا وہ گیسو کہان بال ورک ہر کی پر

اوڑی ہو وہ ایسا ہنر مندِ دیکھکر شل ہون
جو قسمت اچھی ہون لگ جائین ہنر کی پر





کچھہ اپنا حال جو کہتا ہی اوس سے کہی دوست
مگر قریب سے اوسکی رقیب سر کے پر



غزل



مفتون ہون ایک فتنۂ دوران کو دیکھکر
اولجھن پڑی ہی زلفِ پریشان کو دیکھکر

سکتا نکیون ہوا لب و دندان کو دیکھکر
غش جمع ہری ہا ہو جبین دُر و مرجان کو دیکھکر

پوشیدہ دُرِ ثمین ہی دندان کو دیکھکر
حیران ہی آئینہ رخِ جانان کو دیکھکر

وہ گل نہین بغیر خاک ہی گلگشت کا مزا
کانٹون پہ لوٹتا ہون گلستان کو دیکھکر

مژدہ ہوا جنون تیری پوری ہوگی مراد
پھر ولولہ ہوا ہی بیابان کو دیکھکر

تیرے بہت ہی قلزمِ زخار مین مگر
کھائی ہین غوطے چاہِ زنخدان کو دیکھکر

مجنون کی تیری دشت نوردی کی شوق مین
پڑتی ہین پاؤن خارِ مغیلان کو دیکھکر

پژمردہ گل چمن مین ہی رخسارِ یار سی
سنبل خجل ہی کاکلِ پیچان کو دیکھکر

لازم ہی ہر ایک سی یہ گرمجوشیان
صحبت بُرائی چاہی انسان کو دیکھکر

جاتا ہی آج یار کی یکتائی کا غرور
حیران کیون نہو مہِ تابان کو دیکھکر

دہوکا ہر اک کو ہوتا ہی طوفانِ نوح کا
ای دوست اپنی دیدۂ گریان کو دیکھکر

۵۶ غزل ۹

کل نہین ہی آجتک راحت کو کھویا بسقدر
پھر ہوا ہی پرکالۂ آفت کا جویا بسقدر

نخلِ قد پر شاخِ مرجان کا گمان ہونے لگا
جامۂ تن اشکِ خونی سے بھگویا اسقدر

چشم سے امڈا سمندر بن گئے آنسو گہر
یاد مین لب و مسی گوہرِ دندان کی رویا اسقدر

منھ نہین کھلتا کسیکا اوسکی باتونکو حضور
دیکھی شانِ خدا بُت اور گویا اسقدر

ہوگیا سبز زمین عاشقی کا اپنی نام
تخمِ الفت کشتِ دلمین ہمنے بویا اسقدر

رشتۂ تارِ نظر مین سبحۂ مرجان بنے
دانہاے اشکِ خونی کو پرویا اسقدر

آشنائی کے یہ معنی ہین مطلق تہ ملے
آنکو بحرِ محبت مین ڈُبویا اسقدر

خون ہوکر بہہ گیا آنکھونسے اپنی ای صنم
نشترِ نوکِ مژہ دل مین چبھویا اسقدر

جان اک ذرہ ہوئی اوس سیمتن کی قلب مین
نقد دل ای دوست تمنے مفت کھویا اسقدر

غزل ۵۷

اب لطف کی نظر جو نہین خاکسار پر
آؤ گے بعد خاک اوڑانے مزار پر

ہر روز وعدہ کرتی ہو آتی نہ ایکدن
کیا اعتبار آپکے قول و قرار پر

بر پا ہی اپنی چشم سی طوفان نوح کا
گرتا ہی ابر رشک میری چشم زار پر

ارمان نہ نکلا رخ پہ وہان خط بھی آگیا
پہنچی خزان ہی حسن کے باغ و بہار پر

قسمت کا ہی بگاڑ لڑی اسمین ذہن کیا
آمادہ روز رہتا ہی وہ کارزار پر

کیون عاشقونکو جوش جنون ہو نہ آجکل
ان روزون باغ حسن ہی اونکا بہار پر

اب دوست کی نظر مین سماتی ہی کوئی شکل
گرتا ہی صدقی حور و پری کو وہ یار پر

غزل

٥٨ — ٧

غرق حیرت ہو گیا چاہ زنخدان دیکھکر
یوسف کنعان ہوا دل مین پشیمان دیکھکر

مار کا ہوتا ہی دہوکا زلف پیچان دیکھکر
مثل سنبل کیون نہو ہی دل پریشان دیکھکر

بہہ گئے آنکھونسی دریا ایسی ہجر یار مین
ابر کو ہی رشک میری چشم گریان دیکھکر

خانۂ تمہیں نکیونکر رشک سے تڑپے جگر
غیر کی گھر آنکو ہر روز مہمان دیکھکر

عشق مین او غیرت لیلی کی ہوبن مجنون صفت
جوش وحشت کیون نہو دلکو بیابان دیکھکر

بوسۂ رخسار کیا لو تیغ ابرو ہی کھنچی
دل لرزتا ہی تیری شمشیر بران دیکھکر

دوست تو شاگرد ہی مشہور سی استاد کا
کیون سخن سی خوش نہو تیری سخندان دیکھکر

غزل ۵۹

خاموش رہا ابروی خمدار سے ڈرکر
بوسہ نلیا گال کا تلوار سے ڈرکر

اسوجہ سی رخسار پہ رکھتا ہی زلفین
بوسی کا نہ طالب ہو کوئی مار سے ڈرکر

دیکھا جو علاج مرضِ عشقکو مشکل
چھپ بیٹھی مسیحا تیری بیمار سے ڈرکر

تیری حسن چمن پہ باغی ہین مسلط
کیون در نہو بلبل دِل خار سے ڈرکر

ہی خوف رقیبونکا بھی میری بھی ہی الفت
گھر آتا ہی وہ یار پر اغیار سے ڈرکر

ہوئی نہ خفا اوسکے زبان روک لی اپنی
کچھ کہہ نسکا شکوہ دلدار سے ڈرکر

ای دوست نہ الجھا پہ کسینے اوسے دیکھا
ہی برق گریزان اوسی خسار سے ڈرکر

۶۰ غزل ۹

پابند زلف ہون مجھی زنجیر کیا ضرور
ابرو ہی بس ہی قتل کو شمشیر کیا ضرور

مجروح دل ہوا ہی میرا چشم یار سے
مژگان ہین یار سینی کی اب تیر کیا ضرور

کیون جستجوی وصل مین حیران ہی روز و شب
تقدیر مین نہین ہی تو تدبیر کیا ضرور

پیش آتا ہی وہی جو مقدر کا ہی لکھا
پھر آدمی کو شکوہ تقدیر کیا ضرور

فوٹوگراف دل ہی تصور ہی یار کے
گھر مین میری حسینون کی تصویر کیا ضرور

بوسہ وہ دیتی ہی نہین تکرار کی لئے
سایل کی التجا مین ہی تقریر کیا ضرور

موجود وہان ہی تیغ تو حاضر یہان گلا
پھر قتل مین ہماری ہی تاخیر کیا ضرور

ہی آج اوس سی تخلیہ اے دل بس ایکدم
حسرت نکال لینی مین تقصیر کیا ضرور

دشمن نہین یہ دوست قدیمی ہی آپ کا
دنیا پھر ایسے دوست کو تعذیر کیا ضرور

۶۱ غزل ۹

گل کو نہ دیکھین عارضِ جانان کو چھوڑ کر
سنبل چھوین نہ کاکلِ پیچان کو چھوڑ کر

ناصح سُنی ہوئی ہین جنان کی حکایتین
جاتا ہی کون کوچۂ جانان کو چھوڑ کر

برقِ نگہ سی اوسکو بھی کردی جلا کی خاک
قاتل کہان چلا تنِ بیجان کو چھوڑ کر

ہین دو اک بُری کو بھی اچھی تو ہاین بہت
جاؤن کہان مین پیچھی داما نکو چھوڑ کر

منعم عبث ہی دولتِ دنیا پہ یہ غرور
جاتا ہی ایکدن سروسامانکو چھوڑ کر

اوس رشکِ گل کی کوچی مین گزری تمام عمر
جائی نہ عندلیب گلستان کو چھوڑ کر

بوسی لبون کی لیتی ہوئی رخ پہ کی نظر
آئی حلب کی سمت بدخشان کو چھوڑ کر

آ گئی سیری دشت مین پائی جو کچھ خبر | مجنون ہوا فرار بیابان کو چھوڑ کر

ای دوست یون حسین تو دنیا مین ہین بہت
پر کون جائے اس شہِ خوبان کو چھوڑ کر

ردیف زائے معجمہ

غزل

۶۲ | ۱۱

نہ غمزدونکی دکھا دلکو دمبدم ہرگز | خدا کیواسطی ای بت نکر ستم ہرگز

ہو جس مقام پہ جانی سپے مغبچہ نامی | نرکھنا چاہئیے ایسی جگہہ قدم ہرگز

ہزارون وعدے کئے ایک بھی ہوا پورا | خطا معاف نہ اب کھائی قسم ہرگز

گدا کو وہ جدائی نہ مجھپہ بہر خدا | ہون ناتوان نہ اوٹھیگا بارِ غم ہرگز

خدا کو بھولی ہی کافر او بت پوجی | مگر نہ رام ہوا اپنا وہ صنم ہرگز

دکھائی دیتی ہی نشہ مین اوسکی سیر جہان | نہ بدلون ساغرِ بادہ سے جام جم ہرگز

مین تیری یاد کا قائل ہون ای بت فائق
کبھی نہ بھول کر تو نے کیا کرم ہرگز

کہون مین کس سی بتاؤ جواب اسکا کیا
وہ کہتی ہین کہ سنینگے نہ اوسکی ہم ہرگز

فروتنون سی تکبر دلا حماقت ہی
نکرنی چاہئی سرکش سی پشت خم ہرگز

چڑہاتی طالب بوسہ پہ آپ ہین تیوری
کرو گدا پہ نہ شمشیر کو علم ہرگز

ہو تم بھی دوست کڑی ہمنی خوب دیکھہ لیا
کبھی نہ یاد مین کی اوسکے چشم نم ہرگز

غزل

پھر آدمی کو بھیجتی ہین صبح و شام روز
آتی ہین پھر اوس آفت جان کی پیام روز

رہتی ہین جمع دیکھنی کو خاص عام روز
اوسکی گلی مین رہتا ہی اک اژدہام روز

بھولینگی نغمہ بلبلین گل ہوگا زرد رو
گلزار مین پھر آتا ہی وہ لالہ فام روز

اوس بت سی ایک بھی نہ ملا آجتک جواب
موسی خدا سی کرتی تھی کیونکر کلام روز

فرقت مین یونہی ہوویگا اکدن عدم کا کوچ
وحشت کہا رہی ہی نیا اک مقام روز

گن گن کی تارے کٹتی ہی یان رات ہجر کی
آنیکا اوسکی رہتا ہی وہان اہتمام روز

فرقت نے اوسکی ہمپہ کیا آب و خور حرام
اپنے مکان مین رہتا ہی ماہِ صیام روز

واعظ یہ تیری پند کو کب مانتے ہین رند
چلتا ہی میکدے مین وہان دورِ جام روز

ایسا ہی حسن گھر تری دربار عام ہی
عشاق جمع رہتے ہین بہرِ سلام روز

ہی بت نہ روند بہرِ خدا ایسی چال سی
پامال مجھکو کرتا ہی تیرا خرام روز



ہو دوست پر کبھی تو نگہ مہر و لطف کی
رہتا ہی دست بستہ یہ حاضر غلام روز



ردیف سین مہملہ



۶۴ غزل ۱۴۳



خال مشکین نہین ابروی خمدار کی پاس
ڈہال رکہی ہی سقا نے تلوار کی پاس

جان بچنی کی نہین کچھہ نظر آتی آثار
پھر لئی جاتا ہی دل ہمکو دل آزار کی پاس

جیسے اوس فرقت سی دو راہی ہوئین چار آنکھین
آنکھہ رہتی ہی میری روزن دیوار کی پاس

خندہ روئی پہ گلونکی نہ چہکا ہی بلبل
دیکھہ گلچین بھی لگا رہتا ہی گلزار کی پاس

پتیان ہون گل مہتاب کے جیسے جو گرد
سبزہ آتا ہی نظر یون گل رخسار کی پاس

کون آتا ہی مگر یاس و غشی و درد و الم
رہتی ہین آٹھہ پہر تیری بیمار کی پاس

خیر ہی دوستو کیا موت بھی آتی انکی نہین
وہ مسیحا نہ اگر آئیگا بیمار کی پاس

ہین جو کم سن تو وہ زنجیر کی سنکر آواز
آتی ہین ڈھونڈتی ہوئی تازہ گرفتار کی پاس

جسکو دیکھو ہی رخ و زلف کا اوسکی شیدا
جائی کونسی پھر کافر و دیندار کی پاس

روی جانان سی بھلا سبزۂ خط کیا بہتر
دیکھہ وہ آئینہ ہی رہتا نہین زنگار کی پاس

بادہ خوارین مین گئی جان ہی اپنی رندو
ہووی مدفن بھی میرا خانۂ خمار کی پاس

باغ عالم مین نہ تھا پھول وہ رنگت و بو پر
اسلئی گل کو خدا نی ہی رکھا خار کی پاس

جن کی نزدیک ہی اکسیر قناعت ای دوست
لگ وہ جاتی ہین کسی منعم و زردار کے پاس

غزل

چاہئی ای خضر تجھکو آبِ حیوان کی ہوس
ہمکو ہی یوسف کی چاہِ زنخدان کی ہوس

زاہدا تجھکو مبارک باغِ رضوان کی ہوس
ہتی ہی عاشقونکو کوی جانان کی ہوس

پھر بہار آئی ہوئی دلکو بیابان کی ہوس
جوشِ وحشت مین ہوئی چاکِ گریبان کی ہوس

پھر سمایا ہی سودا پھر ہوا جوشِ جنون
پھر ہوئی کچھ پانون کو خارِ مغیلان کی ہوس

شمع سا جلتا ہی دل روشن ہی گھر جسکی سبب
ہی شبِ فرقت مین کسکو ماہِ تابان کی ہوس

پھر ہی رستہ بند پھر ہی شور و غوغا ای پری
پھر ہی دیوانہ کو تیری طوقِ زندان کی ہوس

اوس گلِ بنجا کی فرقت نی پژمردہ کیا
آرزو ہی گلبدن کی کب گلستان کی ہوس

کام رکھتی ہین لب و دندانِ جانان سی مدام
نی گہر کا شوق نی لعلِ بدخشان کی ہوس

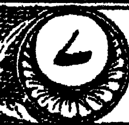
ہاتھ بھی اون لف عنبر بیز کا شانہ نہین
ہی یہی ہر وقت اس خاطر پریشان کی ہوس

زاہدا ہو مصحف رخ کی تلاوت ہر گھڑی
ہتی ہی ہم جاہلونکو بسی قرآن کی ہوس

ہمکو ہی ای دوست اس در کی فقیری ہی غرض
مدعا طبل و علم سی اور نہ سامان کی ہوس



غزل



ہر امر مین ضرور پڑا ہی خیال بس
انسانکو ہی فعل پہ ہی انفعال بس

ناحق کی جاہلون کی بھی ہین قیل و قال بس
ہی آدمی کا جوہر ذاتی خیال بس

اُس بات پر بھی ناز بھی غصہ بھی سرخی
ہان اسکا ہی گھمنڈ کہ ہو خوش جمال بس

سب آپکی خلاف کیا مین نی آج تک
ناحق عدول حکم کا ہی احتمال بس

یا اوسکو ساتھ لاتی ہین یا چھوڑ دیتی تھی
آج اب سی دو ہی بات تو نہ ہی انفصال بس

وقت میں تیر جان چلی وہ ہوا نہ وصل
ناشتی ٹھہرا مرگ سی آخر وصال بس

جس جا پہ مثلِ اشک گرے بس وہین رہے
فرقت مین تیری دوست کا پہنچا یہ حال بس

ردیف شین معجمہ

۱۵ غزل ۶۷

دیکھتے ہین ذی سخن طبعِ سخنور کی تلاش
اَکثر ہین عشّاق سیم اندام دلبر کی تلاش
خنجرِ مژگان ہی تیرا کار گر بیحد ہوا
جو دُرِ دندان و لعلِ لب کی مایل ہو گئے
ناتوانی سی نظر آیا نہ اپنا جسمِ زار
خارِ غم سی جسم ہی غربال جاری ہی لہو
سبزۂ خط روی جانان پہ نہین ہی بی سبب

کیون نہو دلکو سدا مضمونِ بہتر کی تلاش
اہلِ دنیا کو ہمیشہ رہتی ہی زر کی تلاش
قتل کرنیکو عبث کرتا ہی خنجر کی تلاش
لعل سے اونکو سروکار اور نہ گوہر کی تلاش
کی اجل نی بارہا آ آ کی بستر کی تلاش
کس لئے کرتا ہی ای فصّاد نشتر کی تلاش
ہی وہ شاہِ حسن کیونکر ہو نہ لشکر کی تلاش

وادیِ الفت مین جب اوٹھا قدم کیناوطن
ہتی ہی خانہ بدوشونکو کہین گھرکی تلاش

ہم صفاے باطنی کو اسطرح ہاین ڈہونڈتے
جوہری کو جسطرح ہتی ہی گوہر کی تلاش

شوقِ آرایش کا ہی رہتا ہی زیور کا خیال
ہتی ہی اونکو مرصع کار و زرگر کی تلاش

دل ہمارا خود خبر لاتا ہی اوسکی دمبدم
خواہشِ قاصد نہ ہی ہمکو کبوتر کی تلاش

سال بیچہے عید ملنے کی لئی ای رشکِ ماہ
کیسی مسجد مین تیری اللہ اکبر کی تلاش

دیکھا نیرنگ جہان کیا اون آنکھون نے مگر
رہتی ہی مدِ نظر چشم فسونگر کی تلاش

سمجھا عاشق اونکو اونسا مجھکو ظالم سنگدل
ڈہونڈا دو لوگون نے پایا بلکہ اکثر کی تلاش

فکر کرنی ہی عبث اوڑ اوڑ کی مضمون آئینگے
طائرِ دلکو ہوئی پھر دوست شہپر کی تلاش

۶۸ غزل ۹

تڑپاتی ہی جگر کو دلِ زار کی کشش
پھیر لیچلی ہی اوس بتِ عیار کی کشش

ڈرتی ہی قتل ابروی خمدار کی کشش
تاثیر ایسی دیکھی نہ تلوار کی کشش

پھر عیادت آپ نہ آتی یہان مسیح
لائی ہی ہمکو عاشقِ بیمار کی کشش

فرقت زدونکو سیرِ گلستان سے کیا غرض
لیجاتی ہی مگر گلِ رخسار کی کشش

پھر زخم تازہ ہوگئی فصل بہار مین
پھر گل نئی کھلاتی ہی گلزار کی کشش

دینا نچاہئی تھا برہمن بچی کو دل
کافر کری نہ دیکھئی زنّار کی کشش

آتا نہ وہ جہا مین یقین تھا ہمین مگر
محشر بپا کریگا تیری رفتار کی کشش

آئی بہار پھر تیری وحشی کو لیچلی
غربت کی خاک جنگل و کہسار کی کشش

کیا پوچھتی ہو دوست سے آنیکا ماجرا
خادم کو کھینچ لاتی ہی سرکار کی کشش

ردیف صاد مہملہ

غزل

۱۱ ۶۹

یارب کوئی جہان مین نہو مبتلای حرص
سر مین کسیکی بھی نہ سمائی ہوای حرص

ہی آدمی وہی جو قناعت کا ہو حریص
ہو دست صبر کا ہی نہ آشنای حرص

کہتے ہین وہ کہ وصل کی اتنی طمع نکر
تو نی سنا نہین کہ بری ہی بلای حرص

پژمردہ کرتی ہی گل توقیر و آبرو
دلمین کسیکے رنگ نہ اپنا جمای حرص

عریان تنی قبول کری ننگ سی ہین کیا
پہنے کبھی نہ جسم پہ لیکن قبای حرص

اوسکو نہین ہی نقش و عمل آئی کچھہ جو صبح
دنیا مین لوح دل سی جو اپنی مٹای حرص

بوسی پہ جو مانگی تو شرما کی یون کہا
اتنی تو آدمی کی نہ سر مین سمای حرص

عاجز ہین اس مرض سی حکیم و طبیب سب
ممکن نہین کہ ہو وی کسی سی دوای حرص

ہر شی کی انتہا ہی اسی کی نہین خبر
دیکھی بھی ہی کسینے کہین انتہای حرص

کیونکر رہی حریص نہ گردش مین عمر بھر
خود پیستی ہی اوسکو سدا آسیای حرص

کیونکر نہ غرق چاہ ملامت مین ہو وہ دوست
جسکے محیط قلب مین طوفان و تھای حرص

غزل

آزار و رنج و صدمہ و جور و جفا و قصاص / نسبت میں عاشقوں کی یہی ناروا قصاص

یک بوسے کا نہ جرم تھا اتنا جو دی سزا / شاید لیا یہ تمنی کسیوقت کا قصاص

گیا اوسکا مارنا کہ جو ہو خود مرا ہوا / اتنا نہ چاہیے تھا جو تم نے لیا قصاص

آخر کو تو نے جان لی بیمار عشق کی / ای ظالم اب تو کچھ نہیں باقی رہا قصاص

خود رفتگی میں لی لیا بوسہ خطا معاف / دیوانہ بیگناہ ہی لیتے ہو کیا قصاص

گھایل کیا نگاہ سے پامال چال سے / فرمائیے کچھ اور بھی باقی رہا قصاص

یکبا قتل کیجیے جھگڑا ہی پاک ہو / ہر بات پہ نہ چاہیے بیجا قصاص

ہر اک کا دل جلاتے ہو آزار دیتے ہو / معلوم ہو تمھیں بھی جو لیوے خدا قصاص

رحمت کا آسرا ہی بھروسا کرم کا ہی / ای دوست عاصیوں سے خدا لیگا کیا قصاص

ردیف ضاد معجمه

غزل

ساتھہ غیرونکی رہا کرتا ہی وہ یار غرض
کچھہ برے اوسکی نظر آتی ہین آثار غرض

آئینہ اوس رخ روشن کے برابر کیا ہو
ہو جہان شمس و قمر آئینہ بردار غرض

کب دوپٹی کا اوٹھی بوجھہ کمر سی اوسکی
زلف کا عکس نزاکت سے ہی وہان بار غرض

باتین اسپیچ کی وہ وعدہ شکن کرتا ہی
ثابت ہے اسی ہوجاتا ہی انکار غرض

مین جو کہتا ہون کبھی وعدہ کو پورا تو کرو
کہتے ہین یہہ تو کہو کب کیا اقرار غرض

اونکی بد عہدی کا شکوہ جو کیا وہ بولے
ختم بھی ہوگا کبھی تیرا یہہ طومار غرض

دل نہ دیتا تھا اوسے مفت کی بدنامی لی
دیکھا آخر کو تو پایا اوسے عیار غرض

اوسکی باتین ہین معما کہ ہر اک پہلو سے
اپنے مطلب کی وہ کہہ جاتا ہی مکار غرض

دوست مینے جو کہا آوگے کب تم تو کہا
بولا اپنی ہی کہی جاتی ہو ہر بار غرض

غزل

روکش کوکب تابندہ ہی سارا عارض
چاند کا صاف نمونہ ہی تمہارا عارض

صاف تو یہ ہی کہ جب دیکھ لیا عید ہوئی
عاشقونکی ہی مقدر کا ستارا عارض

چھپ گیا ابر مین وہ اور یہ بازی جیتا
چاند سی بھی نہی کسی بات پہ ہارا عارض

دیکھکر چاند کا ہوتا ہی گمان ہر یک کو
حق نی کیا نور کی سانچی مین اوتارا عارض

چاند کی گرد ہوا عقد ثریا کا گمان
چن کی افشانکو جو بھر تمنی سنوارا عارض

ہووے صحت ابھی اس چاندنی کی ماری کو
مجھکو یکبار دکھادی جو دوبارا عارض

سرو قد غنچہ دہن اور ہین آنکھین نرگس
دُرِ دندان ہین جچتا یا تو پیارا عارض

مرضِ ہجر مین بیمار ہو صبح رخ دکھلا
زندگی کا ہی فقط اپنی سہارا عارض

دوست مشتاق ہی یکعمر سے تیرا ای بت
اپنی عاشق کو تو دکھلادے خدارا عارض

ردیف طاء مہملہ

غزل ۱۱ ۴۳

اوس فانوکا دیکھے کسرو زآئی خط
فرقت زدونکو دیکھین جدا کب دکھائی خط

فرقت نی زعفرانی کیا رنگ جسم کا
ہوا اس تپی کو زردی کا غذ برائی خط

فقرہ نہین ہی لکھدون غلامی کا خط واسطے
جو میری یار کا مجھی لاکر سُنائے خط

خط دیکھنی سی نصف ملاقات ہوگئی
کیونکر نہ اپنی انکھہ سی عاشق لگائی خط

دل چھین لیکے بیٹھی ہوا کدم کیواسطے
بھیجو کسیکے ہاتھہ اوسیکو بچائی خط

حسن و جمالِ یار کی دونی بہا ہو
جدول کیطرح مصحفِ رخ پر جو آئی خط

راتین شب فراق کی کتنی پہار ہین
دن کونسا وہ ہوویگا قاصد جو لائی خط

خط بھیجتا نہین ہی وہ عیار اسلئے
ایسا نہو کہ یاد کو جاکر سُنائی خط

اونکی ہماری رسل و رسایل کا ہی یہ حال
وہان ابتدا محال ہی یہان انتہائے خط

رہتا ہی روز نامہ و پیغام غیر سے — در پردہ دیکھ لیتی ہین ہم بھی پرایے خط



دل بیقرار رہتا ہی دن رات دوست کا
بھیجا کرو خبر بھی زبانی سواے خط





غزل



اونکے ہماری کچھ نہین چاہ و ان کا ربط — اب حال مین ہوا ہی یہ ہی درمیان کا ربط

دیکھا جسی نگاہ سی بس صید کر لیا — ہی آجکل اونھین اسی تیر و کمان کا ربط

اپنی درشتی چھوڑ کی نرمی سی پیش آئے — اوس سنگدل سی ہمسی ہی ایسا کہان کا ربط

اوس سی بڑہا ہوا ہمین آتا ہی یہ نظر — دلکا جگر کا روح کا اور جسم و جانکا ربط

مین ذرہ اور ذرہ بھی مین خاک رہگذا — کیونکر نبھے زمین سی بھلا آسمان کا ربط

چھوکی ملاپ سی ہوئی ساقی کی دوستی — بادہ کشی سی ہو گیا پیر مغان کا ربط

دل کہتا ہی کہ اوس سے ملیگا تو ای عزیز — یوسف کو کسطرح سی ہوا کاروان کا ربط

ساری وہ چھپ گئی اُدن گلبدن کے ستا قصہ
اب عندلیب لکھو ہے فغان کا ربط




ان روزون دوست کو نہین مجھے عشق کا خیال
دیوانگی ہے فکر اسی داستان کا ربط




غزل

۸۵ — ۱۲

عین اُلجھن مین اوسکا آیا خط
آنکھہ سے دیکھکر لگایا خط

بیقراری مین اوسکا پایا خط
ہوئی تسکین سے گلے لگایا خط

ہوا الہام یا کہ وحے آئی
آکے قاصد نے کیا دکھایا خط

سوزشِ دل کا حال تھا جو رقم
جلکے اوسنے میرا جلایا خط

نہوا ختم بیقراری سے
کبھی لکھا کبھی مٹایا خط

ہاتھہ مین اوسکے جاکے پھول گیا
نہ لفافیمین پھر سمایا خط

گیا غرض سرنوشت سے میری
آپ کیون پڑھتے ہین پرایا خط

قاصد جلد جا سے کے بہرِ خدا
لا تو پیغام یار کا یا خط

ق

مرضِ عشق پا کے عامل نے
بدلے تعویذ کے پلایا خط

نہ فتیلے کی سوچا وہ دہونی
شعلہ رو کا میرے جلایا خط

زیست مشکل ہی ضبط ہی دشوار
آئے اوس یار کا خدایا خط

دوست تیری زبان کے صدقے
مجھکو اوس یار کا سنایا خط

ردیف ظاء معجمہ

غزل

ای مہرو اگر ہمین ہی کچھہ التفات کا لحاظ
ایدل تجھے تو چاہئے آداب کا لحاظ

نہ بات کر نہ تجھسے چھپا نہین کوئی ہنسی
ہی پر ضرور عالمِ اسباب کا لحاظ

حیرت ہون مرضِ لعلِ لبِ یار ای طبیب
نسخے مین ہووے شربتِ عناب کا لحاظ

رکھو کبھی تو ہاتھ میری جان سینہ پر
کیجے ذرا تو اس دلِ بیتاب کا لحاظ

ہی نازِ حسن کو بھی آتے ہو بیدھڑک
کچھہ تمکو چاندنی کا نہ مہتاب کا لحاظ

رہتی ہین انتظار مین وا رات بھر تمام
انکھونکو اندنون نہین کچھہ خواب کا لحاظ

خود اپنے بحرِ اشک مین رہتی ہین آشنا
کچھہ جھیل کا خیال نہ تالاب کا لحاظ

دل پارہ کر کسیکا نہ اکسیر ہی
ہی کیمیا جو ایسی ہو سیماب کا لحاظ

بزمِ جہان مین وہ نہین ای دوست آدمی
محفل مین جسکو ہووی نہ احباب کا لحاظ

۷۷ غزل ۹

شہِ لولاک و مرتضیٰ حافظ
جائیے آپ کا خدا حافظ

اپنا ہر حال مین خدا حافظ
کندہ ہی اپنے دل پہ یا حافظ

عشق مین آخرش کو جان گئی
ہم چلے آپ کا خدا حافظ

دیکھتے دیکھتے ہین روی صنم
مصحف رخ کا ہو گیا حافظ

کسطرح وصل کی بنے صورت
یہان حمیت وہان حیا حافظ

کوہ و صحرا مین تیری وحشی کا
غم مددگار ہے بلا حافظ

مصحف رخ کا کب ملا قاری
گو کہ آتش ہین جا بجا حافظ

اوس صنم کا لحاظ و پاس سدا
وہ نگہبان تو یہہ رہا حافظ

کیا کہون داد کس سے لون ای دوست
ہاے افسوس مر گیا حافظ

ردیف عین مہملہ

غزل

۷۸ ۱۱

اسکی نہین فقط دل مضطر کو اطلاع
ظالم تیری جفا کی ہے داور کو اطلاع

کیا پوچھتا ہے میری پریشانیون کا حال
ہے بال بال زلف معنبر کو اطلاع

تجھمین اثر نہین کشش دل عجب ہے یہ
تڑپے تو اودہر ہووے نہ دلبر کو اطلاع

برچھی ہوئی نگہ وہان یہان قتل ہو گئے
مجروح کی ہوئی نہ ستمگر کو اطلاع

تو قتل کر کے مکر ہی تو کیا ای جفا شعار
ہے خونِ بیگناہ کی خنجر کو اطلاع

ہو گی ہزار آفتین دنیا مین آن کے
روزِ ازل سے تھی یہ مقدر کو اطلاع

بیمارِ ہجر کی نہ خبر تو نے لی مسیح
ہے اوسکی حالِ زار کی بستر کو اطلاع

یھان کچھ نہین ہے روز قیامت کو دیکھنا
ہو ویگی تیری چال سے محشر کو اطلاع

حیرت ہے اپنی رونیکی اوسکو نہین خبر
سیلاب چشم کی ہے سمندر کو اطلاع

مکتوب تونے لکھی ہے مثلین بنی ضخیم
ہے منشی و محافظ دفتر کو اطلاع

ای دوست طبع ہووے تو دیوان ہے تیرا
پھر ہو ویگی ہر ایک سخنور کو اطلاع

غزل

۷۹ — ۱۱

دلبر نہ اپنا آہ ہوا کوئی دم مطیع
اوسکے ہی ہم ہمیشہ دل و جان سی ہم مطیع

کتنی ہی کچھ ادائی کری تو کہ ہو خفا
ای بت تیری تو ہم ہین خدا کی قسم مطیع

برآئی آرزو عجب اک لطف سے گئے
جو ہمسے وہ ہم اوسکے ہین دونون بہم مطیع

بیمار ہجر کا کوئی مونس نہین مگر
درد و غشی ہمارے ہین دونون بہم مطیع

تنہائی مین شفیق و رفیق اپنا کون ہی
مایوسی ہی مجلس ہی درد و الم مطیع

قاصد کچھ اور کیفیت اسمین نہین مگر
لکھا ہی خط مین کہ ہین یکقلم مطیع

الفت بتونسی کام خدا سی ہین رکھتی ہم
کیون ہی نہ ہون ساکن دیر و حرم مطیع

ایمان کھویا بت کی محبت مین جان بھی
اب دیکھیے وہ ہوتا ہی اپنا صنم مطیع

کیا ذکر کبک اوس ستم آرا کی چال پر
ہوتی ہین راہ گیر بھی ہر ہر قدم مطیع

شہرہ ہی تیغ ابروی خمدار یار کا
اوس ترک کے نگہون مین اہل عجم مطیع

ای دوست کچھ اوسے نہین بیوفائی ختم
معشوق ہم نے دیکھی ہین دنیا مین کم مطیع

ردیف غین معجمہ

غزل

۸۰ — ۱۱

اپنا کسیطرح نہوا دلربا دریغ
اوسکی فراق مین گئی جان اپنی دریغ

حالت یہ ہو گئی ہا تیری بیمار ہجر کی
کرتی نہین طبیب بھی اوسکی دوا دریغ

دل بھی جگر بھی جان بھی ایمان بھی دیا
فرماتی ہی کہ ہمنی کیا تمسے کیا دریغ

ہمنے بھی کچھہ سُنا ہی کہ غیرونکی بزم مین
کرتی ہین فخر جاکی وہ اپنا گلا دریغ

سوتا ہی ساتھہ بھی تو چُرائی ہوئی بدن
ہر بات مین وہ کرتا ہی ہمسے حیا دریغ

اسجان ہی ایکدم تمھین دینی مین جانتی
بتلاؤ تو کہ ہمنی بھلا کب کیا دریغ

جیتی مقدمہ نہ کبھی وصل یار کا
اوس مدعی سی کچھہ نہ ملا مدعا دریغ

ساری وہ رسم ہمسی گئی صحبتین ہین اور
غیرونسی ربط رکھتا ہی وہ بیوفا دریغ

فصل بہار بھی گئی اور آگئی خزان
اوس گل سی اپنا رنگ نہ لیکن چھٹا دریغ

کیا پوچھتی ہو دوستو کیوں غیر حال ہے | جب سے جدا ہوا ہے نہ وہ ہم سے ملا دریغ

اے دوست کیوں نہ آنکھوں میں اندھیر ہو جہان

ہے داغ دل میں وہ نہ ملا مہ لقا دریغ

۸۱ غزل ۲

اب تک مخفی تھا لیکن اب ہوا ظاہر دروغ

کل رقیبوں کا کھلا اوس یار پر آخر دروغ

مجھ سے کہتا ہے کہ اب تو بھی لگا غیبت ماننے

باندھتی ہیں جس طرح دیوانوں شاعر دروغ

حال جو دل پر گذرتا ہے تمہارے ہجر میں

کچھ کہو نہیں کر سمجھی آپکی خاطر دروغ

جمع ہونگے جب سبھی کہدونگا تم ہمیشہ میں ہو

محفل میں جو باہم بولونگا تیری خاطر دروغ

حال دل میں نے کہا سچ سچ تو بولا سنکے یون

جھوٹی قسمیں پھر لگی کھانے بنایا پھر دروغ

وعدے کیوں کرتا ہے آتا ہے نہیں تجھکو اگر

بولتا ہے کس لئے تو ہمسایہ کافر دروغ

دوست لکھا ہے کل جو اسکو بزم عدو میں

حقیقت کھل گئی ہو گیا سب ظاہر دروغ

ردیف فا

غزل

پھر کشش دلکو ہوئی ہی کوئی جانان کیطرف
لیچلا ہی پھر مقدر باغِ رضوان کیطرف

دلنی کھینچا پا مجھی چاہِ زنخدان کیطرف
راہبر اپنا ہوا خضر آبحیوان کیطرف

ہاتھ پھر جانی لگی اپنی گریبان کیطرف
پھر قدم بڑھنی لگی خارِ مغیلان کیطرف

خوب رخسار و لب لعلین کا نظارہ کیا
ہم چلی بہتی ہوئی آئی بدخشان کیطرف

پھر جگر سی آہِ سوزان منھہ تلک آنی لگی
اشک پھر جاری ہوئی آنکھونسی دامان کیطرف

پھر بہار آئی تیری وحشی کو پھر سودا ہوا
لیچلا جوشِ جنون اوسکو بیابان کیطرف

شگفتے ہین گل بلبلین کرتی ہین نغمی چار سو
دھوم ہی آینکی تیری اب گلستان کیطرف

اوس پری روکا چھپر کھٹ دیکھلی جو اک نظر
پھر نہ دیکھی عمر بھر تختِ سلیمان کیطرف

پھر جنون کی ہاتھ سی تازہ گرفتاری آئین
پھر چلی ہی شور دیوانونکا زندان کیطرف

ہین فقط تیری خوشی پاہانکو مجھے نہین دنیا سے کام
طمع غیر ہی ہے نہ دو پر پہ بست مان کی طرف

یا الٰہی دوست کو توفیق کر ایسی عطا
جز ثواب انکا نہ دل مائل ہو عصیان کی طرف



غزل



چلتا ہے چال چرخ فلک کج ادا خلاف
رہتا ہے پھر مجھے بندون سے وہ بیوفا خلاف

ہوتی ہین مستجاب ترے غیر کی واسطے
پڑتی ہے اپنے واسطے اکثر دعا خلاف

قسمین تو کھائی انکی بسر ہے نہ تھا عجب
پیمان و عہد ہوتے ہین تم سے سدا خلاف

یہ بھی کہ اتفاق ہے ماننا ہو تیرے بت
جو ہم سے بندون ہوا وہ دلربا خلاف

خط بھی گئے ہوں بھیج حقیقت سے مشتمل
المختصر جواب جو اسنے لکھا خلاف

مجھ پہ گمان غیر و نسبت
یہ امر فتنہ سازون نے بالکل کہا خلاف

کیون آپ مجھ سے ہوتے ہین برہم بات بات
یہ تو بتائیے کہ ہوا مجھ سے کیا خلاف

قسمیہ کل نہ آنیکا وعدہ ہی عجب — وعدے تو آپ سے ہوے یون بارہا خلاف

اے دوست اوسکی عشق مین بدنام ہوگئے
پوچھو تو اپنی وضع کہ یہہ بھی ہوا خلاف

غزل ۸۴ ۱۲

چھٹ گیا پھر ہمسے وہ دلدار حیف — زندگی پھر ہوگئی دشوار حیف

ایک جا ہم اور وہ رہنی نپاے — پھر گیا کیا چرخ کجرفتار حیف

ہم اکیلے ہجر مین تڑپا کرین — اور صحبت مین تیری اغیار حیف

یاد کیجے چاند پورا ہوگیا — لب ملا تھا بوسۂ رخسار حیف

رفتہ رفتہ پھر ہوا جوش جنون — بڑھ گیا پھر عشق کا آزار حیف

کس سے کہیے حال دل سنتا ہی کون — نے کوئی مونس ہے نے غمخوار حیف

منہہ ہزار دن بار برسا کھل گیا — اپنی اشکوانکا نہ ٹوٹا تار حیف

کب عیادت کو وہ آیا بیوفا
ہو گئی جب موت کے آثار حیف

پھنس گئی وہ دام مین صیاد کے
بند بلبل کی ہوئی منقار حیف

ابتو پتھر پڑتے ہین ای سنگدل
تیری وحشی پر سر بازار حیف

اپنا ٹھہرا کوچ کب اے دوستو
جب وہ ملنے پر ہوا تیار حیف

دوست تمنے توبہ کی تھی عشق سے
عاشقانہ پھر لکھے اشعار حیف

ردیف قاف

غزل

۸۵ — ۱۱

لیجاتا ہی گھر اوسکی یہان دل لکا اشتیاق
جیسے تھکی ہوئی کو ہو منزل کا اشتیاق

جوشِ جنون مین ڈہونڈتا پھرتا ہی چار سو
مجنونکو تیری رہتا ہی محمل کا اشتیاق

ہی اوسکے جلوی دیکھنے کی ایسی آرزو
جیسے چکور کو مہ کامل کا اشتیاق

کس روز دیکھیں تیرے شہادت کا ہو حصول — دلکو سدا ہی خنجر قاتل کا اشتیاق

مرتے ہیں قتل کرکے وہ کشتی کی سیر کو — لاتا ہی کھینچکر اونھیں بسمل کا اشتیاق

اوس جان جان کے ملنے کا رکھتا ہی کیون خیال — ہشیار ہو دلا یہ ہی مشکل کا اشتیاق

دلکو کنار یار کا ہی شوق اسقدر — جسطرح ڈوبتی کو ہو ساحل کا اشتیاق

ناصح کی صحبتون مین نہ پایا ذرا مزا — رہتا ہی دلکو رندونکی محفل کا اشتیاق

دیوانگی کو تیری ہوئی پھر جوشش جنون — پھر کھینچتا ہی طوق و سلاسل کا اشتیاق

ہاروت اوسکا چاہ زنخدان جو دیکھتی — ہوتا نہ پھر کبھی چہ بابل کا اشتیاق



اوس گل کی ہون تمنائی دوست صحبت مین

شوق چمن ہی اب نہ عنادل کا اشتیاق





غزل



غمکا ہی رنج نہ کچھ حسرت آرام کا عشق — دلکو اب رہتا ہی وصلت کے سرانجام کا عشق

ان تونکی تو محبت بخدا ہی جھوٹی
عشقِ صادق جو اگر ہووی تو ہی کام کا عشق

بوی گل کی نہ ہوس ہی نہ گلستان سی غرض
خار غم دلمین چبھتا ہی گل اندام کا عشق

دیکھو سر پر نہ بلا اٹھی بٹھلائے ڈالو
پیچ مین لائیگا اوس زلفِ سیہ فام کا عشق

کسلئے گیسو و رخسار کی ہو دیوانی
دیکھو اچھا نہ یہ ہی سحر و شام کا عشق

روز پوشاک بدلتی ہین لگاتی ہین عطر
روز ہر صبح اونھین رہتا ہی حمام کا عشق

غیر کی خُم سی بھی ہم سند نہین ہوتی مست
ہاتھ سی تیری ہی ساقی فقط اک جام کا عشق

اور کی منھ سی گی دعا بھی نہین اچھی لگتی
اوس پری رو کے دہن سی ہی جو دشنام کا عشق

نقد دل کھوئی نہ الفت مین بتون کی ہر گز
مول لے کوئی نہ آفاق مین بن دام کا عشق

اپنی بھی عشق کے اب ہو ہین چرچی سب مین
قیس و فرہاد کا کیا ذکر وہ تھا نام کا عشق



نتو ہی نام بھی معلوم نہ کچھ گھر کا پتا
دوست اچھا ہی کیا اوس بت گلفام کا عشق



ردیف کاف تازی

غزل

٨٧ ٩

خار دیتا ہی نیا لالہ عذار ایک نہ ایک
داغ دیتی ہی ہمین فصلِ بہار ایک نہ ایک

دلِ سوزان سی جو لپٹی ہی وہ اُٹھینگی آہین
پھونک دیویگا کلیجی کو شرار ایک نہ ایک

کہتے ہین وہ کہ مین کس کس کے سیون زخمِ جگر
روز آتا ہی نیا سینہ فگار ایک نہ ایک

دام لیکر چمنستان مین تو جاے صیاد
پھنس ہی جائیگی کوئی بلبلِ زار ایک نہ ایک

نجد کی راہ مین مسکن تو بنا اے مجنون
مل ہی جائیگا تجھی ناقہ سوار ایک نہ ایک

کیا کمی باغِ جہان مین ہی گل اندامون کی
ہو ہی رہتا ہی گلی کا میری ہار ایک نہ ایک

قاصد دشمن کے گھر کا پتہ ہی سن لے
بنتا ہی کوچہ مین روز اوسکی مزار ایک نہ ایک

دام گیسو نہین بیوجہ بچھا رہتا ہی
سوچتے ہین کہ پھنسے ہی گا شکار ایک نہ ایک

دوست معشوقونسے دنیا مین کہانتک بچھی

غزل

دیکھیں قسمت کو ہی منظور رلانا کب تک
چشم سی اشک کا بہتا ہی بہانا کب تک

وصل کی رات ہی عاشق کا ستانا کب تک
منھ دوپٹی سی میری جان چھپانا کب تک

دولت حسن بھی کچھ مال ہی جو نازاں ہو
یہہ تو کہیی کہ رہیگا یہ زمانا کب تک

کبھی ٹھنڈا تو ذرا سینئہ سوزانکو کرو
اس جلی دلکو میری جان جلانا کب تک

آج شہرہ تو ہی پر کل نہ کوئی لیگا نام
حسن کا تیری رہیگا یہ فسانا کب تک

دیکھی جاتا ہی کب خط میر اکب آتی خبر
قاصد اوس سمت کو ہوتا ہی روانا کب تک

اوڑتی اوڑتی خبرین ہمنی بھی کچھ پائی ہین
صحبت غیر کا یارا نسی بہانا کب تک

دیکھیی اوس قدر انداز کو کب آتا ہی رحم
رہتا ہی تودہ دل اپنا نشانا کب تک

غزل

عاشقوں سے یہ ہمیں رہتی ہی نفرت کب تک
پارسائی کی ہوا رہتی ہی حضرت کب تک

دل لگانے کی اوٹھانی ہی مصیبت کب تک
دیکھیں رہتی ہی یہ اب جوشش وحشت کب تک

یہ تپاک اور یہ ربط اور یہ رغبت کب تک
دیکھیں رہتی ہی رقیبوں سے یہ الفت کب تک

بنتی ہی اوس سفاک سے دیکھیں کیونکر
ابتو بگڑی ہوئی ہی لڑتی ہی قسمت کب تک

چند روزہ ہی یہ حسن اور جوانی پیارے
یہ غرور اور یہ غرہ یہ حکومت کب تک

ایک صورت پہ نہ دنیا میں کسیکی گذری
رنج کا بھی ہی کچھہ مشق یہ راحت کب تک

گرم جوشی کرو غیروں سے ہمیں دکھلا کر
یار بھی دیکھیں رہتی ہی یہ صحبت کب تک

سائل اک بوسے کی ہیں دینگر وہ اپنا سوال
دیکھو پچتاوگی یہ حسن کی [illegible]

شوق میں عمر گذاری نہوا وصل نصیب
دل مایوس میں رہتی ہی یہ حسرت [illegible]

ضد انھی وہ غش کرتو دین ہم بھی دیکھین
رہتی ہی وعدہ خلافی کی ندامت کب تک

جتنا جی چاہی کرین ناز ابھی کم سن ہین
مقتضا وقت کا یہ بھی ہی شرارت کب تک

جان جان چاہنی والون کو غنیمت جانو
دیکھئے حسن دو روزہ ہی یہ نخوت کب تک

یاد کرنا تیرا کیا اونکا چلے انا کیا
دیکھین ای دوست یہ رہتی ہی کرامت کب تک

ردیف کاف فارسی

غزل

نکہت تھی یاسمین کی اور اسکی پھبن الگ
یوسف کا جامہ اور تھا یہ پیرہن الگ

رہتا ہی عاشقون سی وہ غنچہ دہن الگ
پوشیدہ پھر بنائی ہی اک انجمن الگ

چھنواتی خاک گلیونکی ہی چھاننی مین جدا
وہان تجربہ یہ رہتا ہی چرخ کہن الگ

باریک بین پرکھتے ہین جوہر کمال کا
بندش پہ غور کرتی ہین اہل سخن الگ

اوسکا فرزمانہ کے حسن و جمال کا
آشفتہ دل ہی شیخ جدا برہمن الگ

دکھلا کی باغ سبزہ وہ باتونکا غنچہ لب
بولا یہہ رنگ اور ہی یہہ ہی چمن الگ

پامال کی چال سی باتون مین لیکی دل
دکھلاتا ہی وہ ناز و کرشمی کی فن الگ

اونسی تو چھوٹنا سہل ہی اسن سے محال ہی
پھندی ہین اور زلف سیاہ کی رسن الگ

کب چشم جوہری مین ہوئی دونون ایک سے
دندان کی موتی اور ہین درِ عدن الگ

خار الم سی کیونہ جگر اپنا ہو فگار
جاتا ہی سیر باغکو وہ گلبدن الگ

ای دوست سیم و سن بھی ہین یکسان کہین ہوئی
کھوٹی علیحدہ ہین کھرون کا چلن الگ

غزل

۹۱ ۱۱

ہی منقلب کسی زمین و زمان کا رنگ
کیونکر ہو ایک رنگ یہ اہل جہان کا رنگ

ایسا ہی جوشن گریہ مین طوفانِ اشک ہین
شکل حباب دیکھتا ہون آسمان کا رنگ

اوس گلبدن کی رنگ وش ہو عیان اپنی بکلی — کسطرح چھپی نکہت ناز نہان کا رنگ

اوس ماہ رو کی آگی جو خورشید زرد ہو — کافور کیون نہ سیکھی اوڑی زعفران کا رنگ

گل باغمین جو سیر کو آیا وہ رشک گل — گلزار کیطرح سی اوڑا باغبان کا رنگ

کچھ باغ زندگی سی کسیکو نہ پھل ملا — اس عشق نی مٹادیا ہر نوجوان کا رنگ

اوس ماہرو کی مانگ جو سیدھی نظر پڑی — جادیکی طرح صاف مٹا کھکشان کا رنگ

آنکھو نسی خون بھی بڑھا ایسا دود آہ — سطح زمین ہی سرخ سیاہ آسمانکا رنگ

اوس گل کی عشق مین ہوئی تاب جہان سی — کیسی فضا بہار کجا اور کہانکا رنگ

زاہد ہمین ہمین ہی بہار ارم نصیب — حاصل ہی کوئی یار مین باغ جنان کا رنگ

ای دوست کیا کہین وہ چھٹا جبسے لالہ فام
آنکھون مین جا رہی چمن و بوستان کا رنگ

ردیف لام

غزل ۹۲ — ۱۰

تیرِ نگہ سے کسکے ہوا ہی فگار دل
رہتا ہی آپھی آپ جو کچھ بیقرار دل

قابو سے پھر نکل گیا بی اختیار دل
پھر جان پر بنی ہو اپھر بیقرار دل

اور و نکی تحفے لیتی ہو یہہ بھی قبول ہو
لایا ہی پھر نذر فقط جان نثار دل

بھولا ہی وہ تجھی تو اسی تو بھی بھول جا
کیون اتنا یاد کرتا ہی تو بار بار دل

کیا دلکا حال پوچھتی ہو مجھسی دوستو
یہان جان پر بنی ہی وہان دی رکنار دل

کسکو ہوس ہی سیرِ گلستان کی ہجر مین
داغ اونسی بن رہا ہی یہان لالہ زار دل

سیماب وار رہتا ہی کسکے فراق مین
جاتا رہا یہ کیون تیرا صبر و قرار دل

اونسی تو آج ترکِ ملاقات ہو گئی
کرتا ہی کسکے آنیکا پھر انتظار دل

اقرار سیکڑون کئی پورا نہ یک ہوا
وعدونکا اوسکی کرتا ہی کب اعتبار دل

تمنی تو اوسکو رکھا تھا سب سے چھپا کی دوست
پہلو سے آکی لیگیا کیون کردہ یار دل

غزل ۹۳

زلفوں سے اپنے کیجئے معطر مشام دل
ہووے سحر کبھی تو ہماری بھی شام دل

غیروں کے ساتھ بادہ کشی ہوتی ہے مدام
لبریز اپنا بھی تو کرو آکے جام دل

آتا ہے گرچہ آئے دیری نہ کیجیے
خالی کیا ہے واسطے تیری مقام دل

میں کیا کہوں کہ دیکھ کے اوس شہسوار کو
بے اختیار ہاتھ سے چھوٹی لگام دل

مژدہ سنا ہے اوسنے جو آنیکا آپکے
یہاں کل سے ہو رہا ہے بڑا اہتمام دل

آئے ہو تم تو جاتا ہے دل پیشوائی کو
اور آپنے کچھ رکھا احترام دل

اے دوست کچھ تمہیں سے نہیں اوسکا
اوس بیوفا سے کس کا بر آیا ہے کام دل

ردیف میم

غزل ۹۴ ۱۲

کبھی تو وصل کبھی ہے خیال یار مین ہم
ہمیشہ رہتی ہین ایسی ہی کاروبار مین ہم

یہ جان جائیگی الفت مین شعلہ رویون کی
طپش سی دلکی رہا کرتی ہین بخار مین ہم

نہین ہی دلکو تشفی بجز جان دینی مین
ہین دلسی ایک فدائی تیری ہزار مین ہم

فلک کی ہاتھہ سی ہین سینکڑون ہی گردش مین
ہین مثل دانہ تسبیح کس شمار مین ہم

فراق نی تیری ایسا گرایا کوہ الم
ہوئی ہین کاہ سی کاہیدہ انتظار مین ہم

جنون سی اپنی ستپتی ہین جدا جدا ہی جا
ہین قیس دشت مین فرہاد کوہسار مین ہم

عذاب قبر کا ہی نام اوسی خدا جانے
یہان ہین بتونکی جفاؤن سی ہین فشار مین ہم

نکیون جدائی سی آج اپنا تڑپی روح و جگر
رہی ہین کل تلک ایجان تیرے کنار مین ہم

یہ اپنی نغمہ سرائی مین کہتی ہی بلبل
سدا رہینگی نہ اس رنگ کی بہار مین ہم

برا ہو عشق کا اوسنے کیا ہی زندہ بگور
نہی ہی دم یہ پڑے ہین عجب فشار مین ہم

گئی ہی جان ہماری بتون کی الفت مین
نہ خاک چین کبھی پائینگی مزار مین ہم

ہی شکر اسکا زبان ایسی پائی ہی اے دوست
سخن مین طرز مین نامی ہوئی دیار مین ہم

غزل ۹۵   ۱۱

فتنہ پرداز بہت مونس و غمخوار ہین کم
ہین بہت دہر مین عیّار مگر یار ہین کم

والہ و شیفتہ عشوۂ دلدار ہین کم
دام گیسو کی زمانیمین گرفتار ہین کم

گھر سے جاؤ تو ملاقات کہان جلسی مین
پھر کہان ملتی نکلتی سر بازار ہین کم

سبزہ آغاز ہی کمسن ہین یہ مرنی کی دن ہین
رخ پہ اوس گل کی نمایان کچھ ابھی خال ہین کم

نظرِ مہر و وفا کی تو ہی امید بخیر
شکر اسکا ہی کہ وہ بر سرِ پیکار ہین کم

ہین زمانیمین بہت یون تو مریض و صحیح
مطبِ حسن مین پر عشق کی بیمار ہین کم

اس زمانیمین مقرر ہی عبث کسبِ کمال
جنس اچھی بھی اگر ہو تو خریدار ہین کم

یون تو انسان زمانیمین بہت ہین لیکن
نکتہ دان اہل ہنر قابلِ گفتار ہین کم

یون تو خمخانۂ عالم مین بہت ہین میخوار
نشۂ بادۂ توحید کی سرشار ہین ہم

رنجِ فرقت نے عجب لطف مزا دکھلایا
غم کی دنیا مین بجز اپنے طلبگار ہین ہم

بسکہ طرح عشق پہ مایل ہی طبیعت اے دوست
کسکے عاشق ہون کسی دیکھین طرحدار ہین ہم

غزل ۹۶

کوچۂ دلدار مین جاتی ہین ہم
اس دلِ غمگین کو بہلاتی ہین ہم

پیچ مین پھر زلف کے آتی ہین ہم
سر پہ اِک کالی بلا لاتی ہین ہم

حالِ دل اپنا سُنا ہر ایک کو
روتی ہین خود اور رُلواتی ہین ہم

وہ لپٹ کر کوئی شب سویا نہ ساتھ
دل مین یہہ حسرت لئے جاتی ہین ہم

قاصدا کہنا کہ فرقت مین تیری
خونِ دل پیتی ہین غم کھاتی ہین ہم

دیکھکر غیرون سے اوسکا اختلاط
حسرت و غم مین مرے جاتی ہین ہم

دوست کا دل شاد کیجے وصل سے
آخر ایسے ہی کے تو کہلاتے ہین ہم

ردیف نون

غزل ۹۷

لکھے وہ مطلع نور کا اوس مہوش کی شان مین
مشتری ہو ماہرو سُن سُنکی ہندوستان مین

عشقنے مارا علاج اسکا نہین امکان مین
درد سے دیکھو دم نکلجائیگا کوئی آن مین

ہے شفق کالی گھٹا مین یہ تماشا ہے نیا
کیا مسی لیدے لب ہین رنگ لائے پان مین

تم گئے گھر سے میرے یا روح نکلی جسم سے
جان جان آنے سے تیری جان آئی جان مین

یک جہان طالب ہے اللہ رے ہجوم عاشقان
گھر کچہری ہوگیا بیٹھا جو وہ ایوان مین

خوبرویان جہان سے خود ہے نفرت ناصحا
دلمین یاد اوسکی ہے کب آتا ہے کوئی دھیان مین

سر چڑھی ہے خوب پھر زلف معنبر آجکل
منھ لگی ہے پھر لگائیگی یہ اوسکے کان مین

کیجے عرض حال کتنا بولتے ہی وہ نہین
باتین گویا ہوتی ہین لیتا ان حیوان مین

خوب جی بھر کر بزن تیغ جو دیکھا تجھے
بوجھہ تھا گردن پہ دی جان آپکی احسان مین

بال کھولے شب کا ہوئین وہی تو نے کہا
لگہین مین چاند ہی بوسہ دو کوئی دان مین

ہونٹ پر لاکھا جماکر ہنسکے کہتا ہی وہ شوخ
دیکھو یاقوت درنیلم ہم اک کان مین




بھاگتی تھی جس سے ای دوست باتین ہاین یا
بس نہین سے ہر گھڑی ہوتی ہین باتین کان مین




غزل

ہی آسمان پہ طالع بیدار اندنون
اک ماہرو پہ دل ہی گرفتار اندنون

اب دیکھین جان بچتی ہی کسطرح دوستو
پھر ملگیا ہی ایک طرحدار اندنون

پیچیدہ ہی یہ بات کھلیگا نہ اسکا راز
دل اوسکی زلف مین ہی گرفتار اندنون

کیا قصد ہے میری دل کی جلانیکی واسطی
رکھتا ہی ساتھہ یار وہ اغیار اندنون

کیونکر سناؤن حال شش وپنج ہی یہی
بادہ کشی سی شوق نہین اسکو ایک کل

نزدیک اوسکی رہتی ہین وہ حیا اندنون
ہی حسن کی نشے مین وہ سرشار اندنون

ای جان حال دیکھو تو بیمار عشق کا
اچھی نہین ہین دوست کی آثار اندنون

غزل

کیا آپ وہ آتے ہین نہ بلواتے ہین گھر مین
ہوتی ہی ملاقات کبھی راہگذر مین

ثانی ہی نہین حسن وملاحت مین تمھارا
اور بانکپن ایسا تو نہین اور بشر مین

کیا جان ہی سینے ہی مین گھر کر لیا اپنی
دلسی جو نکلتی ہو تو رہتے ہو جگر مین

اوس گل کی جدائی مین جو روتی ہین آنکھیں
آنسو ونکا نام نہین دیدۂ تر مین

تھی کوڑیکی پہلی مگر اب ہو گئی انمول
اوس تن کی نے رکھی ہی کٹاری جو کمر مین

کس ناز سی دہان لونکی بندھی کل اوٹھی تو
ہلتی ہی ہوا سے یہ نزاکت ہی کمر مین

یہہ خانہ خراب آپکی فرقت مین ہی ہمارا
آؤ تو عیادت کو کسی دن میری گھر مین

گلشن مین وہ کس پاس سبھی ہاں سو نگران ہے
آنکھین تیری پھرتی ہین جیسے نرگس کی نظر

لکھتے ہین ہم ای دوست رخ و زلف کا قصہ
ہو جاتی ہی فرصت جو کبھی شام و سحر مین

غزل

١٠١ — ١٢

دوش پہ کاکل عنبرین
یا لگالی پری نے یہہ پر ہین

لاکھون ہی مفلس تونگر ہین
جب ملے خاک مین برابر ہین

خوبروئی کا ہی غرور عبث
آپ ایسے جہان مین کئی ہین

اوسکے افشان پہ یہہ کہی پھبتی
چاند کے گرد جیسے اختر ہین

کیسی باتین اوسکی یاد کرین
دل مین چبتے ہیی تو نشتر ہین

کیا کسی کو قتل کیا
آپ ایسے جو آج مضطر ہین

دیکھنا آئینہ کا ہے بیکار
خوبرویون کے آپ نظر ہین

آئینہ رویون کی صفائی کیا
یاد رکھنا دل انکے پتھر ہین

کس سے کس سے لگاتے دل کو
ایک دل اور ہزار دلبر ہین

یون تو ہین آپکے بہت عاشق
ہم تمھارے ہی بندہ پرور ہین

آئین کس وقت کب ملین حیا
جب سنو آپ غیر کے گھر ہین

خوبرویون کی کیا کمی ای دوست
ایک سے ایک جہان مین برتر ہین

غزل ۱۰۲ — ۱۴

کیا کہون منھ سے نکل سکتا نہین
دل کسی صورت سنبھل سکتا نہین

دلمین ہے منھ سے نکلسکتا نہین
چاہ سے یارہ اُبل سکتا نہین

فرصت اے دل جان کر یاد خدا
آگیا جب وقت ٹل سکتا نہین

خاک ہوکر دل کو حیرت ہوگئی ۔۔ اب جلائے سے بھی جلسکتا نہین

اپنی قسمت مین ہی صبر و اوسکی جبر لکھہ گیا جو کچھہ بدل سکتا نہین

کیا کمر کا اوسکی مضمون باندھیئے کوئی پہلو یہان نکلسکتا نہین

وہ خرامان ہو کے بولا ناز سے کبک بھی یہہ چال چلسکتا نہین

پانی کر لیتا ہی یون باتو نمین دل موم بھی ایسا پگھل سکتا نہین

ہی عجب موزون قد اوسکا کیا کہون طبع کی سانچے مین ڈہل سکتا نہین

جسکو دیکھو اوسکو دیوانہ کیا اسطرح جادو بھی چلسکتا نہین

زلف کا مضمون عجب پیچیدہ ہی شعر چوٹی کا نکلسکتا نہین

لاکھہ پیسی چرخ پر عنبس ہمیشہ یہہ وہ دانہ ہی جو دل سکتا نہین

بولا وہ اپنے نشانی سے کبھی چوٹ کھا کر صید اچھل سکتا نہین

دل ترا ہی دوست کیا فولاد کی تاو کھاتا ہی یہ گل سکتا نہین

غزل

بہار

ہی التماس ایک تمھاری جناب مین
ملتی جو یون نہین تو کبھی آؤ خواب مین

چہرہ یکو کیون چھپاتی ہو جانا نقاب مین
کیا فرق دیکھین تم مین ہی اور آفتاب مین

بو باس جو پسینے مین ہی تیرے اے صنم
خوشبو کہان وہ عنبر و عطر و گلاب مین

قاصد نے چلتے وقت جو مانگا جواب خط
خط کھو گیا یہ بولا وہ اوسکے جواب مین

یکدن تو میرے گھر پہ قدم رنجہ کیجئے
ارمان ہی یہی دل خانہ خراب مین

تنہا نجاؤ سیر کو ہین دغدغی بہت
گر حکم ہو تو ساتھ چلو ہمین رکاب مین

زلفین دکھا دکھا کے نہ الجھن مین ڈالیئے
رکھوگے کب تلک مجھے اس پیچ و تاب مین

گزری جوانی آگئی پیری ہزار حیف
یاد خدا نہ ہو سکی ہمسے شباب مین

کیون مارے ہو دوست کو جانا صبا کسے
آتا نہین ہی کیا تمھین روز حساب مین

غزل

کہتا ہے کون تمکو اب مہرباں نہیں
پر کیسے مہرباں ہو کہ رحمت آشنا نہیں

شکوہ نہیں ہے گر وہ ہے تیری بیوفائی کا
وہ کونسی ہے جا کہ جہاں کچھ بیاں نہیں

سنکر پیام وصل کو دیتی نہیں جواب
کرتی ہو یوں سکوت کہ گویا زباں نہیں

آئی ہو ایسے وقت میں کیا بند دیکھ کر
دل بھی نہیں جگر بھی نہیں اور جاں نہیں

رو رو کے دوست تمنے سمندر بنا دیا
آیا جو وہ نظر تمھیں خندہ دہاں نہیں

غزل

یہ نقش ہے مصرع رنگ زلف کی
دیکھا نہ یار کوئی بھی وقت بیکسی میں

ہم دیکھا نہ چشمت کہ ہے پستی سے جنت
جو بوریے میں ہے وہ کب فرش مخملی میں

تعویذ و نقش کر کے جو لکھا
ہیں فائدے ہزار دل آرام پالی میں

جاتا ہی دیکھنی ہر سو در اک جہان کا
حسن دل کہین انہی جو رنگ چمن تلک

وہ سرو قد ہی جیسی گلزار کی سمت ا
پژمردہ گل ہین سارے غنچی ہین سب کلی تلک

انگڑائیان ہی لیتی نیند آئی ہی جب صبا
جلدی شتابی اوٹہو نیان دم ہی دہک گین

کہتا ہی مجھسی جاؤ دل اور جالگاؤ
ہین خوب بر ہزارون کیا لعل ہین مجھین

دیکھو نہ خوش قدونکو ای دوست اپنی آنکھ
دشمن ہزار ہوتی ہین انکی دوستی مین

ردیف واو

غزل

١٠٦ — ١١

قتل پر آمادہ بیٹھا تھا ستمگر رات کو
چلگیا تھا باتون ہی باتو تمین خنجر ...

بھ ... ان دستانی خدا پھلو مین وہ رشک ما
راہ اوسکی دیکھتی ہین وز اکثر ...

... یک اندہیرا اور بھی ہو جائیگا
تم نہ کھولو جا ...

لوٹتی کانٹون پہ ساری شب گذرتی ہی مجھی
خالی پاتا ہون جو اوس گلبدن سی بستر رات کو

عطر ملکر شب کو آیا وہ میرا غنچہ دہن
ہوگیا خوشبو سی سارا گھر معطّر رات کو

پڑھ کی اک افسون نیا لائی پری کو دام مین
کرلیا باتون ہی باتون مین مسخّر رات کو

کٹتی ہی تارے گن گن کر ہمین شبہا مدام
یاد آتا ہی جو وہ ماہِ منوّر رات کو

کل لڑائی صبر سی تھی فرقتِ دلدار مین
یک او منڈ آیا تھا غم کا دل پہ لشکر رات کو

یاد آتا ہی لپٹ کر اوسکا سونا جب مجھے
نیند اوچٹ جاتی ہی بیتابی سی اکثر رات کو

وصل کی شب اونکو گھبراہٹ یہ گذری صبح تک
مرغ کیا چلاے ہین اللہ و اکبر رات کو

ہوتی ہی شب کونسی ہی دوست جو وہ بادہ کش
ہاتھ سی اپنی پلائے بھر کے ساغر رات کو

۹ غزل ۱۰۷

ہاے سے ہم درد و الم جو ہو سو ہو

بیٹھین گے ایک گوشے مین کھا کے قسم جو ہو سو ہو

کہتے ہین تجھسے صاف ہم دیوین گے دم جو ہو سو ہو

عشق مین تیرے دیکھین گی ملکِ عدم جو ہو سو ہو

ہجر مین سیر ٹپکتے ہین نشترِ غم کھٹکتے ہین

خون جگر کو پیتے ہین کھاتے ہین غم جو ہو سو ہو

کب تلک اوسکے عشق مین جان گنوائین دل جلائین

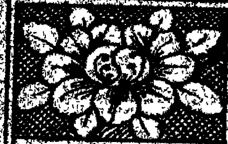
ابتو یہ دل مین ٹھانی ہی چھوڑینگے ہم جو ہو سو ہو

اپنا نہ وہ کبھی ہوا دل کو دیا غضب کیا

اب بھی نہین گیا ہی کچھ کھاو قسم جو ہو سو ہو

آج تو ایک بوسہ دو دل کو کبھی تو خوش کرو

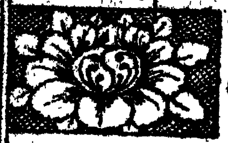
کہنا ہمارا مان لو چھوڑو ستم جو ہو سو ہو



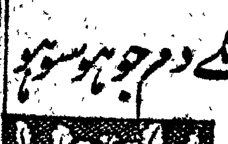
وصل کی رات مین بھلا شرم و حیا بھی تا کجا



خوب غرفے اوڑاتے ملکے بھسم جو ہوسو ہو



وہ تو ہے مکر مین بھرا سیکھا ہے پیشہ دغا



چال سے ہم بھی لاٹینگے دیوینگے دم جو ہوسو ہو



دوست کھلا ہی حال سب آئیگا تو جواب کب



بھیجدیا ہے اوسکو خط کرکے رقم جو ہوسو ہو







١١ — غزل — ١٠٨

داغِ دل تازہ دکھا کوئی گلستان مجھکو
جوشِ وحشت نیا دکھلادی بیابان مجھکو

تشنہ ہی رکھتا ہی چشمہ حیوان مجھکو
غوطی کھلواتا ہی کیا چاہِ زنخدان مجھکو

دل اوسی الجھن ہی کار ہی سیکڑون کھائی جھٹکی
پیچ مین لائی ہی کیا کاکلِ پیچان مجھکو

بے سبب تو نہ ہوئی تیغ اودھر آتے ہین
آج آتا ہی نظر قتل کا سامان مجھکو

زلف کو دیکھ کی سو پیچ اوٹھائی آخر
کیا کہون دل نی کیا ہای پریشان مجھکو

ہی فقط اوس در دولت کی گدائی کی ہوس
چاہی تاج نہ کچھہ تخت سلیمان مجھکو

ای فلک ہم بھی تیری مہر کی جویا ہین مدام
دور مین پایا نہ کچھہ بے سر و سامان مجھکو

عشق مین سیمتنونکی میری مٹی ہی خراب
خاک کرتا ہی جلا کر دل سوزان مجھکو

لیچل اوس دشت مین اس وحشیکو ای جوش جنون
نظر آئی نہ جہان صورت انسان مجھکو

پتے چھلے گلرویون کی لیکی گل ایسی کھائی
تن نی داغون سی کیا سرو چراغان مجھکو

اسیر پژمردہ ہو فرقت دلدار مین دوست
رنگ مجلس گل دکھاتا ہی گلستان مجھکو

۱۰۹ غزل ے

جماکر رنگ بلبل کی نہین چھوڑا گلستانکو
مگر دیکھا ہی شاید اوس حسین کی روی خندانکو

سکندر دیکھتا گر یار کی چاہ زنخدانکو
نجاتا ڈھونڈنی ظلمات مین وہ آبحیوان کو

اگر یکدم بھی ملجی کوئی جا کر کوی جانانکو
بچا ہی عمر بھر ہرگز خدا سی باغِ رضوانکو

دکھائین روشنی اسکو جو وہ یوسف کبھی آئے
عزیز اسواسطی رکھتی ہین دلمین داغِ ہجرانکو

اگر چاہون جلا دون آہ سے یہ خیمۂ گردون
خدا نے وہ اثر بخشا ہی میری آہِ سوزانکو

تصور سے قدہی ابروی خمدارِ دلبر کا
کہ ہر شب خواب مین ہم دیکھتی ہین تیغِ عریانکو

تیری تقدیر جاگی دوست خود وہ تیری گھر آیا
لگا لے اپنے پہلو مین نکالو دل کی ارمان کو

ردیف ہائے ہوز

غزل

پوچھو جو لعل و درکو تو بہتر نہ وہ نہ یہ
دندان و لعل لب کے برابر نہ وہ نہ یہ

گر دل دویئے شوقِ لقا و فراقِ یار
بوسہ وصال دونون میسر نہ وہ نہ یہ

نسبت تری شبیہ سے بھی ہی بڑھکر داغِ جگر
اور غور سے جو دیکھئے تیتھر نہ وہ نہ یہ

ہین تو کبھی ند دونگا مثال رخ جبین
ماہِ تمام مہر منور نہ وہ نہ یہ

ساماں یہانپہ ہو گیا رنج و سرور کا
ہمراہ لپنے آئی تھے لیکر نہ وہ نہ یہ

جلتے ہین لب بھی آہونسی دل بھی یاس سے
شعلہ فشاں تو ہین مگر اخگر نہ وہ نہ یہ

دلسی امنڈ کے بہتا ہی آنکھونسی بحرِ غم
سیلاب ہین پر ابر و سمندر نہ وہ نہ یہ

زخمی ہین لاکھون ابرو و مژگانکی ضرب سے
کاٹ ایسا ادر سروہی و خنجر نہ وہ نہ یہ

بیشک کیا ہی پارس و اکسیر تونی خلق
پیدا جہان مین اکی میسے داور نہ وہ نہ یہ

حور و پری دیتی ہین کسو واسطے مثال لیکن
اوس مہر وش کی نور سی ہمسر نہ وہ نہ یہ




ہی دوست دشمن عشق ہین آپنے غشی و یاس
ہٹتے ہین پاس سے کبھی دم بھر نہ وہ نہ یہ



آدمیت کچھہ نہ پیدا کی کسی انسان کو دیکھیہ
سیکھتا حیوان بھی نہ دانا ہی حیوانکو دیکھیہ

مہر کی تابش تو ہے قِشر افشانکو دیکھہ
ایکدم آگر ذرا میری دل سوزانکو دیکھہ

جوشش دریا ہے کیا اسکو نہ دیکھہ ای حسین
دیکھہ نیا طوفان ہے اپنی دیدۂ گریانکو دیکھہ

قدرتی خط مصحفِ عارض کا ہے ای ناظرو
کیون تعجب مین ہین حافظ ہو وین اس قرانکو دیکھہ

قہر اوسکا کچھہ نہین حسبِ ٹہی ہے زاہدا
برق کی تابندگی اور جوششِ بارانکو دیکھہ

بہتے ہین دریا سمندر غوطے کہاتا ہے یہان
نوحکا طوفان سُنا تہا چشم کی طوفانکو دیکھہ

وصل تو کیسا وہان اپنی رسائی تا نہین
کسجگہہ جا کر پہنسا ہے اس دلِ نادانکو دیکھہ

جسم ہی داغونسی اپنا لالہ زار ای رشکِ گل
سیر کرنی ہو تو آکر اس نئے بُستانکو دیکھہ

مردہ دل کو بات کرنیمین جلا دیتا ہے بس
ای مسیحا آنکر اس عیسیٔ دورانکو دیکھہ

فصد مجہہ وحشی کا کہلوائی بلایا اوسنے جب
رگ سے خون جاری ہو اور خود نشترِ مژگانکو دیکھہ

نفرتِ خلق اپنا دربان ہے نہین چلتے سے کام
خود ہی چہپاتی ہے مخلوق آکے اس دربانکو دیکھہ

کیا طبیعت حق نے دی ہے کیا زبان پائی ہے دوست
آفرین کہتے ہین ہم سب تیرے دیوانکو دیکھہ

یوسف ہو تو نکلو سر بازار ہمیشہ
کیون بیٹھتے ہو تم پس دیوار ہمیشہ

ہم تیرے ہی شیدا ہین اے یار ہمیشہ
تو ظلم و ستم پر رہا تیار ہمیشہ

سب مشغلے بھولے بخدا یاد مین وسکی
رکھا تو اوسی بت سے سروکار ہمیشہ

اک روز بھی وعدہ کبھی پورا نہین کرتا
دل رکھنے کو کر دیتے ہو اقرار ہمیشہ

یہ عارضہ وہ ہے کبھی صحت نہین ہوتی
اچھے نہ ہوے عشق کے بیمار ہمیشہ

اے دل اوسے ہوتا ہے غرور اور زیادہ
الفت کو تو کیون کرتا ہے اظہار ہمیشہ

دل اپنا شگفتہ نہ رہا باغ جہان مین
کھٹکا ہی کیا ایک نہ یک خار ہمیشہ

کیا اوس سے کہے حال سمجھتا نہین وہ تو
کرتا ہے ہر اک بات پہ تکرار ہمیشہ

مستی سے عرفا کو غرض خمر سے کیا ہے
بے نشہ کے رہتے ہین وہ سرشار ہمیشہ

اکدن بھی صفائی نہوئی اوس سے گذری
وہ ترک رہا بر سر پیکار ہمیشہ

دیکھو نظر غور سے ابرو مین نہین بال
پڑھتی ہی جوہر سی یہ تلوار ہمیشہ

کب چال سی اونکی نہ قیامت ہوئی پیدا
برپا ہی رہی حشر کے آثار ہمیشہ

وحدت کے گلستان کی ذرا سیر کر اے دل
سرسبز ہی رہتا ہی گلزار ہمیشہ

خواہش ہی جو عقبیٰ کی تو چھوڑ الفت دنیا
رکھہ یاد الٰہی سی سروکار ہمیشہ

کیا جانئے اس دردسی کسکو ہوئی صحت
ہمکو تو رہا عشق کا آزار ہمیشہ

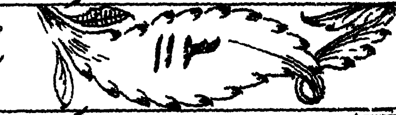
ہی جسمین شرافت وہ تواضع کا ہی خوگر
جھکتا ہی رہا دوحہ پربار ہمیشہ

دیکھا ہی اون آنکھونکو نظر بھر کی کبھی سے
جاری ہی رہا آنسوؤنکا تار ہمیشہ



ای دوست ہی دیتے ہین جان و سینہ دینا
دل لیکی مکرتا ہی وہ دلدار ہمیشہ





غزل ۱۱۳ ۱۲



پھر میکدے کو جانی لگے بادہ خوار کچھہ
پھر دلکو لطف دینی لگی ہی بہار کچھہ

کسطرح دل شگفتہ ہو کیونکر مٹائیے
روٹھا ہوا ہی آج میرا گلعذار کچھہ

ہم جا کہین بھی ملگئی اور وہ ہو نہ صفائی
ایسا ہی اونکو میری طرف سی غبار کچھہ

خوب اونکی جانتی ہین تلون مزاجیان
کرتی ہین کچھہ تو ہوتی ہین قول و قرار کچھہ

جاتی ہی مفت جان بھی ٹھہرتا نہین ہی دل
ہو انصرام وصل کا پروردگار کچھہ

کب اوسکو چھوڑتی ہین یہی جان پائے نہ جائے
سمجھائے کوئی لاکھہ سکھائی ہزار کچھہ

رکھتی ہین صحبتین جوان و نکو دکھائین ناز
کیا اک مجھی سی اونکا ہی دار و مدار کچھہ

مجمر بنا ہی سینہ سوزان بھی آجکل
اوٹھنی لگی ہین دلسی بھی اپنی شرار کچھہ

اوس بادہ کش کا نشئہ الفت جو سر مین ہی
باقی اوسیکا آج تلک ہی خمار کچھہ

شاید ہوئی ہی بادہ کشی راتکو کہین
انکھون سی پایا جاتا ہی اونکی خمار کچھہ

آؤ کبھی تو پہلو مین اپنی بھی جان جان
تسکین کبھی تو پائی دل بیقرار کچھہ

ای دوست اونکی کہنی پہ آنا نہ تم کبھی
معشوق کی سخن کا نہین اعتبار کچھہ

غزل

١٠ — ١١٤

دیکھے اگر نشے مین وہ میخوار آئینہ
حیرت سے بیخودی مین ہو سرشار آئینہ

یکتائی کا غرور یہ جاتا رہیگا سب
بہتر ہی آپ دیکھین نہ ہر بار آئینہ

رہتی ہی آرسی وہان دن رات ہاتھ مین
آئینہ رو کو کچھہ نہین درکار آئینہ

زلفین سنوارتی ہین وہ آئینہ دیکھکر
ہو کیون نہ بوی مشک سے تاتار آئینہ

دندان ہین دُر صفا ہی دہن اور لب ہین لعل
پیشانی گر حلب ہی تو رخسار آئینہ

آیا جب اوسکے منھہ کے مقابل ہوا خجل
کیونکر رہی نہ پشت بدیوار آئینہ

دانت اپنے آئینے مین دکھلاگی کہتی ہین
دیکھو نہ دیکھا ہوگا گہر بار آئینہ

یکتا ہی وہ نظیر نہین اوسکی شکل کا
کہتا ہی صاف منھہ پہ یہ ہر بار آئینہ

حیرت سے شکل کسلئے ہی روز دیکھتا
رکھتا اگر نہین تھے دل زار آئینہ

وہ کسکو دیکھتا ہی سوای اپنے گر دوست
اوسکا وہ عاشق اوسکا خریدار آئینہ

غزل ۱۵

کہتا ہی کون سنبل و عنبر نہ وہ نہ یہ
ہیں زلف و چشم یار سی ہمسر نہ وہ نہ یہ

گو وصل مین ہی دشنہ و خنجر نہ وہ نہ یہ
ابرو کی اور مژہ کی برابر نہ وہ نہ یہ

ہمرنگ تیری چہرۂ تاباں کی ای صنم
ماہ منیر و مہر منوّر نہ وہ نہ یہ

بڑھکر حضور آپکی طرز خرام سی
رفتار کبک و فتنۂ محشر نہ وہ نہ یہ

کہتا ہون جب کہ آؤ یہان یا مجھی بلاؤ
کہتا ہی ہنسکی یار مقرّر نہ وہ نہ یہ

پیمان و عہد وصل مین قول و قسم کی ساتھ
پر مجھکو ابتلک بھی ہی باور نہ وہ نہ یہ

موقوف روز پہ ہی ملنا حبیب کا
نزدیک ہی ای داغ مصطفٰی نہ وہ نہ یہ

دل اختیار مین ہی نہ قابو مین یار ہی
تقدیر سی ہی مشتری و مسخر نہ وہ نہ یہ

مغرور کوئی مال پہ کوئی کمال پر
یان ہی اپاس ای ہیرۂ آذر نہ وہ نہ یہ

ہی روی یار و ساقی گلرو ہمین پسند
ہی سیر باغ و گردش ساغر نہ وہ نہ یہ

بوسے کا ہو سوال کہ پیغام وصل کا
کہتا ہے وہ شریر ستمگر نہ وہ نہ یہ

اغیار و یار جمع تھے کل قتلگاہ مین
تھے امتحان مین اپنے برابر نہ وہ نہ یہ

تاب و توان تھی اپنی سحاو وصال مین
فرقت مین اب رہا کوئی یاور نہ وہ نہ یہ

اے رشکِ مہر کیا کہون رخسار و خال کو
ہے روکشِ ماہ و دیدۂ اختر نہ وہ نہ یہ

ایذا رسان ہین اژدر و افعی اگرچہ دوست
گیسو و زلف یار کے ہمسر نہ وہ نہ یہ

ردیف الیاء التحتانی

غزل ۱۶

انتظار آٹھ پہر ہمہ تن کسکا ہے
دوست کیا سوچ ہے یہ رنج و محن کسکا ہے

گل تو وہ آچکا گلگشتِ گلستان کے لئے
انتظار آج جوانانِ چمن کسکا ہے

آگے یہ ناز و کرشمہ یہ سفاکی تھی
یہ تو کہئے یہ سکھایا ہوا فن کسکا ہے

دل نہ پہلے کبھی گستاخ ہوا حضرت مین
یہہ بگاڑا ہوا! ہی مشفق من کسکا ہے

جیمین آتا ہی کہ مین کبک دری سی پوچھون
تونی جو سیکھا ہی یہہ چال چلن کسکا ہے

اپنی گلرو کی سو گلشن عالم مین پتا
گلرخ و سرو قد و غنچہ دہن کسکا ہے

ہمتو پہلے ہی تجھین دی چکی چاہو سو گرو
دل و جان کسکا ہی سر کسکا ہی تن کسکا ہے

یک سرا ہی یہہ مسافر کی اوترنی کی لئے
دار دنیا مین ہی گھر کسکا وطن کسکا ہے

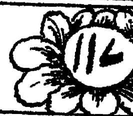
کجروی ہاکی ہی خلقیت مین ازل سی داخل
دوستو دوست بھلا چرخ کہن کسکا ہے

سیکڑون یوسف دل چاہ مین جسکی ڈوبی
ایسا اے خضر بتا چاہ ذقن کسکا ہے



دوستان سنکی غزل دوست کی کہتی ہین یہی
ایسا دلچسپ بتاؤ تو سخن کسکا ہے





١١٧ غزل ٩



وہ بی نقاب اگر پھر امتحان ہو جاوی
ضیای حسن سی منور ہمین جہان ہو جاوی

کبھی تو ہو وہ شفقت پہ ہم جان ہو جاے
کبھی تو ہم پہ نظر لطف مہربان ہو جاے

اگر وہ ناز ستم تیغ نگاہ کو پھیرے
گلے ہزاروں کے مین چشم اک عیاں ہو جاے

جو دیکھیں صحبت اغیار مین تمہیں صاحب
یقین جانو کہ دل کیوں نہ بدگمان ہو جاے

کبھی تو گھر سے ادہر روش چلی آؤ
کبھی تو گلشن جنت بھی امکان ہو جاے

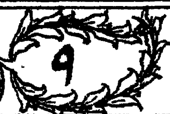
جو نکلی سیر کو وہ یوسف دل کی خواہش مین
ہر ایک پیر زلیخا صفت جوان ہو جاے

جفائیں کیسی نہ آمادہ ہو جو وہ ظالم
زبان ظلم سے بھی شور الامان ہو جاے

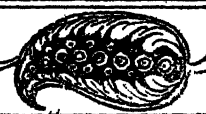
ہے اوسکی فضل سے عروج پر قسمت
مین حسن زمین پہ رکھوں یا آسمان ہو جاے




کیا ہے عشق جو اے دوست انتہا کردو
فسانہ اپنا بھی عالم مین داستان ہو جاے

غزل ۹ ۱۱۸

وہ عشق خام ہے گر دود دل عیاں ہو جاے
جلی جو ہیزم تر آگ مین دھواں ہو جاے

وہی ہے جسم کہ جو خاک تیری راہ مین ہو
وہی ہے سر جو تیرا سنگ آستان ہو جاے

جو شغلِ صید پہ مایل وہ ہووے تیر فگن
کمان فلک سے وہین کہکشان ہو جاے

وہ بادہ کش ہون جو پینے پر آؤن اے ساقی
تو ایک لمحہ مین خالی تیری دکان ہو جاے

ابھی تو کیا ہے پھرای باغبان جو تنکا دیکھے
جو صحنِ باغ مین بلبل کا آشیان ہو جاے

دیا تھا دل تمہین اسو اسطے کہ رکھو گے
نہ یہہ کہ ڈال دو لیکر روان دوان ہو جاے

خدا نے طبع کو دی ہے بلند پروازی
مین جس زمین مین کہون شعر آسمان ہو جاے

کبھی تو وصل کی امیدین دل کو قوت دو
کبھی تو رستمِ دستان یہہ ناتوان ہو جاے



تم اوسکی پیچھے ہو ای دوست جسطرح برباد
کسیکی ایسی بھی محنت نہ رایگان ہو جاے





غزل



ساقیا ابر گھرا سر پہ ہوا بھی آئی
دور مینا ہو کہ قلقل کی صدا بھی آئی

صاف بیجا ہی تجھی زہرہ شمائل کہنا
اوسمین ابتک نہ تیری ایک ادا بھی آئی

نزع مین بھی نہ اوسی دیکھنے پائی یکدم
آئی بالین پہ مسیحا تو قضا بھی آئی

چمنِ دہر سی جو گل ہوا پیوندِ زمین
باغِ عالم مین پھر اوسکی نہ ہوا بھی آئی

بوسہ مانگا تو کہا اوسنی سب آیا تجھہ کو
آدمیت نہ مگر ایک ذرا بھی آئی

بعد مدت وہ لپٹنے کو جھکی تھی کہ ہنسی
رحم تو آیا تھا ساتھہ اوسکی حیا بھی آئی

عمر بھر اوسکو پکارا کئی احباب مگر
جو گیا ملکِ عدم پھر نہ صدا بھی آئی

حسن کا اوسکی زبس شیفتہ یک عالم ہی
وہ جہان آیا وہان خلقِ خدا بھی آئی

خارِ غم کیون نہ چبھین دلمین کہ تجھسے ای گل
بو محبت کی عداوت کے سوا بھی آئی

سرِ مو فرق نہ کچھہ چاند گہن مین پایا
منھہ پہ اوس ماہ کی گر زلفِ رسا بھی آئی



اوس ستمگار کو بس صاف تو یھہ ہی ای دوست
آئی کس ناز سے گر طرز حیا بھی آئی



غزل

او ستمگر نکیا تونی کبھی شاد مجھے
عمر بھر یاد رہیگی تیری بیداد مجھے

عرض اتنی ہی جواب اسکا ہوا ارشاد مجھے
خوش بھی کیجیگا کبھی یا یونہی برباد مجھے

رہگیا فصلِ بہاری کا زمانہ تھوڑا
پھر رہائی نہوئی دام سے صیاد مجھے

زندگی بھر تو ہمیشہ ہی رہے وہ بھولے
بعد مرنیکے کرینگے بھلا کب یاد مجھے

آپ کیسے ہین سخی رد کئی لاکھون ہی سوال
ایک بوسہ نکیا پر کبھی امداد مجھے

خاک اوڑانیکو میری لحد پر آئے
یاد آئی میری جب کر چکی برباد مجھے

رگِ گردن سے بہا خون مگر تھوڑا سا
تیغ قاتل کی ہوئی نشترِ فولاد مجھے

جب بہار آئی گلستان مین تو صیاد نے آہ
نوچکر بال قفس سے کیا آزاد مجھے



انتہا عشق کی ہمنے بھی وہ کردی اے دوست
قیس و فرہاد کہا کرتی ہین استاد مجھے



غزل

تیری عادت تو ہی جور و جفا کی
لگایا دل بڑی ہمنے خطا کی

مگر نا قتل کرے عاشقون کو
یہہ ادنا طرز ہی اوس کج ادا کی

کیا خون دست رنگین سی جہان کا
قیامت چال سے اوسنی بپا کی

کیون پستا ہی دنیا مین دانا
کہ گردو مین ہی گردش آسیا کی

نہ آئی دیکھنے کو جان بلب کے
مریض ہجر کی اچھی دوا کی

بہایا خون تو ناحق عاشقونکا
مگر تجویز بھی کچھہ خون بہا کی

گدا جو ہی در دولت کا اوسکے
نہین خواہش اوسے ظل ہما کی

خودی کے آئینے کو توڑ اے دل
اگر حسرت ہو دیدار خدا کی

نکر ناز اوسکے زلفونتک پہنچکر
شب فرقت بھی ہوتی ہی بلا کی

بڑہا مست ساقیا جام و صراحی
چمن ہی اور آمد ہی گھٹا کی

ہمارے خونسی اگر رنگ کھیلو | ذرا مہندی تو کھولو دسپ پا کی

لکھے اے دوست تونے ایسے مضمون
سنی جسنے غزل یہہ واہ واکی

غزل

۱۲۲ — ۱۱

عشق لازم ہی شاعری کے لئے
چاہئے خضر رہبری کے لئے

ہمکو پیدا کرے ہے دعت کو
تمکو خوبون کی افسری کے لئے

آئینہ دیکھکر وہ کہتے ہین
جنس اچھی ہی مشتری کے لئے

رہتے ہین وہ ادہر بن مین سیدا
کا ہیکہ میری ابتری کے لئے

خضر و الیاس کو کیا پیدا
خدمت خشکی و تری کے لئے

اب وہ ملنا کہان گئی وہ رسم
ہی ملاقات سرسری کے لئے

دو دی چلے ستمگر کو
فکر ناحق ہی جنبری کے لئے

سرمہ انکھون کو عطر کپڑون کو
عود ہی زلفِ عنبری کے لئے

سچ تو یہ ہی کہ چاہتا ہی سبھی
آدمی اپنی بہتری کے لئے

بات کیا تھی جو لیلیا بوسہ
تم خفا ہو گئے ذری کے لئے

ہو کے ہشیار بنگنے ای دوست
ایسے دیوانے اوس پری کے لئے

غزل

۱۲۳

بنا ہی سامنے عاشق کے کیون تصویر پتھر کی
پرستش ہمکو کروائیگا کیا بے پیر پتھر کی

ہزارون ہون اگر نالے کبھی ہوتا نہین پانی
بتو دل مین تمھارے ہی مگر تاثیر پتھر کی

نہ چہرا کھنچ سکا ایسا کبھی بہزاد و مانی سے

نہ آذر سے کوئی ایسی بنی تصویر پتھر کی

عبث فرہاد نے ہاتھ اپنے دہوئی جان شیریں سے

بھلا دی فایدہ کیا خاک جوی شیر پتھر کی

ہین وہ دیوانہ ہون کی بھاگون اوسکو دشت وحشت مین

اگر لوہے کی ڈالین پا مین یا زنجیر پتھر کی

رہے نزدیک سنگ فرش او سسے اور مجھے دوری

گھٹون کیونکر نہ غمسے یون بڑھے تقدیر پتھر کی

نہین ہوتا اثر اوس سنگدل کو میری زاری پر

خبر تو کچھہ تو لے ای نالۂ شبگیر پتھر کی

نہ میرے کعبۂ دل کو گرا تو اے بت کافر

کہ ہندو تک بھی کرتے ہین سدا توقیر پتھر کی

وہ خاک آئیگا تیری راہ پر اے دوست سنگین دل
مٹائی سے کبھی مٹتی نہین تحریر پتھر کی

غزل

جہان پر وہ ہے دل مائل وہین ہے
سنجی ہے جسجگہہ سائل وہین ہے

پری ہے جسجگہہ نامل وہین ہے
جہان وہ دلربا ہے دل وہین ہے

اوسی سرکا سے کہہ تو سروکا
دلا جو کچھہ ہے بس حاصل وہین ہے

ہنر مندونسی کب خالی ہے عالم
کوئی خواہان تو ہو کامل وہین ہے

جو اوجھے بات مین بگڑے ذرا مین
نبھے ایسے سے کیا مشکل وہین ہے

سفر ہم ناتوانو نکا نہ پوچھو
جہان تھک کر گرے منزل وہین ہے

تجسس ہے عبث کُشتیکا قاتل
پڑا ہے خون جہان بسمل وہین ہے

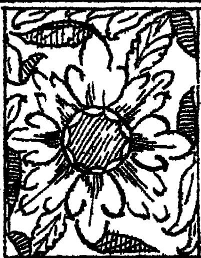
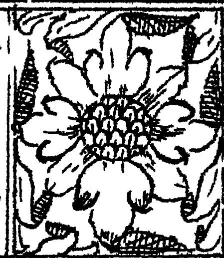
نہ پوچھو حال ہم عاشق تنونکا
جہان دلبر ہے اپنا دل وہین ہے

جو تنہا بھی کہین بیٹھا وہ اگر | وہین ہی جمگھٹ محفل وہین ہے
پڑے رہتے ہین ڈوبی بحرِ غم مین | جہان ابھری ہمین ساحل وہین ہے

ہی جس دفتر مین نام قیس ہی دوست
ہمارا نام بھی شامل وہین ہے

غزل ۱۲۵ ۷

ہمنے جب بوسہ لیا اونکی ہر دو گال سے | بوی مشک آتی ہی پیہم زلف کے ہر بال سے
گو ہی گوری کان پہ چھوٹی ہین پی لف سیہ | مار بیٹھا ہو لپٹ گویا کہ گنجِ مال سے
مار کر ٹھوکر وہ کشتونکو اداسی کہتی ہین | یون ہی زندہ کرتی تھی مردی مسیحا چال سے
زلفین دکھلا کر وہ کہتی ہین کیہ یہہ ہی دامِ عشق | جو پھنسا ہمین وہ پھر چھٹا نہین جنجال سے
نوک ابرو ہی دمِ شمشیر سی بھی تیز تر | اور کمر اوس یار کی باریک تر ہی بال سے
ہی سپاسِ فقیر اپنی ہی گمل مین مست | منعمو ہم تو ہین مستغنی تمہاری شال سے

تو تو ہی ای دوست اوسکے ہجر مین ہی جان بلب

وہان خبر اوسکو نہین افسوس تیری حال سی




غزل

۱۲۶ ے

کیون نہ وصل کی تو کسلئے تدبیر مین ہے
ہوگا حاصل تجھی گر تیری بھی تقدیر مین ہے

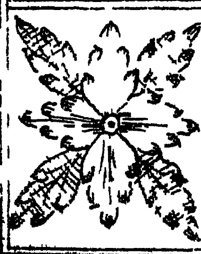
خاکپا کی تیری ہوان کیون نہ مہوس خوان
مس کو زر کرتی ہے اکسیر بھی تاثیر مین ہے

مبتلا عشقمین اوس یار کی کیون مین آیا غضب
وصل گل کا بھی کہین زاغ کی تقدیر مین ہے

سایہ ابروی دلدار سی سر کٹتے ہین
آب تاثیر نہ دیکھا شمشیر مین ہے

ناصحا ترک تعشق کی نصیحت ہے عبث
دل تو جکڑا ہوا اوس زلف گرہ گیر مین ہے

لطف جو لب شیرین سی ملا بوسونکا
ذائقہ قند مین نہ مزا شیر مین ہے




تا دم مرگ رکھے ہر دو نہ رقیبون کو لبین

وصل او بوسہ لب دلبر کی جاگیر سی ہے

غزل ۱۲۷ — ۷

اللہ ملائی کاش مجھی میری یار سے
دل مانتا نہین میرا صبر و قرار سے

پستان ہین یا وہ بھری ابتو گلی سے میری لگو
پھل پاتی ہاین سبھی شجر میوہ دار سے

دیکھہ ای مسیح حال تو بیمارِ عشق کا
دم آرہا ہی لب تیری انتظار سے

فرقت سے خار آنکھو مین ہی گلشنِ جہان
یارب شتاب وصل ہو اس گلعذار سے

کس ناز سے وہ کہتی ہین مجھکو شبِ وصال
کس دو نگا مشکین تیری گیسوی تار سے

دشمن ہی جس طریق مدارا سے آشنا دمان
کیجے سلوک ایسا تہ اس دوستدار سے

وہ بادہ نوش ہی کہ جو ای دوست تیری گھر
پھر ہو ہوا جو مست ملے ہوشیار سے

غزل ۱۲۸ — ۱۱

تیرے آنے کی جانا کیا کہون جو انتظاری ہی

تڑپ ہی سوز ہی آہ و فغان ہے بیقراری ہے

گئے ہو جب سے تم پہلو سے دل بیچین رہتا ہے

ہر اک دن گریہ و نالہ ہر اک شب آہ و زاری ہے

لپٹ کر تیرے سونیکا تصوّر سیمتن مجھکو

کلیجہ ٹکڑے کرتا ہے لہو آنکھون سے جاری ہے

تیرے بیمارِ الفت کا یہہ پہنچا حال ان روزون

ہر اک منہہ دیکھکر کہتا ہی یہہ شب اسپہ بھاری ہے

مریضِ ہجر کا بچنا بجز وصلت نہین ممکن

کرو مُردے کو زندہ اب مسیحائی تمھاری ہے

اسے کیونکر مٹاوگے کہ خلقت کی زبانون پر

تمھاری بیوفائی اور وفاداری ہماری ہے

پھنسے کیونکر نہ دل اس پیچ مین کیونکر نہ سودا ہو
عجب کافر نے زلفِ عنبرین اپنی سنواری ہی

یہان تو جتنا جی چاہی ستالے ای بتِ کافر
خدا کے آگے وہان تیری ہماری روبکاری ہی

لگا کر تیر مژگان یک نگہ مین صید کرتے ہو
شکار اس طور سے بھی کھیلتا کوئی شکاری ہی

نکیون مجروح تیرا دل پکڑ کرا دھّے ای ظالم
تمھاری تیغِ ابرو کا جگر پر زخم کاری ہی

تیری دیدار پر موقوف ہی یہان دوست کا رہنا
وگرنہ جان جاتی ہی جان کہ اب رخصت ہماری ہی

غزل

رکی خنجر گلی پر دست نازک سی تو کیا کیجی
بس اپنی ہاتھ ہی سی اپنی گردن کو جدا کیجی

کرم کیجی ستم کیجی وفا کیجی جفا کیجی
تمہاری بسمین ہین جو چاہیئی ای دلربا کیجی

بڑی ہی بیحجابی کچھ تو غیرون سی حیا کیجی
گلی کوچیمین یون دن بہر نہ آوارہ پہرا کیجی

بہون کی اشتیاق وصل مین گہبٹ کی مرتی ہین
کوئی تدبیرین ٹہرتی نہین اللہ کیا کیجی

نہ کہنی سی طبیعت ناطقی کہنی سی ہی رسوائی
عجب مشکل پڑی ہی حال دل اظہار کیا کیجی

شکایت غیر کی فرقت کی ہی شرح وصل کی خواہش
وہ سنتا ہی نہین پہر کس سی عرض مدعا کیجی

مجھی جب دیکھتی ہین سب طبیب آپس مین کہتی ہین
مرض ہوتا نہین تشخیص پہر کیونکر دوا کیجی

رقیبونکی جفا کاری کہ دلبر کی دل آزاری
مقدر ہی مقصر ہی کسی کا کیا گلا کیجی

ہماری منتونکو سنکی وہ بت ہنسکی کہتا ہی
تمہاری ہم نہین سنتی خدا سی التجا کیجی

نصیحت کارگر ہوتی نہین بیمار الفت کو
نکلجائی مرا دم حضرت ناصح دعا کیجی

کہا کرتی ہو مین آئینگی کبھی تو اس طرف آو
ہزارون مین بہلا دو چار ہی وعدی وفا کیجی

تمھیں کیا سوچ ہی اسکا ہماری جان جائیگی
نہ جاے گی کوئی حسرت ستم کیجے جفا کیجے

سنا ہی جا دی اونے جو تمپر جان دیتا تھا
اجی خوش ہو جیے مسجد مین شکرانہ ادا کیجے

نہ دینا بدزبانی کا جواب اوس دشمن جان کو
مناسب ہے یہی دوست بس چپکی سنا کیجے

غزل ۱۳۰ ۱۵

شب وصل اگر معشوق سو جائے تو کیا کیجے
کف پا ملیے آنکھوں سی کبھی بوسے لیا کیجے

بہار آئی ہی ماہ صوم اب تا کجا کیجے
نہ مانے محتسب ہے طاق پر رکھدو قضا کیجے

گدائی اوس بلند اقامت کے در کی اب کیا کیجے
غرض شکل قلندر چار ابرو کو صفا کیجے

ہدایت مجھکو فرمائی ہے تونکی کج ادائی نے
رہ و رسم محبت چھوڑئی یاد خدا کیجے

شب وصل اوسکے چلنے سی ہی خاطر پریشانی
گلا مرغ سحر کا گھونٹیے اور دم فنا کیجے

کہاں تک ملیگی وصل مین دفتر شکایت کے
بہت تھوڑی رہی ہی رات بند قبا کیجے

جو پیکے چلے ہو تو ٹھکے تھوڑا سا منگواؤ
ہمارے واسطے کچھ پہلے سامانِ قضا کیجے

تمہارے ظلم کی صد دل عاشق پہ ہیں نازل
بتو پھر خدا غارت نہ گھر اللہ کا کیجے

ہمارا آپسے یہاں جھگڑے کا دفتر طے نہیں ہوتا
مگر تفویض دستِ عدل یومِ الجزا کیجے

الٰہی گو رہی بھی تنگ تر ہی منزلِ ہستی
یہی جی چاہتا ہے اب کسیکی دل میں جا کیجے

قفس میں بلبلِ شیدا نے تیری جان دی آخر
خبر آہستہ گوشِ گلمیں او بادِ صبا کیجے

لڑاتی آنکھ ہو اغیار سے تم عینِ محفل میں
نہیں گر شرم مردم سے تو کچھ خوفِ خدا کیجے

ہیں دستاویز خونِ دل میری تیری کفِ رنگین
کچھ ادا مرا اب نقدِ وصلت سے تم ایجابا کیجے

خرامِ یار کا روزِ قیامت گر تصور ہو
تو آگے رب کے عینِ حشر میں محشر بپا کیجے

محبان تو محبان دوست کے اشعار کو سنکر
دلِ دشمن بھی بول اوٹھے کہ بیشک مرحبا کیجے

١٣١

غزل

١١

عرض ہی یہہ جنابِ باری سے
پھیر دل کو بتون کی یاری سے

زندگی تلخ ہو گئی بخدا
موت بہتر ہی انتظاری سے

اسقدر روئے ہجرِ جانان مین
بحر جاری ہی اشکباری سے

دل تڑپتا ہی اوسکی فرقت مین
مثلِ سیماب بیقراری سے

چشمہ چشم طرحِ باران ہی
انکھہ ہمسر ہی سیلِ جاری سے

ہووے خورشید گر مقابلِ یار
منھہ نہ دکھلائے شرمساری سے

کیون ستاتے ہو قتل کر ڈالو
چھوٹ جاؤن اس آہ و زاری سے

مجھکو کافی ہی ایک تیرِ نگاہ
مارتے ہو عبث کٹاری سے

اوسکی فرقت مین چھٹ گئے سب شغل
ہی فقط کام آہ و زاری سے

جالسِ مسندِ قناعت کو
کیا غرض ہودج و عماری سے

دوست مشتاق ہی چلو گھر مین
کیون اوترتے نہین سواری سے

غزل ۱۳۲

پھر بہار آئی گلوں کی تازہ رنگت ہو گئی
پھر ہوا جوشِ جنوں در پئے وحشت ہو گئی

کس حسین پر دلکو آئی کیسی آفت ہو گئی
آج کسکی چال سے برپا قیامت ہو گئی

ہم یہ سمجھے تھے کہ ہوگا وصل سے دلکو قرار
بڑھ گیا دیوانہ پن در پئے وحشت ہو گئی

عاشقی کا اپنی چرچا جابجا ایسا ہوا
دیکھئے جس جا یہی نقل و حکایت ہو گئی

پوچھتے ہو ہمدمو کیا ہے اک مدت کے بعد
چلتے چلتے راہ میں صاحب سلامت ہو گئی

پاس یاروں کا نہیں غیروں سے ہے پر اختلاط
مختلف کیا اندنوں ان کی طبیعت ہو گئی

دیکھیں اس آغاز کا انجام کیا ہوتا ہے دوست
جسطرح اس آفتِ جان سے محبت ہو گئی

غزل ۱۳۳

خوشبو جو تیرے ہوئی اے گلِ رعنا نسیم میں ہے
تشہیر ہے گلاب میں غنچہ یاسمن میں ہے

ایسا ہے کج زبان بھی ہا جو سخن میں ہے — اب تک جمی ہیں کلام تمہارے دہن میں ہے

اور گل کی بات کہ نہیں جز زبان میں پھول — یہہ بات اور کب کسی غنچہ دہن میں ہے

کہتے ہیں نکتہ بین خطِ عارض کو دیکھہ کر — کب شرح ہو سکی جو لکھا اس متن میں ہے

چکر میں اہلِ رزق ہیں کیج آج دہر میں — گردش مثالِ آسیا چرخِ کہن میں ہے

گردش بغیر رزق ہو اسکو یہاں نصیب — چکر میں آسیا لئے روزی دہن میں ہے

جو آب و تاب ہے دُرِ دندانِ یار میں — الماس میں ہے یہ آب نہ دُرِ عدن میں ہے

پھنسے ہیں گلعذار جو پھولونکی بدھیاں — سب کہتے ہیں کہ سرو نمایاں چمن میں ہے

شب کو کہاں بسے تھے بسے ہو جو عطر میں — خوشبو غضب کی آج تمہارے بدن میں ہے

ہر گام پر نہ حشر ہو کس راہ سے پا — آفت ہے چال میں تو قیامت چلن میں ہے

ایسا جلا کے خاک کیا رنجِ یار نے — فانوس میں ہے شمع کہ تن پیرہن میں ہے

ایسا نحیف زار کیا ہجرِ یار نے — [illegible] پیرہن میں ہے

وہ یار جب سے چھٹ گیا دلکو نہین قرار
غربت مین چین ہی نہ مسرت وطن مین ہے

معشوق بھی وہ ڈھونڈکے پیدا کیا ہی دوست
خوبان دہر سی جو سوا بانکپن مین ہے

۱۳۴ غزل ۲۴

پوری ارمان کبھی تو ہون دل کے
سیر کو نکلین آپ ہم مل کے

لگ گیا ہاتھہ دستِ قاتل کے
نکلے ارمان آج بسمل کے

چین آتا نہین کسی پہلو
سخت نالا ہون ہاتھہ سی دل کے

بزم مین وہ جو بے نقاب آیا
اوڑ گئے ہوش ساری محفل کے

ہو از روشن قمر مین ہی اختر
جلوی دیکھے جو عارض او تل کے

داغ کھاتا ہی دیکھکر لالہ
زخم ایسے ہوئے ... لہل کے

کوئی زخمی ہی لوٹتا ہی کوئی
رنگ اب ہین یہ ... مل کے

دور رہتے ہین عاشقِ صادق
قیس آیا نہ پاس محمل کے

برخ تلک پہنچے لبِ بلب نہوے
رہ گئے تشنہ پاس ساحل کے

نہین گردِ ذقن سیاہیِ خط
ہی دہوان گردِ چاہِ بابل کے

روح کو جان سے جدا نسمجھ
ہین یہہ دو ٹکڑی ایک ہی دل کے

ای ستمگر نہ ظلم کر اتنا
جانا اکدن ہی پاس عادل کے

کسکی آمد ہی ساقیا بتلا
رنگ ہین ا [illegible]

بوسہ مانگا تو کہتے ہین کہ نہ ا [illegible]
[illegible] بدلے جاہل کے

رہروِ راستی ہین کم لـ [illegible]
ہین روادار کون باطل کے

ق

اجتماعِ مخالف [illegible] ن
عقدے کھولی ہین کیا خدا نے کے

دیکھنا اخـ [illegible] ہا [illegible] سم سے
آتش و باد و آب و گِل کے

اِس جہان [illegible] ملے ہین کیا کیا گُل
جس سے اوڑتے ہین ہوش عاقل کے

نامرادی اگر نہین منظور
ہو مرید دولت مین پیرِ کامل کے

ترکِ قربِ رقیب کر ای جان
پھر نجانا قریب اراذل کے

ایصنم بخلِ بوسۂ لب سے
توڑ ہرگز نہ دل کو سائل کے

قاتلا ہون تیرا گریبان گیر
یکدو ہاتھہ اور ہون حمایل کے

خندہ و سرخروئی ہی پیدا
صاف زخمون سی تیری گھایل کے

سنجی جو دوست کی سن لین
بد [illegible] چھپے عنادل کے

غزل ۱۵ ۳۵

کل تخلیہ مین خوب ہی وہ بسر کہلے
دفتر شکایتون کے ادہر اور ادہر کہلے

ہے گوشہ گیر کیسہ ہماری خبر کہلے
گھر ہی حباب وا ہی کیا اوسکا در کہلے

مضمون اوسکا دیکھنہ اغیار پر کہلے
مکتوب اونہین کے ہاتہہ مین ای نامہ بر کہلے

رہنے دی اپنے حال پہ ای بخیہ گر کہلے
مشکل سے بند ہونگی یہہ زخم جگر کہلے

تیر نگہہ کا کیجئے بخیہ کہان کہان
ٹانکی لگائی دل مین تو زخم جگر کہلے

جو مر گئی ہین حسرت دیدار یار مین
وہ بعد مرگ کیون نہ ہین چشم تر کہلے

ای باغبان سناؤن تمہین کیا اپنی داستان
صیاد نے قفس مین بہی رکہا نہ پر کہلے

آئینگے سامنے آگے ہماری غائین یاد
کم سن ہین کیا ابہی وہ نہین نفع و ضرر کہلے

کچھ سرگزشت کہو زبانی بہی یار سے
راز اپنا ای سفیر نہ اغیار پر کہلے

پریون کا سایہ ہو نہین مجھکو خوف ہے
کوٹھی پہ آپ شام کو جائین نہ سر کہلے

دینے کو جان آئی ہین روز ازل سے ہم
سر ہو قلم عشق تو اپنی کمر سے کہلے

صد ہا گمان ہوتے ہین دیکہو کی بات ہے
کس سلسلے سے عقدہ موئے کمر کہلے

بلبل نے شاخ گل پہ بنایا ہے آشیان
یا رب نہ یہہ خبر کہین صیاد پر کہلے

معنی نہو تو شعر وہ ایسا ہی فی المثل
گویا کہ عقدہ صدف کے گہر کہلے

ای مہربان ہماری بھی کوئی غزل سنو
کچھہ دوست کا بھی تم پہ کمال او ہنر کھلے

غزل

دلکو راحت ہو کلیجے سی لگا رہنے دے
سر نہ زانو سی اوٹھا سیر ذرا رہنے دے

وصل کی رات ہی اب شرم وحیا رہنے دے
لب سے لب سینے سی سینے کو ملا رہنے دے

پچھلے باتونکی نکر یاد کہان ہے شکوی
وصل کی رات ہی ایجان گلا رہنے دے

طالب دید ہین ہم مین ای پردہ نشین
اک ذرا پردہ چہرہ کی سی اوٹھا رہنے دے

آمد اوس گل کی ہی گلزار کی اوڑ جائیگی بو
چو چلی ہی تو بس ای باد صبا رہنے دے

یار آیا ہی گھٹا چھائی ہی خالی نہ رہے
ساقی اسوقت تو ساغر کو بھرا رہنے دے

ہاتھہ پہنچا ہی تیری سینے پہ اک مدت مین
ای بت انکار نکر بہر خدا رہنے دے

یون تو سب جسم بہایا مگر ای دیدۂ تر
نام الفت نہ میری دلسی مٹا رہنے دے

دیکھہ سکتا ہیگا تو چھوڑ کی مجکو نا دل
کچھہ تو حصہ سگ جانان کا بھی ہین ہوجا ے

ہین تو لاکھون ہی بھلا ایک بُرا ہنی دے
استخوان کو بی بھی تا بت تو ہمارے ہنی دے



دوست سا تجکو نہ ہاتھہ آئیگا دربان کوئی
اپنی در سے نہ ہٹا اوسکو پڑا رہنے دے





غزلیات تمام شد

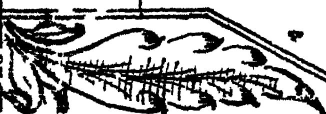




قطعہ



در مدحِ حضرت بندگانِ عالی متعالی حضور فیض گنجور سلطانِ زمین
حکمرانِ دکن میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ و سلطنتہ



از نتیجہ فکرِ مصنف



حبذا جاہ و جلال و حشم و فر و خدم
شش جہت مین ہے محبوب سبحان ہر

ہر بشر ترجِ فرمات ہی میان عالم
چرخِ چارم پہ غنی اسمی ہی غم سرا

ذات عالی شہنشہ سے ہی سرسبزی ملک
ہے اسی گل سے گلستان دکن رشک ارم

ذکر فیض و کرم و جود و سخاوت سنکر
ہو کی شرمندہ چھپا قعر زمین مین حاتم

نگہہ مہر سے ہر ذرہ ہے رشک خورشید
نظر قہر سے مریخ ہے لرزان ہر دم

علم و فضل و ہنر و عقل مین یکتای زمان
نسق و نظم ریاست مین وحید عالم

صولت و معدلت سطوت سلطانی مین
خلق مین حسن مین شوکت مین فرید و فخیم

واہ کیا دبدبۂ شاہ ہے ماشاء اللہ
نام سے کانپتے ہین دشت مین سارے ضیغم

جرأت و صولت شاہی کی جو مذکور سنے
لرزہ ہو روح کو ملجای مزار رستم

خلق مین آج یہہ سلطان ہے ایسا فیاض
شغل رہتا ہے سدا بخشش دینار و درم

حامی ملت اسلام ہے یہہ ظل اللہ
کفر و بدعت کا ہے دافع یہہ خدیو عالم

ہر طرف ملک مین یہہ عدل نے پایا ہے رواج
کہ زمانے سے گیا جور سوی ملک عدم

رعب سے نام مبارک کے نہین سہراب و تہمتن
سرنگون صفحۂ قرطاس پہ چلتا ہے قلم

ہی یہی دوست کی درگاہِ الٰہی میں دعا | دمبدم بڑہتی رہی شوکت و اقبال و حشم

واسطے شہ کی خدایا ہو سدا عیش و سرور
واسطے حاسد بدبین کے رہی رنج و الم

رباعی

دربار شہ دکن کا دربار رہے | سرکار کو عدل سے سروکار رہے
گلزار دکن رہی ہمیشہ سرسبز | جو نخل ہو اس باغ کا پربار رہے

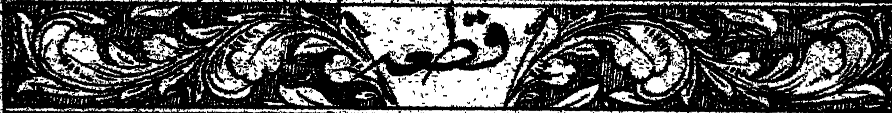
رباعی

در مدح جناب نواب میر لائق علیخان بہادر سالار جنگ
مختار الملک مدار المہام سرکار نظام حیدرآباد فرخندہ بنیاد

از نتیجۂ فکر مصنّف

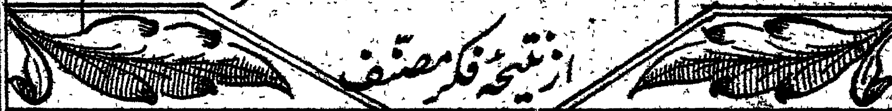
دیوان کا اقبال فراوان ہووے | ہر وقت زیادہ لطفِ سلطان ہووے

یارب ہمیشہ ہین صدر وزارت پہ جلوہ گر | حکم و حشم و خدم و چندان ہووے



قطعہ

در مدح عالیجناب نواب میر سعادت علیخان بہادر منیر الملک معین المہام مالگزاری ممالک محروسہ سرکار عالی دام اقبالہ



از نتیجہ فکر مصنف

روشن رہی جہانمین نام منیر ملک | شہرہ ہو جاہ و دبدبہ و احتشام کا

خامہ بھی سرنگون ہی زبان بھی صفت مین لال | المختصر وسیلہ ہی یہہ خاص و عام کا

کھوٹی کھری جدا ہوئی سب انکے ضرب سے | ہر قلب پہ نہ سکہ ہو کیون انتظام کا

ہیبت سے زہرہ آب ہی گردان دہر کا | تھراتا ہی جگر پشن و زال و سام کا

ہین اہل ملک انکی عنایت سے بہرہ مند | خالق رہی معین معین المہام کا

پر بخت نارسا کا مین شاکی ہی ہوگیا | ابتک نہ انصرام ہوا میرے کام کا

پر دیکھئے خلق متوجہ ہو کس کی سرفراز
اوقات بسی تنگ ہے قسمت کے ہاتھ سے

نکلا مگر نہ کام ابھی تنگ خلام کا
گر صبح کو ملا ابھی تو کھٹکا ہے شام کا



ہے شوق عتبہ بوسی کا مدت سے دوست کو
امید ہے کہ حکم یہہ پاوے سلام کا



رباعیات

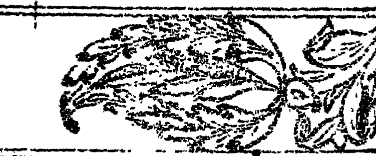
ناصح جو خدای ذو الکرام اپنا ہو
خوش فکری سے دیوان تمام اپنا ہو
اشعار پسند ہوں سخن فہموں کے
مقبول طبائع یہہ کلام اپنا ہو



رباعی



آکر دنیا میں ہمنے کیا کیا دیکھا
ہر روز نیا ایک تماشا دیکھا
دیکھے ہیں چمن دہر میں اقسام کے گل
ہر گل میں نئے رنگ کا نقشا دیکھا



رباعی



خار و گل و صحرا و گلستان دیکھا
ہی کوہ نہ دریا نہ بیابان دیکھا
دیکھا جو بنور دیدۂ دل اے دوست
ہی نور اوسکا دو عالم مین فروزان دیکھا




رباعی

ہر ایک سے کب داد سخن لیتا ہون
جو کوئی کہے مین اوسکی سن لیتا ہون
کانٹون کیطرح کھٹکتے ہین نکتہ گیر
گلزار سخن سے پھول چن لیتا ہون




رباعی

نیرنگ سدا گردش افلاک مین ہے
مسند پہ نہ آرام ہی نہ خاک مین ہے
اکدن یونہی زندگی تلف ہووےگی
غافل ہشیار ہو اجل تاک مین ہے




رباعی

داغون سے بنا ہے جسم گلشن اپنا
تختہ لالہ کا صاف ہے تن اپنا
ان شعلۂ خون نے وہ جلایا مجھکو
ہے سوز جگر سے سینہ گلخن اپنا

رباعی

فرقت میں جان ہٹائی ہمنے
اور عشق میں یک عمر گنوائی ہمنے
ای دوست محبت میں تیری آخر
پھر تو ہوتی دیکھی اک خدائی ہمنے

رباعی

کل کون ہنسا کہ جو پریشان نہوا
آباد مکان کونسا ویران نہوا
نام اسکا بجا دار محن ہی ای دوست
اکدم بھی یہان عیش کا سامان نہوا

رباعی

عشق خوبان کو ہمنے کر دیکھا
خوبرویون کو عمر بھر دیکھا
چمن حسن میں مگر ای دوست
گل نیا اور نیا ثمر دیکھا

رباعی

داڑھی میں سیاہی سی سفیدی آئی
منہ کالا نہ وسمہ سی کیا کر بھائی

اے دوست خفتہ شب تو ہوگئی گذری | اوٹھ صبح ہوئی ہی سر پہ قیامت دنیا کی

تضمین مصنف بر غزل داغ

مخمس

التفات اونکا ان دنوں کم ہی | کچھہ مزاج انکا بھی آپ برہم ہی
غیر اونکی خوشی سے مقدم ہی | غم اوٹھائی کیواسطے دم ہی
زندگی ہی اگر تو کیا غم ہی

نکلے اللہ تم بڑے سفاک | سینہ کیسا کہ دل کیا صد چاک
مجھکو ناحق کیا ہی تمنے ہلاک | کہتے ہو کچھہ کہو کہوں کیا خاک
جانتا ہوں مزاج برہم ہی

خیر مطلب نہیں ہمیں شر سے | کام سب بن گئے مقدر سے
اپنی قسمت سے آج ہیں بر سے | آئے ہیں وہ رقیب کے گھر سے

اک خوشی ہی تو ایک ماتم ہے

کچھ پریشاں ہاین کاکلین بھی آج
شاید الجھن کسی سی ہو گئی آج

بن گئی دم پہ کیسا ہی جی آج
کیا ہی دوستون سی بگڑی ہی آج

دشمنون کا کچھ اور عالم ہے

ہای شگوفہ نیا سنو تو ذرا
باغ مین صبح دم مثال صبا

وہ جو آئے ادہر سے مین بھی گیا
مجکو دیکھا تو غیر سے یہ کہا

عمر اس نوجوان کی کم ہے

دل لگی غیر سے ہوئی نہ کبھی
بسر اک عمر اونکے عشق مین کی

حالت دل یہ ایسی ہی اب بھی
گر خوشی ہی تو وصل کی ہی خوشی

غم اگر ہے تو ہجر کا غم ہے

قول کی میری کرتی ہاین رد بھی
بات کی پیچ ہی اور ذرا کد بھی

ہوگی آخر کبھی تو آمد بھی — گریۂ بے اثر کی کچھ حد بھی

ہم ہین اور آج چشم پرنم ہی

پوچھتے کیا ہو مدعا دل کا — کوئی بھاتا نہین تمھاری سوا

نہ کسی سے غرض نہ کچھ پروا — اک جہان مہربان ہوا تو کیا

مہربانی تیری مقدم ہے

وہ تو صورت سے خار کھائی تھے — رنگ غیرون نی پھر جمائی تھے

دوست نی کچھ یہ جو گل کھلائی تھی — سنتے ہین داغ کل وہ آئی تھے

بارے اب تو سلوک باہم ہی

ایضاً خمسہ غزل داغ

جو عشق پختہ ہو تو راز دل اوسکا عیان کیون ہو — مثال ماہی بی آب ہر لحظہ تپان کیون ہو

ذلیل و خوار کیون ہو تذکرہ ہر جا بیان کیون ہو — جو دل قابو مین ہو تو کوئی رسوائی جہان کیون ہو

خلش کیوں ہو طپش کیوں ہو قلق کیوں ہو فغاں کیوں ہو

جو دیکھا غور سے دنیا کو معمورہ ہے عبرت کا
طلسم افسوس کے ہیں اور عجائب گھر ہے حیرت کا
کبھی غم کی خوشی ہے اور کبھی ماتم مسرت کا
مزا آتا نہیں تھم تھم کی ہمکو رنج و راحت کا

خوشی ہو غم ہو جو کچھ ہو الٰہی ناگہاں کیوں ہو

ابھی بیٹھے تھے خوش بشاش کچھ نہ غصہ تھا نہ صلا
کسی سے تھی شکایت اور کسی پر لطف کا ایما
جو بیٹھا میں بھی جا کر منہ سے نکلا تھا فقط اتنا
غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہو گئی برپا

یہ پوچھا تھا کہ تم آزردہ مجھ سے میری جاں کیوں ہو

جو کچھ ہے بیاں آیا سفاک کو میری محبت پر
تو آنکلا مزار کشتۂ جور و ملامت پر
پڑھا تو فاتحہ پر آگیا اپنی شرارت پر
یہ مصرع لکھ دیا ظالم نے میری لوح تربت پر

جو ہو فرقت کی بیتابی تو یوں خواب گراں کیوں ہو

یہاں تو رنج فرقت کے سدا نزرات سہتے ہیں
شناور بحر غم کی کچھ آفت میں بہتے ہیں

فغان و آہ و لب گریہ و زاری ہیں منع ہمیں	نئی تاکید ہے ضبطِ محبت کی وہ کہتے ہیں

جگر ہو تو فغان کیوں ہو دہن ہو تو زبان کیوں ہو

غلط ہیں آپکے قول و قرار اور جھوٹ سر تا پا	کیا وعدہ نہ پورا ایک بھی تم نے قسم کھا کر
بیاں پر ہر گھڑی ایجاں ہیں لفظ انا نہیں بہت	خدا شاہد خدا شاہد ہے کیوں کہتے ہو وعدوں پر

خدا کو کیا غرض میری تمہاری درمیاں کیوں ہو

کوئی احباب میں ہمدم کوئی عیار ہوتا ہے	کوئی دلکو دکھاتا ہے کوئی دلدار ہوتا ہے
انیس انسان کا وحشی نہیں ہے یار ہوتا ہے	ہمیشہ آدمی کا آدمی غمخوار ہوتا ہے

یہی بے اعتباری ہو تو کوئی رازداں کیوں ہو

بتا نادان کھا نہ و نسیمہ نہیں ہے شایاں	روا لاکر کسلئے ہر ایک کو ہوتا ہے یوں خنداں
جہاں ظلم و ستم کس واسطے بنتا ہے کیوں ناداں	بہت نکلینگی روزِ حشر تیری جو کی خواہاں

ستم کا حوصلہ دنیا میں صرف امتحاں کیوں ہو

یہ بشاشی ہی غم سے چھوٹنے اور جان جانے کی
خوشی اسکی کشاکش سے چھٹے سارے زمانے کی
سنے تو دوست بھی عشرت ہے ایسی کس فسانے کی
نوید جان فزا ہی کیا خبر قاتل کے آنے کی
بتاؤ تو سہی اے داغ ایسے شادمان کیون ہو

ایضاً خمسہ بر غزل داغ

وہ جو آئی جان و ایمان ہمنے یکسر رکھدیا
سب الگ سامان دعوت ایکجا پر رکھدیا
پاندان بھی ایک گوشے مین اوٹھا کر رکھدیا
ہمنے اونکے سامنے اوّل تو خنجر رکھدیا
پھر کلیجا رکھدیا دل رکھدیا سر رکھدیا

زاہدا اخلاق پر اپنی نکر غرہ ذری
نام اسکا ہی مروت اسکو کہتے ہین سخی
ایک مدت سے جگہ اسکی جو میرے دلمین تھی
قطرۂ خون جگر سے کی تواضع عشق کی
سامنے مہمان کے جو تھا میسر رکھدیا

کہتے کیا ہکو عجب اوسکی شرارت ہی شدید
وہ بپا کرتا ہی ظالم روز یک ظلم جدید

سوچتا ہے دور کی گو بات ہے وہ ناپدید
گھس لیا ہے پاس جو رونکی کھنچتے ہین شہید

اسلئے لاشے پہ میری اوسنے پتھر رکھہ دیا

ہوسکا مضمون طولانی نہ آخر مختصر
دلمین سوچا ہو نہ وہ خاطر پریشان دیکھکر

گذری ساری رات ایسی الجھنین اور آئی سحر
شوق بھی ہے وہم بھی ہے کیا کرون اے نامہبر

کل جو لکھا کاٹ کر وہ آج دفتر رکھہ دیا

کیسے کیسے دوست یکجا رہتے تھے صبح و مسا
دوستی و مخلصی کا جنکو دعوی تھا سدا

ہے عجب اسکا ہوا یارب یہ کیسا سانحا
زندگی مین پاس سے دم بھر نہوتی تھی جدا

قبر مین تنہا مجھے یارون نے کیونکر رکھدیا

پینا کھانا چاہئے دنیا ہے جائے بے ثبات
پھر کہان ساقی کدہر بزم اور کجا یار و سات

ہوگا جو کچھہ دیکھہ لینگے گر گئی ہے ہاتھ سے بات
کل چھٹ جائینگے یہ ہاتھ آج تو ساقی کی بات

ہاتھ مین اک چلو پہ ہمنے حوض کوثر رکھدیا

رہتا تھا مجمع پس دیوار تھی مسدود در
مردم آزاری کی چال اسنے چلا ہی کینہ ور

طالب دیدار محو دید تھی شام و پگاہ
دیکھے اٹھو کر یہن کھاتی ہی کس کسکی نگاہ

روزن دیوار مین ظالم نے پتھر رکھدیا

طبع رنگین مین جو رشک گل کے پایا تھا رواج
دیکھکر مجکو زراہ مہر ہو کر خوش مزاج

لا کے گلدستے برابر چن دی حسب رواج
کہتے ہین بو وفا آتی ہی ان پھولونمین آج

دل جو ہمنے لالہ و گل مین ملا کر رکھدیا

کون ہمسا سخت دل ہوگا زمانہ مین بشر
ایک ذرہ جانفشانیکا جو دکھلائین اثر

سیکڑون کڑیان اوٹھاتی ہین نہین شکوہ مگر
کعبہ کیسا خلد مین لیجائین تیرا سنگ در

اتنی محنت ہی کہ یہانسے وہان وٹھا کر رکھدیا

قلب پر رکھین سیہ التعوید اسکو جان کر
اور حرم مین لیگئی اسکو تو کیا حاصل مگر

یا تکیہ کر کے اسپر عمر کر دیجے بسر
کعبہ کیسا خلد مین لیجائین تیرا سنگ در

اتنی محنت ہے کہ یہانسے وہان اُٹھا کر رکھدیا

اُن کی افتادہے الفت کیجے بیمار و نیم آج
دل جلونکا حال سب کھلجائیگا یارو نیم آج

اُن سے بیگی فلک سے عشق کی مار و نیم آج
شام ہی سے لوٹتا ہے مجھکو انگار و نیم آج

اسلیے مینے الگ تہ کرکے بستر رکھدیا

جین اک کروٹ بنایا عالم اسباب مین
وصل کیا پہلو مین بھی اسکو ندیکھا خواب مین

کی رجوع قلب آخر خودکشی کی باب مین
تیر مژگان کے تصور نے دل بیتاب مین

ایک ترکش رکھدیا اک گنج نشتر رکھدیا

دوستنے مضمون کیا لکھا تہا بیتابی شوق مین
فقرہ فقرہ ایک نشتر تھا کتاب شوق مین

بیدلی خط کی وہ چلی آئی جواب شوق مین
داغ کی شامت جو آئی اضطراب شوق مین

حال دل کمبخت نے سب انکی منھہ پر رکھدیا

ایضاً

کہیں ہیں سب حروف بے سر و پا لیکن لکرڈ ٹھہرے
کہیں جھکی کہیں جھکی کہیں جھکی کہیں اٹھہرے

جو صورت ہر لحظہ ہر کہیں آ کے بھی نکلی وہ کہیں ٹھہرے
میسر کو جہیں گلشن میں جو جا بجا ٹھہرے

بہر ہی ہر نگار تجھے ستم گر جب چلے چلکر ذرا ٹھہرے

ہے علم اتنا کہاں جو عالموں کی بیچ چاہئیں
کریں قول سکتا اور اگر مانیں تو کیا مانیں

علوم اتنا کہاں کا کیا ذکر جو دلبر کو سمجھائیں
مسیح و خضر گر سمجھائیں نہ ہم ہیں تعجب جائیں

جو دل گرتا ہوا سنبھلے جو دم جاتا ہوا ٹھہرے

ہزاروں عشق کی باتیں ہوئی اور سنا افسانہ بھی کیا کیا
طریقہ عاشقی کا پہ نہیں سیکھا سنا حاشا

مگر یہہ بات تو کچھہ ذہن میں آتی نہیں اصلا
گلہ جور و ستم کا حشر میں ہے عشق کا دعوے

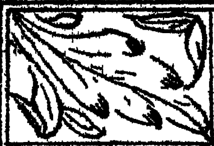
سر اوپر تیغ ہو آگے جو کو پیچھا ٹھہرے

یہہ لکھنا پڑھنا اور سن سن کے بیان تا تھے قاصد
یہی تھی صاف کہنا جو کچھہ احوال ہے قاصد

ہیں غیر آگاہ انکی کب چھپی ہے کوئی شی قاصد
ورا ہے مطلب کیا لکھوں نہیں خط میں اب ہی قاصد



پریشانی ٹہرذی تو دل مین مدعا ٹہرے



جہانمین یون تو کیسی نا قص او رکامل ہین
اگر عیب و ہنر مین جا ہیئے چیدہ وہ مشکل ہین

غرض حسن یا ہمین فرد ہو سب پامال ہین
وہی انسان پورا ہی اوسیکے ہمتو قایل ہین



بھلو ہمین جو بھلا ٹہرے برو ہمین جو برا ٹہرے



نہ رحمت کا خیال اکدن بھی آیا تجکو رویا مین
ہو اکچہہ بھی نکہائی عمر کہوئی مفت صحرا مین

طمع جنت کی کبہی اور بسر کی فکر عقبی مین
مزا چکہا نہین دنیا کا زاہد تو نی دنیا مین



کبہی تو بادہ نوشی کی بھی ای مرد خدا ٹہرے



تمنا دید کی اور وصل کی حسرت بہی رکہتے ہین
دل خانہ خراب او صد مہ فرقت بہی رکہتے ہین

دکان عشق مین جنس غم و کلفت بہی رکہتے ہین
متاع شوق بھی ہی مایہ الفت بہی رکہتے ہین



اگر لیجی تو کچہہ سودا ہمارا آپ کا ٹہرے



کہا جو دوستون نے وہ کیا منظور ہمنی سب
نکی تردید او نکے قول کی بلکہ کہا سب

تصور کس طرح جائے بہلا دل مانتا ہی کب ہے
تسلی دل کو جو دیتے ہیں کیسے لوگ ہیں یارب

جگر ہی جب نہ ٹھہرے تو جگر پر ہاتھ کیا ٹھہرے

یہاں تک نالے کی دھن میں جان سے گزرتا ہوں
ہے گرما گرمی آہوں کی ٹھنڈی سانسیں بھرتا ہوں
کب تپ سے میں آتا ہوں ایسی حسین مرتا ہوں
شب وعدہ جب اوس سے شکوۂ تاخیر کرتا ہوں

تو کہتے ہیں کہ ہم انسان کیا ٹھہرے ہوا ٹھہرے

نظر روزِ ازل سے ہے تیری بندہ نوازی پر
جو روز یار پرسن آئی کرم تیرا ہے ہر بر
یہی بس التجا ہے دوست کی کہتا ہے وہ مضطر
تبسم ہے اوسکی یہہ مرضی نہیں ہے داورِ محشر

کہ مجرم داغ ٹھہرے اور دشمن بیخطا ٹھہرے

خمسہ مصنف بر غزل رند

نہ آہ اپنی کچھہ بے اثر جائیگی
کسی دن یہہ تاثیر کر جائیگی
نہ الفت تیری عمر بھر جائیگی
نہ یادِ دہان و کمر جائیگی

یون ہی یہہ اکدن گزر جائیگی

سواری گر اوسکی اودہر جائیگی ‏— جو بگڑی ہے قسمت سنور جائیگی

کہانتک نہ اوسکو خبر جائیگی ‏— یہی کب تلک چشمِ تر جائیگی

چڑہی ہے یہہ ندی اوتر جائیگی

یقین تہا ہو صحبت کا گر اتفاق ‏— جدائی نہ پھر ہوگی اسطرح شاق

مگر تہا وہ نازو کرشمے مین طاق ‏— زیادہ ہوا وصل سے اشتیاق

طبیعت مین سمجہا تہا بہر جائیگی

جو وہ خواب مین یاد آیا کہین ‏— تو رویا کیا صبح تک مین حزین

ہوا اوسکی تعبیر سے یہہ یقین ‏— موئی پر بھی آنسو بہینگے یونہین

مرے ساتھہ یہہ چشمِ تر جائیگی

نہین تیرا ثانی تو ہے نظیر ‏— حسین کہتے ہین رشک بدر منیر

ہین دام محبت مین تیرے اسیر
چلی جائینگے دم بخود ناگزیر

لئے وحشتِ دل جدہر جائیگی

نہ کیون دل ہو پامال اغیار کے
کہ عاشق ہین کبک اوسکی رفتار کے
ہین قامت سے خجل سرو گلزار کے
سمن و گل بہت منہ نہ چڑہ یار کے

یہہ تھوڑی سی عزت اوتر جائیگی

نہ آئیگا وہ غیرتِ ماہتاب
اوسے میری ملنے سے ہے اک حجاب
فقط دیکھے خط اوسکو بہیجنا شتاب
نکرنا تو اوس سے سوال و جواب

تیری بات بہی نامہ بر جائیگی

دکھانا وہ بن بن کے بانکی ادا
وہ عشاق پر کرنا جور و جفا
وہ صورت دکھا کر جھجکنا ترا
چھپانا دوپٹے مین منہ چاند سا

نہ عادت تری رشکِ قمر جائیگی

خفا آپ کیون ہین یہہ فرمائیے | خیال اور دل پر نہ کچھہ لائیے
کہونگا نہ پھر آپ سے آئیے | بس اب آپ تشریف لیجائیے

جو گذریگی ہم پر گذر جائیگی

رہیگا سبھی سنہ بھی فق چند روز | مگر خون مثال شفق چند روز
رہیگا کلیجا بھی شق چند روز | طبیعت کو ہوگا قلق چند روز

ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی

غزل کیا یہہ ای دوست تحریر کی | سخن سنے نہ کچھہ دل پہ تاثیر کی
گرہ سکے نہ مصرع کی تدبیر کی | پری رندنے کوئی تسخیر کی

پرستان تک یہہ خبر جائیگی

ہی شہرت بھی ای دوست تحریر کی | سخن مین بھی ہی بات تاثیر کی
پراوس سکے نہ اخفا کی تدبیر کی | پری رندنے کوئی تسخیر کی

پرستان تک یہہ خبر جائیگی

مخمسہ مصنف بر غزل میر تقی علیہ الرحمۃ

دہنِ خشک و چشمِ تر دیکھو
اس طرف بھی تو یکنظر دیکھو
حالِ زار اپنا بسر دیکھو
گرچہ کب دیکھتے ہو پر دیکھو

آرزو ہی کہ تم ادہر دیکھو

جوشِ وحشت مری دیکھا تا ہی
نہ تو صحرا نہ گھر خوش آتا ہی
خونِ دل چشم سی بہہ آتا ہی
عشق کیا کیا ہمیں دکھاتا ہی

آہ تم بھی تو یک نظر دیکھو

دیکھو گر دیدۂ بصارت ہی
عشق میں بھی عجب کرامت ہی
جسکی تکلیف عینِ راحت ہی
ہر خراشِ جبین جراحت ہی

ناخنِ شوق کا ہنر دیکھو

ہاتھہ دہو کر خوشی سی عشرت کے
پاؤن پڑ ہکر ہزار راحت کے

صدمی سہہ کر کروڑ آفت کے
دل ہوا ہی طرف محبت کے

خون کے قطرے کا جگر دیکھو

دوست کا حال کیا کرون تحریر
گہہ مسخر ہی گاہ خود تسخیر

کبھی صیاد ہی کہین نخچیر
لطف مجھہ مین بھی ہین ہزار دلپذیر

دیدنی ہون جو سوچ کر دیکھو

قطعۂ تاریخ

وفاتِ تالم سمات وزیرِ آصف مکان آصفِ سلیمان شان جناب
نواب میر تراب علیخان بہادر مختار الملک سر سالار جنگ
مدار المہام ریاستِ سرکارِ نظام حیدرآبادِ فرخندہ بنیاد دکن تغمدہ اللہ تجمعہ

از نتیجهٔ فکرِ مصنف

هایِ افسوس کاندرین اثنا — صدمهٔ جان گداز و قلب شکن

یکبیک اوفتاد برسرِ خلق — یعنی بر ساکنانِ ملکِ دکن

وایِ مختارِ ملکِ آصفجاه — که باقبال بود صدرِ زمن

از زبانِ قلم بدفتر ها — وصفِ او را نمی توان کردن

ناگه از جورِ گردشِ گردون — وادریغا که بُرد سپر ملقن

آنچنان روحِ او تنش بگذاشت — بلبلی چون پرد ز شاخِ چمن

ماتمش از زمین مگر بر رفت — که فلک شد کبود پیراهن

هی شبستانِ شهر شد تاریک — شمع خاموش شد بچشم زدن

شد غریقِ محیطِ رنج والم — تا الم بسته چه مرد و چه زن

شور و فریاد از جهان برخاست — که زمین شد بآسمان شیون

غیر ازین نیست بر زبانِ جهان — هامی سرکار رودوای سردمن

نه دلِ سوگوارِ ماتمِ اوست — که غمش شد زهند تا لندن

نتوانست دید چشمِ فلک — خاک بادا بدیدهٔ دشمن

حسرتا بود دولتِ فرخِ او — آفتابی بآسمانِ فطن

دلِ بحر دان روی زمین — بود بیدار مغز بینش روشن

مثلِ او را به نیکخواهیِ ملک — نتوان یافت در هزار قرن

بود خلقِ بلاد را ملجاء — مردمانِ زمانه را مامن

هم مدار و محیطِ مرکزِ خویش — یعنی ماوا برای اهلِ وطن

شد بپا مردیِ عدالتِ او — از جهان نامِ سارق و رهزن

گردنکشی چو همسریش — جای شمشیر شد سپر افگن

کمر بست بهرِ دفعِ حسود — نی بجا سر بماند و نی گردن

اینچنین شخص را ببین که نماند | روبروی اجل مجال سخن

فی الحقیقت به پیش تیر قضا | چه ضعیف کهن چه روئین تن

الغرض بهر سال رحلت او | برگشادم زبان چون سوسن

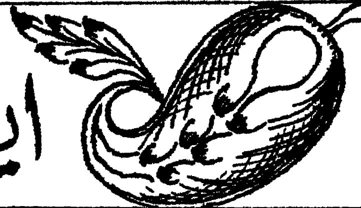


آسمان گفت دوست را که بگو

رفت دار و مدار ملک دکن

۱۳۰۰ھ





ایضاً



آه که دستور دلسوز دکن سالار جنگ | عازم دیوان جنت شد ازین دار الفنا

بلبل جانش دمی پرواز کرد از شاخ تن | گلبن عمرش چو شد پامال از دست وقت

با پیام مرگ نقل مکان پیک اجل | دست بسته پیش او حاضر شد از [illegible]

گرچه بند دل دوا بودند اطبای فرنگ | سر بسر گشتند آخر دست بردار از شفا

بیگمان صفرا فزاید ز قضا سرکنگبین — عمر چون آید بسر کی کارگر گردد دوا

از وفاتش خاست شورِ ماتم فزون اندر دکن — شاطرِ چرخِ مکوکب باخت نردِ دغا

راست گر پرسی چنین نقلِ مکانِ اولی است — کز جهان برداشت دست و سوی جنان بنهاد پا

در دکن شد عالمی یکسر غریقِ بحرِ غم — در محیطِ ماتمش گردید خلقی آشنا

شد سپهرِ فوق از رنج و قلق سوی زمین — گشت پشتِ آسمان زین بارِ اندوهش دوتا

بود آن جمشیدِ وقت اسکندرِ عهدِ خودش — سینهٔ بی کینه اش آئینهٔ عالم‌نما

از ازل بر مسندِ اعزاز بودش مستقر — در جهان زین بالشِ اقبال بودش متکا

نامِ حاتم طی شده در عالم از ایثارِ او — اینچنین کاؤس کی میداشت اسبابِ علا

دانشِ لقمان بعقلش بود بعد المشرقین — فکرِ معقولش کجا فرهنگِ افلاطون کجا

انقطاعِ ظلم کرد و عدلِ سنجیده داشت — زین همه شد در زمانِ او حق از باطل جدا

تیغِ خلقش تیز در تسخیرِ امصارِ قلوب — حلِ مشکلها بدش در جودتِ طبعِ رسا

بدز ادبار و عنا بود افتخار غیبتش | افتقار قربش اولی بود ز اقبال و غنا
بر زبان نیکخواهانش نباشد غیر این | اوخا افسوس و آها وادریغا حسرتا
شکوها پس بد اندیشی کند بیهوده گو | یادش از شر آورد شخصیکه باشد زان خطا
زنده ماند نام نیکش چون خضر تا روز حشر | چونکه از عین عدالت خورده بود آب بقا
دیدنی بود اندهٔ شاه دکن سیل اشک | چشمها جاری نمود از عین غم آن بادشا
نی فقط اندوه او بوده است در هند و دکن | بلکه این افسوس شد تا لندن و ترک و ختا
نیست در عالم دلی کز غم نباشد دردناک | آه ازین رنج جگر سوز و ملال جان گزا
بلبلی کو در گلستان نوحه خوانش نشد | کیست در بستان گلی تا نیست پیراهن قبا
رحلتش اندر زمانه صاعد و نازل نمود | شور و فریاد از زمین تا آسمان سوز و بکا
شد عزادارش زمانه نوحه خوانش روزگار | غم خورد لیل و نهارش ماتمش صبح و مسا
آب زین صدمه بود قلب سمک زیر زمین | آفتاب از آتش غم میطپید فوق السما

بهر در فردوس رضوان شبی دیدم بخواب
حالة استغفر من قال انا لله فدنجی

در فراق آن بلند اقبال ای وای از دکن
یکبیک قالب تهی کردند بی چون و چرا

فضل و عدل و تربیت و نظم و نسق صدق و کرم
۱۳۰۱ ھ

همت و فخر و دول علم و عمل قدر و عطا
۱۳۰۱ ھ

خیر و مهر و عزت و جود و سخا عقل و هنر
۱۸۸۴ ع

حلم و خلق و رفق و شان و عفت و داد و وفا
۱۸۸۴ ع

همچو تفرق عالمی از فرقت آن محترم
رونما گشتند یکسر زآسمان چندین بلا

تلخی و شور و تضرع کلفت و فکر و قلق
۱۳۰۱ ھ

خیبت و رنج و تاسف گریه و یاس و عنا
۱۳۰۱ ھ

تفرقه غم جور و ماتم سانحه شر و فسوس
۱۸۸۴ ع

تنگی و تشویش و تکلیف و خلل فزع و جفا
۱۸۸۴ ع

خواستار سال هجری و عیسوی گشتم گفت خرد
وای سالار دکن شد راجع دار البقا
۱۳۰۱ ھ

از دکن نقل جنان فرمود سر سالار جنگ
۱۳۰۱ ھ

بی سر اغراق میکرد اینچنین ها تف صدا
تخرجه (۱)

همکلامش گشت عیسی هم ز روی آسمان
آه دستور دکن شد داخل ملک بقا
۱۸۸۴ ع

داخل دیوان جنان فرمود دستور دکن
۱۸۸۴ ع

بهر سال عیسوی کرد از فلک رضوان ندا

ایضاً

روحِ پاکِ وزیرِ ملکِ دکن
شد بفردوس چون ازین عالم

متبدّل نمود چرخِ دو رنگ
صبحِ فرحِ دکن بشامِ الم

بست و نه از ربیعِ آخر بود
شبِ پنجشنبه چون نهاد قدم

اتّفاقاً شد از وبا مبطون
در شکم هیضه گشت مستحکم

جلوه فرما رسید دست بدست
شاهدِ مرگ از حجابِ عدم

می شد اسهال و نیز استفراغ
که غذا گشته بود مطلق سم

بر محل گو دوا دوی کردند
هم اطبّا و محرمان و خدم

لیکن از قادرِ علی الاطلاق
حکم شد تا روان بماند شکم

شبِ آدینه قابض الارواح
قبضِ جانش نمود در یکدم

کرد با جان قضا معامله
چون کند آفتاب با شبنم

قفسِ تن گذاشت طائرِ جان — به ارم کرد روحِ پاکش رم

درجهان خاست شورِ شهر آشوب — روز در چشمِ خلق شد اظلم

هدفِ تیرِ صدمه شد دلِ خلق — هم بسر ها فتاد تیغِ ستم

غمِ او خورد یک جهان ازحیف — عالمی کرد بهرِ او ماتم

وادریغا که از وفاتِ او — کاروبارِ زمانه شد درهم

دردکن زانتظامِ او گوئی — تختِ کاؤس بود وافسرِ جم

فی الحقیقت بهمینِ اقدامش — حیدرآباد بود رشکِ ارم

خالقش کرده حاکمِ عادل — خلق ازو بود خوشدل وخرّم

رحمِ عالم بسینه اش مضمر — دردلش بود اتّقا مدغم

از تواضع دوام لیل ونهار — پیشِ او بود پشتِ گردون خم

قهر در دستِ قدرتش میماند — مثلِ روبه به پنجهٔ ضیغم

عدل در عهدش آمده بوجود — ظلم زانرو گرفته راه عدم

بسکه هر پیرزال دانستی — خویش را در زمان او رستم

بود باذل مگر به تسخیرش — نفتاد احتیاج دام و درم

بیدرم خلق چون نگردد رم — هر کرا هست دام خلق و کرم

ثبت بذلش بصفحهٔ دهر است — طے ازان گشته دفتر حاتم

شد چو سرگرم وصفش از دعوی — زانهمه قطع شد زبان قلم

چون شود کلک بیزبان گویا — که بود در ثناش نطق ابکم

غالبا ثبت ماند از خیرش — نام او در جریدهٔ عالم

الغرض چون زعقل خیرسگال — ستهٔ رحلتش پژوهیدم

طالب سال او وست را دیده — گفت شعری بدیدهٔ پرنم

همه ذره شد رخ خورشید — بسر شادی آمد افسر غم

سنه ۱۳ھ — سنه ۱۳ھ

ایضاً

گئے دنیا سے جو مختار الملک
دلِ عالم کو ہوا رنج و تعب

سر زمین پر فلکِ دون تو نئی
ہای کسطرح کا ڈہایا یہ غضب

ایسے اشخاص ہون پیدا تا کی
اور نعم البدل اسکا ہو کب

یعنی جو فرد کہ ہو مستثنیٰ
اوسکا دنیا ہی سے جانا ہی عجب

ہای اس شان کا پہر فردِ فرید
پیدا عالم مین تو ہو دیکھین تب

یون تو امکان مین ہی کسکو کلام
پر تیری لاکہون ہی گردشین جب

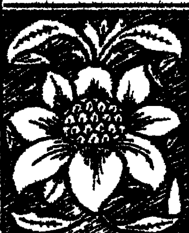
الغرض دوست نے اپنے دل سے
جبکیا سالِ وفات اوسکا طلب

بلبلِ طبع نے دی یہہ آواز
گل ہوا شمعِ وزارت یارب

۱۳۰۰ھ

ایضاً

سے گئے جبکہ جنت مین مختارِ ملک	تو غم اونکا دنیا مین گھر گھر ہوا

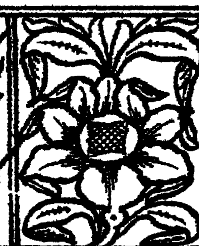
پکارے شبستان مین اہلِ حرم
کہ شمعِ وزارت مکدر ہوا
۱۳۰۰ھ



ایضاً



دلا دست بردِ خزانِ اجل سے	ہوا جبکہ پامال باغِ وزارت




یکایک شبستان مین اہلِ خرم نے
کیا غُل کہ گُل ہی چراغِ وزارت
۱۸۸۳ء



ایضاً



سوے جنت چو مختارِ دکن رفت	برامد ز اہلِ عالم آہ و فریاد




ازانمصرع تاریخش عیان شد
نہان فرخندگی حیدراباد
۱۳۰۰ھ



ایضاً



بحکم خدا چون وزیر نظام	خوشا عازم خلد شد بیدرنگ
دل خلق پژمرده شد از غمش	شده ماتمش از دکن تا فرنگ



خرد گفت سال رحیلش ز دوست
بجدِّ ارم رفت سالار جنگ
۱۳۰۵





ایضاً



برضای قضا وزیر نظام	از دکن شد چو سوی جنت راست
دوست بنوشت بی سر اغراق	رونق از صفحهٔ دکن برخاست

۱۸۸۳

ایضاً از نتیجهٔ فکر نحیف عاصی سید عبد اللطیف عقل شاگرد مصنف

دریغا که روح مدار المهام	ز بستان تن شد چو بوی سمن
بفکر سنش بودم و گفت عقل	که شد چشم رونق ز روی دکن

۱۳۰۰

قطعات تاریخ

جلوسِ میمنت مانوسِ حضرت بندگانعالی حضورِ فیضگنجور سلطانِ زمن حکمرانِ دکن میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ الی یوم القیام از نتیجۂ فکرِ مصنف

وہی ہذا

ایکہ استقلالِ عالم از وجودِ پاکِ تست
سر بسر آبادیِ دنیا ز تو بہت بیاست

جلوہ گر بر تختِ شاہی چون شدی ای ظلِ حق
سایہ گستر بر سرِ اقبالِ تو بالِ ہماست

تا جہانست از تفرّج کامِ دل حاصل کنی
عمر و اقبالِ ترا ہم حافظ و ناصر خداست

واہ در اوقاتِ این فرقہ فرقِ نقطہ است
دوستانت در غنا و دشمنانت در عناست

چون کسی پرسد ز تاریخِ جلوسِ میمنش گو
زیبِ اورنگِ جلیلہ شاہِ عالیجاہِ ماست
۱۳۰۱ھ

پادشاہا ہستم از مدت ترقیخواہِ تو
زین نظر حشمت ترقی از تو ار دائم رواست



در دکن ممتاز سازی دوست را از دیگران
بس تمنایم همینست و همینم مدعاست





ایضاً



شاهِ دکن بفضلِ الٰهی در نیولا
بر تخت شد چو جلوه نماطالعمرہ
پرسد کسی ز دوست دعا گو بگویمش
اورنگ زیب شد شہ ما طالعمرہ
۱۳۰۱ھ



ایضاً



درین زمانِ خجسته چو بادشاهِ دکن
بتخت شاد بر آمد بفضلِ ربِّ عباد
صدای فرح ز غبرا رسید تا خضرا
ز آسمان بزمین غلغلِ طرب افتاد
بشادمانی و بهجت زمانه می گوید
نهاد شاه قدم بر سریرِ عدل و داد
۱۳۰۱



ولیک تهنیتاً التماسِ دوست چنینست
جلوسِ شاهِ دکن در حشم مبارکباد
سنه ۱۳۰۱ھ



قطعهٔ تاریخ

تهنیت مسند نشینی وزارت سرکار بلند اقتدار عالیجناب نواب میر لائق علیخان بهادر سالار جنگ مختار الملک مدار المهام سرکار نظام حیدرآباد فرخنده بنیاد از نتیجهٔ فکر مصنف

ای تا قیام عالم در ملک آصفیه — بر مسند وزارت پر ابتهاج باشی

بر چرخ داوری چون مهر منیر مانی — در بزم شاه گیتی روشن سراج باشی

ای زینت وساید باید چو شیر و شکر — هر لحظه با مزاج شه امتزاج باشی

اندر جهان بمانی پاشندهٔ زر و سیم — گیرنده از زمانه باج و خراج باشی

آنها شعار خود هم سازند تا لوضع — بر فرق سرکشان عالم چو تاج باشی

کام امیدواران از جود خود برای — حاجت روای خلق با احتیاج باشی

این عرض دوست باشد در خدمت دعاء — ای لائق وزارت آصف مزاج باشی

سنه ۱۳۰۱ ه

هستم امیدوار این آستان ز مدت — باری نظاره فرما بر [illegible] باشی



هرگو تو خیرخواهت هست اینکه پای تخت
باشد تو نیز آنرا بخشنده تاج باشی



رقعهٔ دعوتِ تسمیهٔ فرزندم برخوردار سید شرف الدین طال الله عمره

بعنایاتِ خداوندِ سموات و زمین — بطفیلِ نبیِ ختمِ رسل سرورِ دین

هم درین ماهِ نکو تسمیهٔ فرزندم — بخوشی و طرب و عیش رسیدست آفرین

یومِ یکشنبه بود هجدهم از تاریخش — که پی شادیِ این جلسه نمودم تعیین

پس درانروز دل افروز براهِ الطاف — بزمین چون شود از چرخِ برین مهرِ مبین

رنجِ اقدام رود تا بشبستانِ حقیر — تا شود رونقِ این محفلِ عشرت آگین

نیز از روی کرم ما حضر اینجا گردد — متناول ز طعامِ نمکین و شیرین

رقصِ رامشگرِ نازنده کنی نظّاره — مجلسم را ز جمالت بدهی هم تزئین

دوست تا خوش شود از خلقِ تو دشمن مغموم — داعیِ تو شود از منّت و احسان رهین

سالِ فرخندہ ماش دل من تفریحاً
گفت محمود بود تسمیہ شرف الدین

قطعۂ تاریخ

میلاد مبارک نہاد فرزند ارجمند جناب علی محمد صاحب میمن سیٹھ
مسمّے محمد یعقوب طال عمرہ حسب استدعای دوستے ترقیم یافت

کرم گسترم را عطا کرد رب — پسر رشکِ خورشید و بدرِ کمال
که یوسف چنانست یعقوب نام — صفاتش برون از زبانِ مقال
چه خواہی که دریابی اسم پدر — علی با محمد کنے اتصال
زہی طالعِ والا نسب خوش نصیب — خوشا نیکبخت و ہی خوشخصال
شده غلغلِ فرح میلاد او — بشرق و بغرب و جنوب و شمال
مشو ہمسرش ای مه آسمان — که ہمسرِ گوہر نباشد سفال

به همسنگیش مهر دعوی کند
بود زعمِ باطل خیالِ محال

چنان عقرب رشکِ حسنش گزند
که افتاد زهره به رنج و وبال

نه بر مرضیش گر بگردد سپهر
بیابد ز دستِ قضا گوشمال

بفضلِ الٰهی چو گردد جوان
بود پیلتن پیشِ رعبش چو زال

تهمتن شغالی که پیشش بود
چو سگ شرزه شیر مثلِ شغال

خدایا ببخشای عمرش طویل
عطا کن باو دولتِ لازوال

الٰهی بدارش بامن امان
بهر روز و هر هفته و ماه و سال

بمانند آسوده اش خاندان
بصحت بفرحت بمال و منال

غرض بهر تاریخ آن ماه وش
شدم سر بزانو مثال هلال



دلِ دوست ناگاه گفتا چنین
پسر دوست یعقوب یوسف جمال
۱۲۹۶ھ



ایضاً

سیٹھ صاحب نے ہماری اندنوں اے دوستو
پایا فضلِ رب سے وہ لڑکا کہ خوش اسلوب ہے

جشنِ میلاد اوس پسر کا ہے جہاں تمکین اسقدر
زہرہ بھی سنو ہم سما پر وجد پاکوب ہے

مہ جبین و خوش نصیب و مہرِ برجِ عالی نسب
کیوں نہو جب صاحب برادر زادۂ ایوب ہے

روبرو اوسکے بھلا کیونکر ہو کوئی ہمسر لبت
جسکی صورت کے مقابل مہر بھی محجوب ہے

دوست نے تاریخِ میلاد اوسکی لکھی ہے مگر
مشفقو دیکھو تو اسجا تدخلیہ کیا خوب ہے

ہاں یہی مذکور ہے جسکی زبان پر دیکھیے
صورتِ یوسف عزیزِ جانِ یعقوب ہے
۱۲۹۶

قطعہ تاریخ

میلادِ سعادت بنیادِ دخترِ نیک اخترِ جنابِ حاجی محمد ایوب صاحب سیٹھ میمن
مسماۃ حنیفہ خانم طال عمرہا حسبِ خواہشِ شفیقی بعرضِ کتابت درآمد

کرم فرما انیس الحاج ایوب — که عالیشان و خوش خلق است و پرجود

متین و فاضل و خوشخوی و دانا — شجیع و باذل و با حلم و محمود

ز همچشمان بعالم گوی سبقت — بچوگان لیاقت نیک بربود

زهی تاجر خهی قدرش که دارد — زر و گوهر بلا محدود و معدود

به بینی وسعتش کاندر دکانش — بدنیا آنچه مفقود است موجود

درین ایام خوش آغاز و انجام — عطا کردش خدای پاک مولود

چه خوش دختری کز روی خوبش — سعادت عفت و جاهست مشهود

زبیده خصلت و بلقیس ثانی — درازش عمر باد از فضل معبود

هزاران سال ظل والدینش — ببادا بر سرش مبسوط و ممدود

محبانش خوش و خرم بمانند — حسودش در جهان مطرود و مردود

بگو ای دوست تاریخ ولادت — صفیه بنت ایوب است مسعود

۱۲۹۶ ھ

قطعۂ تاریخ بازارِ جدید پرھنی بنا فرمودۂ جناب بہادر الہی خان صاحب تعلقدار سلمہ اللہ الغفار حسب استدعای دوستے بسلکِ نظم درآمد

دریا نوال خان بہادر بہادرِ دین
روشن چو مہر نامش زِ اخلاق و ہم سخا

چشم و چراغِ اہل جہانست دیدۂ خرد
از چشم زخم بد نظرانِ حق حفظش خدا

از لطف و رعب و بذل و رعیت نوازیش
فرماندہی تعلقہ داری بادش روا

بازار نو بنا چو نمودہ بہ پرھنی
آوازۂ متانتش از ارض تا سما

سوقیست طرفہ طرز فضا دار و دلکشا
بستانِ بیخزانش بخوانیم گر روا

سالِ بناش گفت دلِ دوست اینچنین
بازار پرھنی چہ گرانمایہ بیبہاست
۱۲۹۶

ایضاً

میری ممدوح نی بازار بسایا ہی نیا
جسکی خوبی بہ ہین بیان یہ

بلبلِ فکر سے جب سالِ بنا کی دریافت
کہا نورستہ یہ گلزار ہے بازار کہاں
۱۲۹۶ھ

ایضاً

بنا ہوا جب دم بازار یہ عالم میں
فرحت سے کہا رشکِ گلزار اسے کہتے ہیں

با خبر نے خرد کی یوں تاریخ کہی اسکی
بنا ہے یہاں سودا بازار اسے کہتے ہیں
۱۲۹۶ھ

قطعہ تاریخ

شادی خانہ آبادیِ جناب راجہ نندلال بہادر دام کرمہ از نتیجۂ فکر مصنف
حسبِ فرمائش عزیزی قلمی گردید

شد او رست کو بخشید از آئین
بتاکِ چرخ مینو عقدِ پروین

می عشرت بجامِ ماه و خورشید
بعالم از خمِ گردون بخشید

صبا را دادا اعجازِ مسیحا
عطا فرمود گل را دستِ بیضا

زلطفِ خاصِ خود ممدوحِ ما را — به فضلِ بذل گردانید یکتا

کسی را چون بنامش احتمال است — بگوای دوست اجه ستدلال است

خوشا نامیکه از افضالِ یزدان — بود روشن تر از مهرِ درخشان

بران لفظِ بها در طرّهٔ تمثال — چو سلکِ لعل را شد دُرّ نبال

بنامِ نام آوران بس نامداری — بباغِ بذل چون ابرِ بهاری

زهی رعبِ مجسّم رشکِ رستم — زهی خُلقِ مصوّر جانِ عالم

شجاعت پیشهٔ نیکو خصالی — متین اندیشهٔ دریا نوالی

ببزم اندر چو بهمن میگسار است — ولی درگاهِ رزم اسفندیار است

بمعنی اینقدر از عشق مست است — که هر دم حسن را صورت پرست است

وجودِ حسن بیشش ناگزیر است — بعشقش نیک آب و گل خمیر است

الهی حسن و عشقش باد دایم — چنینش دولت و اقبال قایم

درین ایام فرحت زا و غم کاه — تفرج چون نمود اندر دلش راه

ضمیرش را خیالِ جام و مُل گشت — روانش داد هم ترغیبِ گلگشت

چو شوقِ شاهدانِ شوخ و نارس — کشید از حیدرآبادش بنارس

به راحتها پس از طیِّ منازل — در انجا با حشم گردید نازل

دلش پر فرح گشت از فکر خالی — که بودش روز هولی شب دوالی

پس استلذاذهای دلبرها — نمود آنجا ز حوران و پریها

سپس از رایِ همچشمان و همسر — خوشا پیوندِ لاله شد به عبهر

چه یعنی ازدواج از نیک اختر — نمود آن مهربان ماهِ منوّر

در اندم حالِ عشرتها چگویم — بمیدانِ تفرج چند پویم

چه بنویسم که جای صفحه تنگ است — بل اینجا پای خامه سخت لنگ است

رجوع آرم ازینجا بر دعایش — نگهبان در جهان باشد خدایش

غرض بعد فراغ و کامرانی — بتحصیل مرام زندگانی

از انجا توسن خود را عنان تافت — بسوی خوابگاه خویش بشتافت

چو باز آمد بعشرت آخوش اقبال — بدولتخانهٔ خود فارغ البال

فتاده شهرهٔ اندر زمانه — که شمع دودمان آمد بخانه

بنا میزد بمقصد کامیابست — علاوه همسرش هم همرکابست

بفکر سال عقد آن گهرها — بیفتادم چو غواصی بدریا

غرض بعد از تجسسهای بسیار — زبحر فکرت طبع گهربار



برامد مصرعی چون در خوش آبی

قران آفتاب و ماهتابی

۱۳۰۰ھ



خدایا در جهان دارش باقبال — جوان بخت و جوان دولت جهان سال

دعای دوست باشد در جنابش — که دارد دوستان را خرم و خوش

قطعہ تاریخ

بنای مکانِ عالیشان مشفقی محمد علی صاحب دام محبتہ از نتیجۂ فکرِ مصنف

تعمیرِ قصر کی ہی جو اب میری دوست نے
اوس قصر کی صفت مین ہی قاصر زبانِ کلک
احباب سب خرم ہین سبھی انبساط سی
لیکن سموم و صرصر حسرت سی منقبض
مانندِ چشمِ شپرہ دنکو ندیکھے گر
قایم وہ تا قیامِ قیامت رہی مکان

جسکی صفا پہ صاف ٹہرتی نہین نگاہ
وسعت سی اوس مکان کے گمان جن لیتاہی راہ
گل کی روش نہال و شگفتہ ہین نیکخواہ
ہر رنگ غنچہ ہی دلِ بدخواہ روسیاہ
پس اسمین کیا ہی چشمۂ خورشید کا گناہ
اوسکو ہو چشم زخم سی اللہ کی پناہ

اسکا اصل اسکا سالِ بنا دوست نے کہا
اب خوش بنا مکان محمد علی ہی واہ
۱۳۰۲

اشعار متفرق

غزل

خاکساری اسم اعظم ہی بڑی تاثیر کا
خاک کے چھاپے سے بھی نسخہ ملا اکسیر کا

دیکھکر اوسدم تڑپنا یاس کی تصویر کا
چلدیا صیاد پیچھا چھوڑ کر نخچیر کا

قایل اوس ناوک فگن کا ہو گیا جراح بھی
سینۂ مجروح سی نکلا نہ پیکان تیر کا

سرگزشت اپنی لکھی جاتی تھی جب روز ازل
سرنگون ہوتا تھا خامہ کاتبِ تقدیر کا

صحبتِ ناجنس سے ہوتا ہی یون دل چاک چاک
ٹکڑی ٹکڑی ہو جگر جیسی نمک سی شیر کا

کیون زبان اوبجھی نہ اپنی مدحِ زلفِ یار مین
ہو نہین سکتا بیان ایچ پیچ کی تقریر کا

بعد مدت کے بلایا اوسنے کوٹھی پر مجھے
پھر ستارا اوج پر آیا میری تقدیر کا

ہاتھہ روکو ظلم سی دیکھو کہی دیتی ہین ہم
دل کہا تا کچھہ نہین ہیا کشتی نہیر کا

جوہرِ ذاتی کو لازم ہی صفائے باطنی
جوش زن پٹی کبھی دیکھا نہین شمشیر کا

ہمتو جلکر خاک ہون اوسکا نہ دل تک موم ہو
کیا اثر [illegible]

کارِ دنیا تو ہمیشہ ہی ہیچ سمجھا ہون میں | ہاں ضیارت کے لئے ہفتے مین اکدن پیر کا

دوست ہمکو بھی پسند آیا یہہ ناسخ کا کلام
آپ لیے بھرہ ہی وہ قایل نہین جو میر کا

قطعہ تاریخ تکمیل تدوین طبعزاد مصنف

اندنون اس کمترینِ خلق نے | طبعزاد اپنا مرتب جب کیا
کی زروی قدردانی و خوشی | دوستون اور منصفون نے مرحبا
پر زراہِ رشک نکلی لب بہ لب | دشمنون کے دلسے حسرت کی صدا
گرچہ ہے دیوان یہ اپنا مختصر | پر ہے مضمونِ مطول سے بھرا
خیرخواہون کا ہو یہہ نورِ نظر | یا رب اسکو چشمِ حاسد سے بچا
دلکو فکرِ سالِ مطبوعی جو تھی | طبع پر مایل ہوئی طبعِ رسا
عندلیبِ ذہن سے بس دوستے | بوستانِ عشقِ مہرویان کہا

۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ

اختتام تدوین از جناب منشی فدا حسین صاحب لکھنوی تخلص مشہور شاگرد دبیر استاد مصنف

خوب یہہ دیوان لکھا دوست نے ‌ — ‌ ہر غزل کا یک نیا عنوان ہی

دل سے کیون آشفتہ و شیدا نہو ‌ — ‌ عاشق و معشوق کی یہہ جان ہی

یہہ مضامین یہہ صفائی یہہ زبان ‌ — ‌ شعر کیا ہر لفظ مین یک شان ہی

ہی یہان عقلِ ہلالی چرخ مین ‌ — ‌ شرم سی مخفی جدا حسان ہی

کہتے ہین شاعر زمینِ شعر سے ‌ — ‌ جوہرِ مضمون کی نکلی کان ہی

فکر تھی مشہور کو تاریخ کی ‌ — ‌ دی ندا ہاتف نے کیون حیران ہے

کیا بتاؤن تو ہی خود باریک بین ‌ — ‌ شاعری مین ہر طرح کا دھیان ہے

لفظ ترکیبی نہ آئے دیکھنا ‌ — ‌ قافیہ [illegible] ان کا اعلان ہی

مصرع سال اسکا چنانکہ یہی

منتخب کیا دوست کا دیوان ہے
۱۳۰۲

قطعہ تاریخ تکمیل دیوان طبعزاد محمد سرور ولد محمد راجے

متخلص بہ سرور شاگرد مصنف

کیا ہوا دیوان مرتب دوست کا
جو لکھوں اسکی وہ کم توصیف ہے

سالِ تالیف اسکا سرور نے کہا
جانفزا یہہ دوست کی تصنیف ہے
۱۳۰۲ھ

قطعہ تاریخ

طبعزاد مخزن لطف و احسان معدن عنایت بیکران جناب سید

حسن مرزا خانصاحب جاگیردار موضع کیسرہ متخلص حسن مرزا

یہہ دیوان دوست کا ہے چشمہ فیض
عجب مضمون کی ہیں دریا بہائے

مثال گل مہکتا ہے ہر اک لفظ
کوئی باغ ایسا گلچیں تو دکھائے

شگفتہ دل ہوی احباب سب کے
جو دیکھا مانند و بیخ و داغ کہائے

کلام و استعارات و زبان سے
نتائج فکر کے کیا کیا دکہائے

نگاہ غور سے اسکو جو دیکھے
نہ انکہون مین کوئی دیوان سمائے

حسن مرزا نے بھی دیکھا جو دیوان
مضامین نور کے سب اسمین پائے

لکہا از روی جہد اسکا یہی سال
ریاضِ طبع نے کیا گل کہلائے
۱۳۰۲

قطعۂ تاریخ طبعزاد سید عباس مرزا صاحب جاگیردار کیبرہ شاگرد مصنف

خوب یہہ دیوان لکہا دوست نے
کہتے ہین سب یہان عدیم المثل ہے

تجکو غرہ تہا سخن پر سعدیا
دیکھ یہہ بستان عدیم المثل ہے

سال یہہ عباس مرزا نے کہا
دوست کا دیوان عدیم المثل ہے
۱۳۰۲

قطعهٔ تاریخ تکمیل دیوان از سید عبداللطیف عقل تخلص شاگرد قدیم عبدالرحیم صاحب مرحوم ذهن تخلص خال شاگرد مصنف صاحب

دوستِ دلنوازِ من که بود — پایه اش در همه علوم علو

سبقت برده از رسائی طبع — او ز میدانِ شاعری چون گو

بعنایاتِ رب کنون ترتیب — کرد دیوانِ خود بلطفِ نکو

وصفِ او شد بفورِ تصنیفش — در جهان منتشر چو از گل بو

مثل پروانهای شمع بجوم — کرده خواهندگانش از هر سو

ذهنِ دوستان باوصافش — باشد از شکرِ غلو مملو

چشمِ شبّیر نمط ز چشمهٔ مهر — شده ز و خیره دیدهٔ بدگو

دستها ز انطباعِ او سرِ دست — یافت بر دستیابیش قابو

سالِ تدوینِ او اگر خواهی — آتشِ عشق و بادِ حسن بگو

۱۳۰۲ھ

قطعۂ تاریخ

منشی کلک گہر سلک کرم گستر نوازش مظہر جناب مولوی معصوم علی صاحب
تخلص محشر مہتمم و مالک گلدستۂ عشاق از مقام لکھنؤ

جنابِ دوست سید خواجہ صاحب — علیِ کشورِ سحر بیانی
شرف افزائے اقلیمِ فصاحت — سریر آرائے ملکِ نکتہ دانی
نوا سنجِ فصیحِ روضۂ نثر — ترنم ریزِ باغِ شعر خوانی
ضیا بخشِ جواہر ہائے الفاظ — جلا سازِ گہرہائے معانی
زشہدِ نظم و نثرش چاشنی گیر — شکر گفتاری و رطب اللسانی
منور شد ز نورِ شمعِ فکرش — چراغِ خانۂ گوہر فشانی
بمیدانِ سخن از بہرِ دین — زبانِ تیز تیغِ اصفہانی

ق

بایں شاہِ سخن خسرو بگوید — باقلیمِ سخن ش[illegible]

سخن گوئی بتو گشته امانت | بلاغت را توئی بیت المعانی

بفیض بخشش و الطاف و احسان | ندارد همتت والاش ثانی

گدارا کاسه گردد کان گوهر | کف جودش کند گر درفشانی

پی ابقای نام نامی خود | رقم زد صورت خوش مثل مانی

خوشا شکلیکه مقبول جهان شد | بحسن صورت و شیرین بیانی

ببین آن شکل گلزار خیالات | که در دنیا ندارد مثل و ثانی

سوادش رو کش زلف حسینان | بیاضش نور صبح زندگانی

چه باشد جدولش در باغ اوراق | بجنت حوض کوثر در روانی

بر اوراقش عجب نقش و نگار است | سزد گر گویمش ارژنگ مانی

ز رشک بندش مضمون تازه | کهن گردید دیوان فغانی

فتد اندر مصایب چون نی صبا | چو باشد نغمه زن اندستانی

نویدی یافت چون از وی نویدی — بدست آورد با خردی کلانی

ز نورش انوری گردید انور — چو از خورشید ماهِ آسمانی

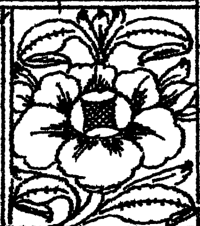
کلاهش را چو زهره مشتری شد — بجان مخفی و عصمت در نهانی

ق

بمیدانِ سخن فردوسیِ وقت — اگر اسپِ فصاحت در جهانی

رکابت بوسد و احسنت گوید — عفاک الله خوش رستم عنانی

چو کردم فکر بهرِ سالِ تاریخ — ملک فرمود با صد مهربانی



بگو محشر سنِ آغازِ تصنیف

روانِ گلشنِ شیرین بیانی

۱۳



قطعه تاریخ

منظومه کمترین و نحیف عاصی سید عبد اللطیف عقل تخلص عفی عنه

شفیق و دوستم خواجه میا الست — دُرِ دریای والا دودمانی

سریر آرای ملکِ علم و دانش   طرب افزای بزمِ نکته دانی

هژبر بیشهٔ فضل و شجاعت   نهنگِ بحرِ عالی خاندانی

بهارِ گلبنِ باریک بینی   نهالِ گلشنِ شیوا زبانی

گلِ نورستهٔ گلزارِ بینش   خوش آوا بلبلِ شکرفشانی

ایا هستی تو در فضل و بلاغت   حکیمِ اوّل و سحبانِ ثانی

تو هستی درة التاج فصاحت   توئی اورنگ زیبِ شعرخوانی

هماره در زمین شعر و اشعار   مضامینت نماید باغبانی

همیشه طایرِ مضمون بذهنت   همی ماند چو مرغِ آشیانی

کنی از صارمِ کلکِ جهانگیر   بمیدانِ سخن کشورستانی

نه چون سازند افکارِ بلندت   باورنگِ سلیمان همعنانی

کلامت هست ضربِ رایج الوقت   که اقلیمِ سخن را قهرمانی

ق

تو چون از خوانِ پر الوانِ دیوان — نمودی عالمی را میهمانی

خلایق را از آن شهدِ گلوسوز — رسیده نوبتِ عقد اللسانی

کلامت بر زبانِ نکته چینان — نماید کارِ تیغِ اصفهانی

تو پیشش بر زباندانی چه نازی — مکن ای مدعی این لن ترانی

نه زو گوی سبق بُرد از طاقت — چه ایرانی و چه مازندرانی

ز مضمونهای اشعارِ تو شاد است — روانِ شاعرانِ باستانی

غزلهای تو گر حافظ شنیدی — بیادِ خویش بنهادی زبانی

حزین سرور گشتی از کلامت — بشهرِ خویش سرخوش دهقانی

هم از آوازهٔ نظمِ بلیغت — فغانی بر خاست در گورِ فغانی

بود حسان ز تو ممنونِ احسان — مریدِ تست پیرِ دهقانی

بعلم و فضل و خلق و جود و شفقت — کنم چندانکه وصفت به ازانی

بگوید خلق دیده روی خوبت
که بستر خلق را خود ترجمانی

بود حلقه بگوش حضرت تو
نوازش لطف و احسان مهربانی

ببذل بیحدی دریای رحمت
بحسن خلق بحر بیکرانی

گلی از گلبن اشفاق هستی
بباغ دوستی سرو روانی

بشرق سینه اخلاص مندان
نماید مهر تو ریشه دوانی

نماید قابض الارواح حسرت
ببالین عدویت نوحه خوانی

باخفض عیش برخوردار باشی
زباغ پر بهار نوجوانی

خدا دارد ترا خرم بعالم
شود از خلق بدخواه تو فانی

بفضل خالق ارض و سموات
درین ایام با صد کامرانی

چو تدوین کلام خویش کردی
که ماند تا ز نام خود نشانی

بجا کردی که زیر چرخ دوار
کسی را نیست عمر جاودانی

چو تمام است گلزارِ خیالات — بود اسبابِ فرح و شادمانی

زهی گلزارِ بهاریکه تا حشر — مسلّم ماند از بادِ خزانی

غرض تاریخِ آغازِ کلامست — زنامش خود برآوردن توانی

پس اکنون سالِ انجامش بگوئی — هویدا گلبنِ باغِ معانی ۱۳۰۲ھ

وگر تکرار و تحقیقش نمائی — بگو- تحقیق بستانِ معانی ۱۳۰۲ھ

مکرّر چون کنی تفتیش گویم — که- جسم و پیکرِ شکّرفشانی ۱۳۰۲ھ

ز روی دوست هم مسموع گردید — که گفتا- روکشِ ارژنگِ مانی ۱۳۰۲ھ

الا ای دوست دیوانِ عزیزت — چو شد مطبوع بهرِ دلستانی

تعوّق مطبعِ ملکِ دکن یافت — ز بس بر چاپهٔ هندوستانی

بخطِّ خوشترش قرطاسِ مطبوع — سبق برده بهست بر بردِ یمانی

ز شرمِ صفوتِ گلکاریِ او — شده غرقِ عرق ارژنگِ مانی

شدند احقر بچشمِ نکته سنجان | دواوینِ قدیم و باستانی
برای سالِ ختمِ طبعش ای عقل | بگوئی - حاصلِ باغِ معانی ۱۳۰۳
مکرر چون دلم دریافت سالش | بگفتم - شوخیِ شیوا زبانی ۱۳۰۳ھ
چو شد خود دوستم مستفسر سال | بگفتا مصرعِ کامل بخوانی
لهذا امتثالاً گفتم اورا | توانی معدنِ گوهر فشانی ۱۳۰۳ھ



دگر گفتم سرِ اعدا بریده
بهارِ دوحهٔ باغِ جوانی ۱۳۰۳ھ



ایضاً

بلطفِ ایزد دیوانِ دو بست بعد از طبع | خوشا ز مطلعِ مطبع چو مهر کرد طلوع
بخوانی ار چه گلستانِ بی‌خزانش سزاست | کدام نکته درو نیست از اصول و فروع
هم از بلاغتِ او فاضلانِ شهر و دیار | نموده خم سرِ تسلیم از خضوع و خشوع

ثنای او متحتّم بنکته سنج انسق
چنانکه حاسد را حرف گیریش ممنوع

زهی خجسته کتابیکه در تعرض او
زبان حاسد بدبین چو کلک شد مقطوع

دلا تفرج قلب است غایتش دانی
که این حدیقه پی انبساط شد موضوع

بود نصیب حسودان او پریشانی
خداش دارد دایم بخاطر مجموع

لباب دولت دنیا مگر بود مخزون
درا که عارف و عامی همی خرند بطوع

بفور طبع شده منقسم بهفت اقلیم
از آن ز دست بدست است از کمال شیوع

بگفت عقل چنان سال انطباع او
کلام دوست بپیرایه طبع شد مطبوع
۱۳۰۳

کنون کنی بدعا ایدل اختتام کلام
چنانکه قطعه بوصف کتاب است شروع

همارہ جهانش محکوم باشد او حاکم
زمانه تابع فرمانش باشد او متبوع

ایضاً

مشفقی و دوستم خواجه میان
کان سرآمد است غزل و نعت گوست

فاضل و عالی خصال و نکته سنج
با دل و دریا نوال و نیکخوست

کرد تدوینِ غزلهای خودش
غلغلش در ربعِ عالم چارسوست

سرخرو هستند احبا زین نوید
دشمنانِ نکته چینش زرد روست

سالِ تاریخش نوشته کلکِ عقل
فرح افزا طبع شد دیوانِ دوست

۱۳۰۳ھ

ایضاً

چو شد طبع تصنیفِ خواجه میان
بجان شد خریدار خلقِ خدای

خرد گفت تاریخِ طبعش به عقل
بود در روش گلشنِ دلگشای

۱۳۰۳ھ

ایضاً

دوستِ من آنکه نامِ نامیش خواجه میناست
یافت از کلکِ گهر سلکش چو دیوان اختتام

گشت آن مطبوعِ طبعِ خلق بعدِ انطباع
شهرهٔ صیتِ شهرتش شد تا شهرهای روم و شام

زین نمط از مطلعِ مطبع بر آمد بعدِ طبع
می بر آید از سحابِ تیره چون ماهِ تمام

شد سوادِ چشمِ حور العین سوادِ این صحف
چاپِ او چون گوهرِ غلطانست بر سنگِ رخام

آنچنان چاپیکه مثلِ انطباعش تا کنون
نامده باشد بچشمِ گنبدِ آئینه فام

گر کنی نظارهٔ دیوانش اینجا بند حور
بر کلامِ دوست هرگز نیستت جای کلام

بهرِ سالِ اختتامِ انطباعش گفت عقل
طبعزادِ دوست شد مطبوعِ عالم والسلام
۱۳۰۳ھ

قطعه تاریخ طبع ریخته کلکِ گوهر سلک عالیشان رفیع المکان جنابِ شیخ منوّر جهان صاحب دام افضاله داروغهٔ تعمیرات مدار المهام سرکار

یافت دیوان دوست چون تکمیل — شاد دلهای منتظر گردید

طبع گشته ز مطلع مطبع — یکبیک چون هلال عید دمید

خوش گلاسیکه تاکنون بجهان — هیچکس مثل او ندید و شنید

بتماشاے آن گل خوبے — نیکخواهش بخویشتن بالید

مگر از غیش رشک او حاسد — وای برخود چو مار می‌پیچید

ز حروف سیاه خط خوشش — که بقرطاس صاف هست سفید

ریخته همچو ژاله شبنم — بورقهاے پاک مروارید

نهر گویا بگلشنے ست روان — کاتبش جدولے بران چکشید

نقش از رنگ دیده از غیرت — کلک بشکست و پشت دست گزید

کرده گلکاریش نظر مانی — حسرتش در جگر چو خار خلید

کاش بهزاد این زمان می‌بود — دست نقاش تا که می‌بوسید

الغرض هر کسی ز من جرم
سنهٔ انطباع می پرسید

من هم از طبع عالی خویشم
متقاضی شدم بحبث مزید

پس ز روی امید بلبل دل
به هزاران سرور و فرح و نوید

به منور جهان بگفت که گوی
گشت مطبوع گلشن امید ۱۳۰۳

ایضاً

بتدوین اشعار خواجه بیان
چه سلک گهرهای مقبول سفت

منور جهان سال تاریخ او
بشد گلشن عشق مطبوع گفت ۱۳۰۳

قطعهٔ تاریخ

طبعزاد سعادت نهاد اخی تو و دنیا و محبت فرمای مزید ابو سعید صاحب متخلص سعید

حبذا این زمان برادر من — از عنایات و فضل رب مجید

کرد تدوین طبعزاد خودش — که بود مثل سلک مروارید

بهر قفل قلوب منقبضان — شعر او ز انبساط هست کلید

سرخرو دوستان شدند از آن — وز دل بدسگال خون بچکید

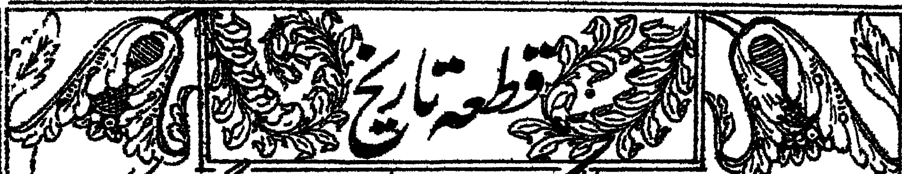
شد چو جویای سال او خلقی
دوست دیوان نوشته - گفت سعید
۱۳۰۲ھ

قطعهٔ تاریخ

چکیدهٔ قلم محبت رقم تابش مظهر محمد سرور صاحب تخلص سرور

چونکه دیوان دوست شد ترتیب — بحصولش زمانه شد جویان

سال تاریخ او بگو سرور
بوستان سرور گلرویان
۱۳۰۲ھ



قطعهٔ تاریخ

از جناب مولوی سید عبد الکریم صاحب ولد سید حمید صاحب سونگهروی الکٹکی البنگالی

بنای طبعزادِ دوست ایدون — چو شد تعمیر با صد کامرانی

ز ارض آوازهٔ اوصافِ او شد — بگوشِ ساکنانِ آسمانی

کلامِ دوست یعنی گشت مطبوع — بطبعِ پاک و صاف شایگانی

حسودانش همه پابندِ رشک اند — رفیقانش بفرح و شادمانی

تسلسل دوستداران راست دایم — هم از دورِ مدامِ ارغوانی

مگر از رنجِ حسرت بوده باشد — که شد روی حسودش زعفرانی

چو فکرِ سالِ ختمِ طبعِ دیوان — شدم ناگه بسرِ پیش آسمانی

بمن از راهِ الطاف عنایات — سروده اینچنین فرخنده رسانی

کریما گوی سالِ ختمِ طبعش — که قصرِ کشورِ شیوا زبانی

۱۳۰۳ھ

قطعه تاریخ طبع از شاعر شیرین مقال ناظم نازک خیال جناب مولوی محمد احمد رضا صاحب آزاد

سیدم خواجه که مخدوم من است — لطف فرما و محب جانی

کرد تصنیف کنون دیوانی — شد از و لطفِ سخن ارزانی



فکرِ سالش چو شد آزاد بمن

گفت هاتف — سخن لاثانی

۱۳۰۲ھ



ایضاً منه از صنع تخرجه بابت طبع دیوانِ موصوف

چونکه دیوان وست مطبوع — گلِ رخِ خود ز غنچه تنش بنهفت

کرد وصفش دلم کماهی آزاد — دولتِ تمیز و ادا [illegible]

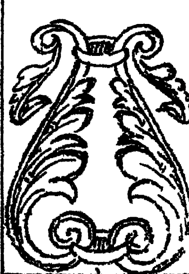
سال او خواستم ز غنچه دل — او نخستین مثال گل بشگفت



سرِ اعدا بریده من بعدش

طبع شد گلشن لطافت گفت

۱۳۰۳ھ



خمسہ مصنف

بر غزل مشہور صبا لکھنوی استاد مصنف

خمار آنکھوں میں ہے اوسکی نگاہِ ناز پرور کا | رخِ رنگیں سے جسکے گر دیا رتبہ گلِ تر کا

لبِ لعلیں پہ دھوکا صاف ہے یاقوتِ احمر کا | تصور ہنسنے میں ہے دُرِ دندانِ دلبر کا

بنے تارِ نظر رشتہ نہ کیونکر سلکِ گوہر کا

وہ سنگیں دل ہے کچھ مجھپر نہیں افسوس کرتا ہے | فلک بھی سختیِ ایام پر آنسو بہاتا ہے

ہر اک ضرب نئے انداز کی ہر روز کھاتا ہے | کڑی کہتی ہیں کسکو یہہ نئی چوٹیں اوٹھاتا ہے

گماں ہو شیشہ دلپر نہ کیوں اوس بت کو پتھر کا

کبھی صورت نہ دیکھی عشق کے ہاتھوں سے راحت کی | سدا لیل و نہار اپنے بپا آفت پہ آفت کی

کہونگا پھر کہانی دوستو شبہاے فرقت کی | شبِ وصلِ صنم کی صبح [illegible]

ستارہ صبح کا مجھکو ہوا خورشید محشر کا

تصور میں دُرِ دندان کے مدت تک بہت روئے
بنائیں اشک کی لڑیاں کھلے عقدے نہ مطلب کے
صبوری کو مگر اے دوستو ہم رست کہتے تھے
ملا ہے بوسۂ دندان جاناں ضبطِ گریہ سے

کیا جب خشک دریا تب پتا پایا ہے گوہر کا

خزاں کہتی ہے رنگِ دہر کو پہچان اے گلچیں
بہارِ باغ ہے دو روز کی مہمان اے گلچیں
بجا صیاد کی کاوش ہے کہنا مان اے گلچیں
گئی ہے جان اسکی عشقِ گل میں جان اے گلچیں

کفن بلبل کو دینا چاہئے پھولوں کی چادر کا

گہن جب گھیر لے مہتاب کو گم کیوں نہ طلعت ہو
قرینِ ظلمت جو پہنچے نور کیونکر نہ عبرت ہو
مسافر کو بھلا اندھے کنوئیں پر خاک راحت ہو
تری چاہِ ذقن پر دیکھکر خط کیوں نہ حیرت ہو

اوتارا منزلِ بے آب میں دیکھا نہ لشکر کا

ہر اک کو کب بھلا ملتی ہے یہ راہِ عشق اے زاہد
نہیں کچھ خالِ چہرے سے یہ تہمت آتی ہے شے زاہد
جو رشد و دل میں کرتے ہیں وہی ہے یہ طرز زاہد
دلِ سیہ میں ہو کیونکر جلوۂ معشوق اے زاہد

گزر ہوتا نہیں ظلمات میں خورشیدِ انور کا

خیالِ یار میں یوں تو سبھی دن رات رہتے ہیں
جو عاشق ہیں وہی ہی کرتے ہیں ضبطِ اندوہ سہتے ہیں

ابھرتے ڈوبتے ہیں بحرِ آفت میں بہتے ہیں
اری دیوانو غل کرتے ہو کیوں عشق اسکو کہتے ہیں

نہ قمری کے گلے سے طوق بعدِ مرگ بھی سرکا

بھلے کا اور برے کا حال کیا اچھا برا ٹھہرے
بھلا در اصل وہ ہی جو بھلا پیش خدا ٹھہرے

تامل سے جو دیکھا تو کچھ بھی کم سوا ٹھہرے
میری آنکھوں میں یکساں نیک و بد دونوں سدا ٹھہرے

انہیں پلوں میں وزن ہے برابر آہن و زر کا

خیالِ وضع رہتا ہے سدا اربابِ ہمت کو
وہ دشمن سے بھی کم کرتے نہیں خلق و مروت کو

سمجھتے ایک ہیں ہر حال میں ایذا و راحت کو
حذر جس سے رہتا ہے ہمیشہ پاک طینت کو

نہیں ہوتا کبھی ملتا ر ان سے دانہ سبز گوہر کا

سخن سنجانِ معنی ہیں جو اربابِ فصاحت میں
سخن کو تولتے ہیں خوب میزانِ عدالت میں

سنا ہے دوست نے اپنی سخنگوئی کی نسبت میں — لکھوں طب پر تلنا اہلِ سخن میں تیری جدت میں

جہان میں عرف ہے مشہور تو مداح حیدر کا

قطعۂ تاریخ تعمیر مجددہٗ مکان عالیشان مصنف جناب شیخ منور جہان صاحب برادر مصنف دام فضلہ طبعزاد جناب حضرت مشہور صاحب استاد مصنف دام لطفہ

بنا نمود منور جہاں چہ قصرِ وسیع — صفاتِ اوست برون از احاطۂ تحریر

عجب سلیقہ شعار و متین و منتظم اند — نمود رشکِ ارم قصرِ کہنہ از تدبیر

دران چہ حوضِ مصفا وسیع کرد بنا — بگو کہ چشمۂ کوثر بارض شد تعمیر

ضیا نقش طرازی و فرش دیدہ — رود سپہر بگردش مدام مہرِ منیر

چنان بنائے مکان با مکین مبارک باد — شود اضافۂ تنخواہ و منصب و جاگیر

بحقِ پنجتنِ پاک و چار دہ معصوم — مدام میمنت او را کند خدائے قدیر

چہ خوب سالِ بنایش رقم زدہ مشہور — مکان کہنہ و عالی بطرزِ نو تعمیر

۱۳۰۳ھ

قطعات تاریخ

بمیلاد سعادت بنیاد مہر سپہر شرافت ماہ سمای نجابت گوہر کان حشمت

جوہر آئینہ بخت بلندی درۃ التاج کامگاری واسطۃ العقد نامداری

بدر برج کمال دُر درج جمال مہر طلعت ماہ جبین برخوردار نیک کردار میان

سید شرف الدین اطال اللہ عمرہ وزاد قدرہ خلف الصدق جناب

معلی القاب مصنف ہذا الکتاب محب جمیع اخلاق منبع اشفاق کرامات آثار

عنایات آیات زمن سید خواجہ میان صاحب تعلقدار جاگیردار

حیدرآباد دکن تخلص فردوست نتیجۂ فکر نحیف عاصی سید عبداللطیف عفی عنہ

ستایش بیحد و منت مر خدارا
که طوطی زبان را کرد گویا

بگلہا آب و رنگ تازہ در داد
بر آنہا بلبلان را کرد شیدا

بنونہالان لطف دار و پری داد
دگر رجحان بر غلمان و حورا

صدف را دُرِّ انور در شکم داد — بصلبِ مخلصم طفلی مهیّا

زهی مهوش که دارد حسنِ یوسف — برو عالم شدا مثلِ زلیخا

ق

لبِ شیرین اگر وقتِ تکلّم — بجنباند چو طوطیِّ شکر خا

نماید سلکِ دُر در کانِ یاقوت — بماند معدنِ لعلِ گهر زا

تعالی الله اقبالش که در حسن — گرفت از ماه رو از مهر سیما

مسیحا وار در گفتار جانبخش — نماید حشر از رفتار پیدا

وجودِ نازکش از عینِ خوبی — بچشمِ دوستان چون جان در اعضا

بعالم شهرهٔ از وصفِ آن ماه — چه هند و سنده و چه ترک و بخارا

چنین طفلی بعالم دیده باشی — تو خود منصف شو ای حاسد خدا را

نخواهی یافت در عالم مثالش — اگر یابی مگر یابی هم او را

برای سالِ میلادش چو گردید — دلم در ساحتِ اندیشه پویا

بگفتا عقل فکرم را کہ گوئے

در آمد شاد شرف الدین بدنیا

۱۲۹۶ھ

ایضاً

بباغِ تمنای خواجہ میان
گلی تازہ از فضلِ یزداں شگفت

زہی طفلِ عالی نسب خوش نصیب
بتحسین طاق و بتعریف جفت

زدل باد کش کن ہوا خواہِ او
چو در مہدِ راحت بآرام خفت

بجای قدم نہہدن آن نورِ عین
کہ جاروبِ مژگان چو آنجا نرفت

ق

بہ بدخواہِ او گوی کز خوشدلی
چہ اندر ظہور و چہ اندر نہفت

بدست آر نقدِ نکو خواہیش
کہ اینجا متاعِ گرانست مفت

چو شد عقل را فکر تاریخ سال

دلم۔ طفل خواجہ میانست۔ گفت

۱۲۹۶ھ

ایضاً

محفل خاص خواص میلاد دو شه آراستند ... | شاه دنیا ... عدل ... گیتی

بعد میلاد دو شهزاده ... از لطف حق | دختری نیک اختر ... داد ...

در بیان حقیقت آن نام ها ... | بر صفحهٔ تاریخ ... گفتم شد ... نقش

در شأن شان نقش گر ... یکدیگر زبان | گر دو ماه ... چنین ... هم ...

ماه ما بهر یکی ... گوی ... | بلبل از اخلاق ... همه ...

هم با عدد ایشان بگو ... | ... آید ... مردی

سال آن هر دو بلند اختر چنین بنوشت عقل

آفتاب برتری و ماهتاب خرمی

۱۲۹۹ ۱۲۵۹

قطعات

تاریخ میلاد خجسته نهاد آفتاب فلک نجابت و نجیباری ماه آسمان شرافت

نامداری لخت جگر و قرة العین برخوردار میان خورشید احمد حسین طال عمره
خلف الرشید عالیجناب معلی القاب لطف فرمای محبان خلوص اتصاف
کتاب باشند خواجه میان صاحب تعلقدار جاگیرات ملک عزاد رشید عبد اللطیف عفا عنه

خداوند عالم بخواهر بیان
عطا کرد از لطف فرخ و نور عین
چو جو تاریخ گردید عقل
فلک گفت خورشید احمد حسین
۱۳۰۱ھ

ایضاً

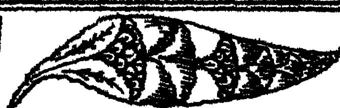
دلا غلغل جشن میلاد پور	بکاشانهٔ مخلصم بیکرانست
زهی طفل فرخ رخ و مهروش	کزو داغ بر دل مه آسمانست
خوشا صورت او که اقبال و جاه	ز پیشانیش آشکار و عیانست

غرضِ مہر تاریخِ احباب را | زفرح و طرب گفتگو در میانست

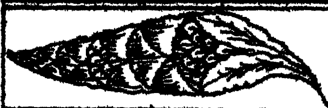


پژوہیدم از عقل چون سالِ او
بگفتا — ولیعہدِ خواجہ میانست
۱۳۴۰ھ





ایضاً



اندنون خواجہ میانصاحب کو
رب نے فرزند عطا فرمایا

چہرے مین غیرتِ ماہ انور
مہر بھی جسکی ہی صورت پہ فدا

حسنِ صورت مین ہی بیعیب و نظیر
حسنِ معنی مین بھی ہی بے ہمتا

حسنِ معنی کی یہ معنی ہی جناب
یعنی اقبال مین ماشاء اللہ

بخشے اللہ اوسے عمرِ خضر
رہے سرسبز بباغِ دنیا

والدین اوسپہ رہین سایہ فگن
اور اونپر بھی رہے ظلِّ خدا

سرخرو دوست رہین اونکے سبھی
شمع سان جلتی رہین سب اعدا

الغرض سالِ تولد کے لئے — متجسس جو ہوئی عقلِ رسا

چرخِ چارم سے مسیحا نے کہا

ہی یہہ خورشیدِ حمل نو پیدا

۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ

تہنیتِ اجلاسِ عالیجنابِ معلی القاب نواب مکرم الدولہ بہادر بر مسند صدر المہامی مالگزاری از نتیجہ کمترین و نحیف سید عبد اللطیف متخلص عقل برای یادگار درین دیوان مشفقی مکرمی و استادی قلمی گردید

صدرِ آفاق و مصدرِ اکرام — دارد ش جاودان خدا مسرور

رام گشتہ ز خلقِ او خلقی — عالمی شد ز جودِ او معمور

ابرِ احسان مکرّم الدّولہ — لطف فرماست [illegible] بحور

معدنِ فیض و مخزنِ افضال — منبعِ علم و حلم [illegible]

کرامت ظاهرست چون خورشید
رحمِ عالم بسینه ات مستور

ماهِ تابانِ آسمانِ هستی
مهرِ هستی که عینِ عالم نور

شاد باشند خیر خواهانت
همه اعدای جاهِ تو مقهور

وقت خوش آنکه پیشِ تو باشم
روز آن به که بگذرد بحضور

میکند جلوه مصرعِ تاریخ
طورِ تو شیخ گر شود منظور

عقل روز و شب است شاکرِ تو
تو هم از لطفِ خود کنش مشکور

ایضاً

بتهنیتِ عیدِ اضحی برای نوّابِ ممدوح

بحمدِ الله و افضالِ حبیبش
که آمد عیدِ اضحیه بعالم

خلایق جمله چه ادنی چه اعلی
بدورِ فرحت مسرور و خرّم

بعهدِ عدل و هدایت بهشت یک | خلایق ز انقلاب چرخ مخصم
بمن فرما کنون الطاف اکرام | که عالم را بگه گیتی کرد و برهم

بگفتم از سرِ امید تاریخ
مدارِ دولت وصید مکرم
۱۲۹۶ ھ

قطعات تاریخ

ولادت باسعادت برخوردار سعادت آثار محمد حسین خان بهادر پسر فرزند دلبند عالیجناب نواب پیر سبحان خان بهادر دام اقباله حال یادگار که تواب الصاحب اندرون بیرون بلده از نتیجهٔ فکر نحیف عاصی سید عبد اللطیف عفا عنه برای یادگار درین دیوان مندرج شد

بعد از ثنای داورِ دادارِ انس و جان | گویم با عشق مدحِ خدایگان
مجموعهٔ مکارمِ اخلاقِ بیحساب | دیباچهٔ محاسنِ اوصافِ بیکران

این بیت سه سخن دوست بحرف تهنیت کردم

دارا است بشکوه چو لقمان بفطنت

رستم برزم حمله او چون نگه کند

بیند چو گرم تابی آتش حذر کند

افزون بود همی بدش از حد و هم

فرزند نیکبخت مبارک لقا شد او

خورشید منظری که ز انوار دید او

یارب نگاه دار تو این ماهروی را

تا عالم لطف خویش بسازش بهر کمال

سرسبز و سرخرو چو گل و گلبنش بدار

عمر خضر حواله او کن بفرخی

جستم چو سال خیر مآل ولادتش | آمد ندا ز سروش بگوش جان
کاعداد جمع کن ز دو بینات را | از نام او که هست محمد حسین خان
هست از تأثیر برکات وجود او | این نکتهٔ غریب که شد بر دلم عیان

آورده است عقل به پیش تو تهنیت
افتد اگر قبول تو خود دولتیست آن

ایضاً

مظهر لطف میر صبحان خان | که بشهر است نامی و مشهور
حق بپایت ز فضل خود داد | پسر نیک بارخ پر نور
بر جمالش نظر چو می افتد | می شود رنگ مهوشان کافور
این دعا هست بر زبان جهان | یارب از چشم زخم دارش دور
نیک خواهان حضرتش بادا | احمر اللون ز انبساط و سرور

باز اعدلے جاہ و حشمتِ او — در غم و حزن و ہم الم رنجور

چون فتادم بہ بحرِ فکرِ سخنش — بر زدم دست و پاے تا مقدور

بسکہ تاریخ عیسوی ز سروش — گشت مسموع - غیرتِ مہ و ہور

۱۸۷۲ء

ایضاً ہجری و عیسوی

پیر سبحانخان بہادر بفضل کردگار — چون عطا تابندہ رو طفلی بشبل ماہ گشت

صورتاً ہجری و معناً عیسوی آمد سنش — بود مولد یکہزار و دو صد و ہشتاد و ہشت

۱۸۷۲ء

ایضاً

پیر سبحانخانِ عالیشان — گر خرد نسرورِ زمانہ بود

داد خالق کنون پسر او را — کہ بہر جاے ز و فسانہ بود

از خرد سالِ عیسوے جستم

کرد القا چراغ خانہ بود

۱۸۷۲ء

قطعۂ تاریخ

میلاد نیک نژاد سعادت قران نجابت قرین برخوردار رشد آثار میان
محمد ظہور الدین طال عمرہ خلف جناب محمد حسین صاحب مہتمم کوتوالی لطفہ ادام

بمحمد حسینِ عالیشان — داریما ہست فضلِ ربِّ مجید

مثلِ او در جہان بخلقِ حسن — فلک از چشم مہر و ماہ ندید

حبذا کو بپای عقلِ رسا — تا باین پایۂ رفیع رسید

سرخرو خیرخواہِ او بادا — بدسگالش سیاہ رو چو یزید

الغرض کردہ در شبستانش — مہ لقائی طلوع چون خورشید

شہرتے شد کہ در وجود آمد — خلف الصدق یعنی پورِ رشید

از عنایاتِ رب دوامش باد — شب شبِ قدر روز روزِ عید

سایۂ والدینِ او بادا — برسرش جاودان طویل مدید

بهرِ تاریخِ سالِ مسیحِ آن مولود | [illegible] فکرت [illegible] از [illegible]

ناگهان گفت ملهمم که بگو

ز محمد شد ظهور دین جاوید

۱۲۹۸ھ

ایضاً

بالطاف فرمای ماذو الجلال	عطا کردند فرزند یوسف جمال
ز رشکش بود مهر در اضطراب	که طالع شده غیرتِ ماهتاب
چه بندم بوصفش کمر بر میان	که گر دید کلکم بریده زبان
غرض بهر تاریخ میلاد او	نمودیم چون از خرد گفتگو

بگفتا سن عیسوی بر محل

که پیدا است خورشید برج حمل

۱۸۸۰ع

ایضاً

عطا کرد ایزد پاک اندرین سال دل — بجد و حسام جگر بند خوش خصال

قلوب اهلبیت و والدینش — شده زین شادمانی خرم و خوش

بفکر سال بودم ملبل هوش — بگفت از من که گل گفتا ز من گوش

چو میخواهی که تاریخش بدانی

گل باغ مراد — آنرا بخوانی

۱۲۹۸

ایضاً

باشفاق قدمهای ذوالمنن — عطا کرد از فضل خود نور عین

چو خواهی که تاریخش از ره هوش — برآری بالفاظ با زیب و زین

(۵)

پس از صنعت بینات و زبر

بگو — نور چشم محمد حسین

۱۲۹۸

قطعات

تاریخ تولد فرزند بخت بلند برخوردار میان شیخ صالح عبّادی حاجی سلمہ
خلف الصالح جناب شیخ عبدالرحمن صاحب عبّادی ہاشم کوتوالی سلمہما اللہ

از نتیجہ فکر مصنف

چو در دولتسرای عبدِ رحمن — یکایک شد مہِ امید طالع

جہانرا از سرِ نو خرمی شد — کہ گردید این ہلالِ عید طالع

عزیزی کز علوِ احتشامش — ز بس بر خویشتن بالید طالع

منجم از فرح شد نیک بیخود — خوشش در زایچہ چون دید طالع

برشکِ طلعتش بودند گریان — ببختِ دشمنان خندید طالع

ببزمِ دوستان ناہید پاکوب — ہم از خورم دلی رقصید طالع

شدم در فکرِ سالش سر بزانو

فلک گفتا — زہے خورشید طالع

۱۲۹۹ھ

ایضاً

هشتم صاحب از عطای خدا	پسری یافت ہمچو صورت بدر
سالِ میلاد گوای دوست	خلف الصالح عزیز القدر ۱۲۹۹

ایضاً

حبذا نور چشم محمد وحسیم	کز وجودش بعالمی شادیست
سال او دوست اینچنین بنوشت	ولی خاندانِ عبّادیست ۱۲۹۹

ایضاً

چون خداداد عبدِ رحمن را	خلف نیک مشتری طالع
مشتهر شد در اغنیای عرب	سال او - صالح غنی طالع ۱۲۹۹

ایضاً

اندنوات پسری خوش اخلاق کرمفر ماکو	بخشا خلاقِ جہان کی پسر راحت جان

تہین کس شہر مین ہی وصف کا اوسکی شہرہ
عرب شام و بدخشان عجم و ترکستان

داغ رشک اوسکا فقط ماہ کی دلپر ہی نہین
بلکہ ہی مہر فلک آتش حسرت مین تپان

حسن پایا وہ خدا داد کہ ماشاء اللہ
صدقی ہین حج رجو اوسپر تو ہین غلمان قربان

صوری و معنوی اوصاف سے ہی موصوف
اوسکا اقبال ہے اوسکی ہی جبین تابان

اوسکی احباب سبھی خوش رہین اعدا مغموم
اوسکو اللہ کہے مہد امان مین شادان

سال میلاد مین کلک خرد دوریاندیش
جستجو کرنی لگا اور ہوا سرگردان

کوبکو غلغلہ اوٹھا یہہ جہان مین ناگاہ
آیا آیا خلف الصالح عبد الرحمن

۱۲۹۹

دوست را خلعت جسنت عطا کرد فلک
احسن اللہ علینا و علیکم بالشان

تاریخ عیسوی

درین اثنا کرمفرمای مارا
عطا فرمود رب طفلی مہتا

صلاحش از جبین چون گشت مفهوم
بنام شیخ صالح گرد موسوم

زهی گردید پیدا آن نکوچهر
که باشد بر رخش شیدا مه و مهر

بعشقِ روی آن مهرِ درخشان
بگردش دایما گردونِ گردان

خزف همسنگِ پیشش دولت و مال
غلامِ زرخریدش همت اقبال

ز رویش طاقتِ جسمیست روشن
مگر خواهد شدن مثلِ تهمتن

فقط تفریحِ میلادش کجا نیست
که عالم را سرور و شادمانی است

بر والد گهی آن طفلِ خندان
چو پیشِ ماه باشد نجم رخشان

گهی اندر کنارِ مهر مادر
در آغوشِ صدف چون طفلِ گوهر

خداوندِ دو عالم خوش رم و خویش
[illegible] میانِ والدینش

کنون در بحرِ فکرت فتادم
که تا تاریخِ سالِ عیسوی نام

بکف آرم چو در زین بحرِ زخار
که باید گفتن آن [illegible]

فلک گفتا کہ ہست این طفل گویا
ہلالے در مہ و خورشید یکتا
۱۲۹۹

ایضاً

درین ایام صاحبزادهٔ ما | کہ دایم بر سرش ظلِ خدا باد
زبطنِ مام تابید از سرِ اوج | چو خورشید حمل در حیدراباد
باقبالش ز حق بادا اعانت | ہم آمین از ملک از ما دعا باد

دعاءِ عیسوے تاریخِ میلاد
بگو — روشن چراغ مدعا باد
۱۸۹۲

ایضاً ہجری و عیسوی

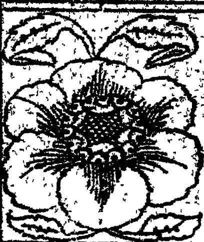
شیخ صالح چو در وجود آمد | رفت یکسر ز عالمی شومی
از رخش چشمِ دوستان روشن | لیک بدخواه راست محرومی

هرکه دیدش سخن آمد از دهنش	چه عراقی چه شامی و رومی
ها همت پیدا ـ سعادت لیلی ۵۸۳	بر سر ـ نور چشم مخدومی ۱۲۹۹

۶۸۸۲



سالِ هجری و عیسویش را
بچه صنعت ببین که شد رومی





قطعاتِ تاریخ



رحلت مسماة چاندبی مرحومه غفر الله لها از نتیجهٔ فکر مصنف

چون بیست وسوم ماهِ صیام	چاندبی شد جرعه کش از جوی خلد



سالِ ترحیلش چنین رضوان بدوست
گفت ـ روی چاندبی شد سوی خلد
۱۳۰۰ھ



ایضاً

آه در بیستِ سوم از ماهِ صوم	چاندبی شد سوی جنت از خوشی

از در فردوس ز رضوان ندا
شد بسوی خلد روح چاندبی

ایضاً

چونکه در بیست و سوم مه صوم
چاندبی جنت نشیمنش بست

از فلک آمد این ندا کای دوست
برج جنت مکانِ چاندبی است

متفرقات

اگر ابر اراذل بر سر مزرع گهر بارد
افاضل را نشاید تخم امید اندران کارد

که نخلش دوستی غیر از باختر بر نمی آرد
دونان از منت دونان سنان بر سینه میدارد

سنان بر سینه اولیتر نه از دونان دونان خوردن

بقانع خاک سوزان لذت خاگینه میدارد
مگر بر سفره از ذل غزه بخنی نمیدارد

دل من یاد شمع شاعر دیرینه میدارد | دونان از منت دونان سنان بر سینه میدارد

سنان بر سینه اولیتر نه از دونان دو نان خوردن

کسی از جوع اگر زخمی عیان بر سینه میدارد | نشان از غم که لطف رب نشان بر سینه میدارد

تفضل باد آنکه طعن ناکسان بر سینه میدارد | دو نان از منت دونان سنان بر سینه میدارد

سنان بر سینه اولیتر نه از دونان دو نان خوردن

ز ناکس خواهش احسان سنان بر سینه میدارد | بخواهش نعمت الوان سنان بر سینه میدارد

ز دستش شربت حیوان سنان بر سینه میدارد | دو نان از منت دونان سنان بر سینه میدارد

سنان بر سینه اولیتر نه از دونان دو نان خوردن

قناعت عیش و عشرت برتر از شاهنشهی دارد | ز قید بندگی آزاد چون سرو سهی دارد

ولیکن طاعت کم ظرف قهر ایزدی دارد | دو نان از منت دونان سنان بر سینه میدارد

سنان بر سینه اولیتر نه از دونان دو نان خوردن

کسی کز آتش فاقه چو مجمر سینه میدارد | بماند سرخ رو کو چون گل تر سینه میدارد
که چشم از سفلگان صد نشتر در سینه میدارد | دونان از منت دونان سنان بر سینه میدارد

سنان بر سینه اولیتر ز از دونان دونان خوردن

سراسر نصرت دونان سنان بر سینه میدارد | یقینا الفت دونان سنان بر سینه میدارد
مقرر نعمت دونان سنان بر سینه میدارد | دونان از منت دونان سنان بر سینه میدارد

سنان بر سینه اولیتر نه از دونان دونان خوردن

گر سینه ناز بسیم و زر و پشمینه میدارد | بدست خویش گو یا بوزنه آیینه میدارد
ولی عاقل بحالش خواهش قلبی نه میدارد | دونان از منت دونان سنان بر سینه میدارد

سنان بر سینه اولیتر نه از دونان دونان خوردن

شعر

سخنان طرب فزای دوست | هم بدشمن فتد پسند نکوست

قطعهٔ تاریخ

وفات حسرت آیات پیر و مرشدی مقبول بارگاه صمد حضرت

سید شاه محمد عرف سید شاه صاحب میان قدس سره

واحسرتا دریغا که درین زمانه | بر بستر لحد چون خوابید شاه صاحب
از انبساط خاطر روحش قصر تن شد | حور و قصور جنت چون دید شاه صاحب

تاریخ رحلت او هاتف به دوست گفتا
الذین بسوی جنت گردید شاه صاحب
۱۳۰۳ھ

ایضاً

وا دریغا که ازین جای فنا | هادی ما ره جنت چو برفت

گفته این سال وصالش ای دوست
پیر ما هاست بخیر و بس برفت

ایضاً

حذر کن ازین مقام فنا | که اینجا هر آنکس که آمد برفت

چو گریان بزاید بخلق آدمی | ولی شاد و خندانش باید برفت

هر آنکس که دل بست اندر جهان | باندوه و افسوس بیحد برفت

ز اقوال و افعال بد از جهان | دریغا که غمگین نشاید برفت

ازین جای ویران مبارک کسی | که با توشه و زادِ زاید برفت

پس از سالها دتی بن الغرض | ازین پیش طاقِ زبرجد برفت

شد اندر لحد جسمِ پاکش ازان | سرِ مرقد از فرقِ فرقد برفت

نمیرفت جانِ عزیزش بخلد | مگر بهرِ عیشِ مخلّد برفت

بخلق آمد از کلمهٔ لا اله | باخر هم از قولِ اشهد برفت

چنان کامده بود پس همچنان | بقلب و زبان موکّد برفت

چو پیر الهی ودست تاریخ او | بگو سنوی هجری ... گفت

ایضاً

در دنیا چو میان شاه صاحب اقدس | وفات یافت که زان جهان امانش هست

مثال خیر خیر دشمن ز ذات ولیکن | کنون تجلی کجا ثانی و همانش هست

به حور عین لعو اختلاط روحش را | فنای جسم ازین بگذر وصالش هست

ز فوت او شده غمگین همه مریدانش | بپا کن الم عالم ارتحالش هست

غرض که طبع بتاریخ رحلتش خرد | بگفت اگر بتو علم حساب امکانش هست

بگوی صوری هم معنوی و تاریخ | ولی بصنع جدید از ترا خیالش هست

چه خوبی هم سنه عیسوی و هجری نیز | بهم رسید چو در مصرعی کمالش هست

بگفت دست زبان الم بر آورده

هزار و سه صد و سه سال انتقالش هست

۱۹۰۶ ۸۶

غزل در طرح

اگ بھیجا ہو جو مارے تاؤ کے
ڈھنگ نکلیں جس سے کیا ترتاؤ کے

منفری صحبت میں پھر آنے لگے
آئے پھر نزدیک دن بہکاؤ کے

قتل کے میدان کو دیکھ ذرا
کیا نظارے کرتے ہو پھر ٹکاؤ کے

غمزہ و ناز و کرشمے چھوٹے
ہو چکے اب دن تمھارے چاؤ کے

دل کے لہروں سے ہلی جاتی ہیں ہم
ہیں بچھونی پر جھکورے ناؤ کے

کس طرح مشکل عجب بسر کا رہے
قافیہ کہکر روی پہ بولاؤ کے

اوس نے کچھ اس ڈھب کی ہے گتھی پڑی
جو نہیں آثار کچھ سلجھاؤ کے

دل کی باتیں جانتے ہیں خوب ہم
کچھ کرشمے ہیں فقط دکھلاؤ کے

ہمنے زخمی اچھے ہی دیکھے نہیں
آجتک تیغ نگہ کی گھاؤ کے

اشتعال میں دل لگی ای دوست کیا
قافیے ہیں طرح کی او گتاؤ کے

تقریظ

ریختۂ کلک گہر سلک

کاملی کز اثر دانش او روشن شد — آنچه بر خلق جہان بد ز حقایق مستور

فکر بکرش تتق سرّ قضا را محرم — دل پاکش نظر لطف خدا را منظور

مَولانا الاعظم قدوة افاضل الامم كاشف المشكلات العقلية فاتح المغلقات النقلية مخزن النفائس مِن مباحثات الفروع والاصول مظهر الغرائب في مناظرات المعقول والمنقول اكمل هداة الايام ينبوع الكشف ومنبع الالهام افصح البلغاء ابلغ الفصحا اعلم الفضلاء افضل العلما

زُبدۃ اماجد النقبا قدوۃ اعاظم النجبا ملاذ

سادات الخافقین خلاصۃ ودائع ائمّۃ ارکان

فلکہ الثقلین مقتدی السادات ملجاء

ارباب السعادات مبارز محافل البحث و

التعلیم مبادر مضامین التلقین والتفہیم

مولانا مولوی سید عبد الکریم صاحب

سلمہ اللہ الواہب

سپہر سیادت سمای سعادت

با جداد او عز البطحی و یثرب

در بحر احمد گل باغ حیدر

باسلاف او فخر محراب و منبر

افاض اللہ علی کافۃ

العلماء الانام نتائج انفاسہ واضاء مصابیح

قلوب عظماء الایام بلوامع اقتباسہ

وهو هذا

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی شرف الادم بالنطق والحکم و علم بالقلم علم الانسان

مالم یعلم ۔ والصلوٰۃ الزاکیات علی من ذهب قصب السبق

بانا افصح العرب والعجم صاحب التاج والبراق والمعراج

والعلم ۔ کریم السجایا جمیل الشیم ٭ نبی البرایا شفیع الامم

وعلے حضرت اخیه باب مدینۃ العلم والحکمۃ المحکم احب الخلق

الی الحق من هذه الامم ومولی کل مسلم ومسلمۃ بلطف الاعم

سیدنا ابی تراب ابی الحسن المعظم والمحترم وعلے آله واصحابه

الذین مصداق اشداء علی الکفار رحماء بینهم علیهم مسلم

اما بعد بر ضمایر اولی العلم و فضل و هند و اصحاب

بلاغت و براعت پرورکه قلوبشان مقتبس اشعهٔ فیوضات

ایزدی و بطون نشان مستوفی پرتو لمعات سرمدی است

مخفی و محتجب مباد که دیوان بدیع البیان دوست

بصد تمناے دلی و دعاے سحری از مکمن بطون بمنصهٔ ظهور

جلوه افروز شده کلام المشهور و مشهور الکلامش پایهٔ شرف

شعر را از فرش تا عرش بسته و عذوبت بیانش قیمت

شکر از تبسم غنچه دهان شکسته قلت الفاظش از کثرت

معانی تضعیف بیوت شطرنج را دو اسپه مات داده و فور

مطالعهٔ دور غزلش بشایقین چون تسلسل وعدهٔ پیمان شکنان

موجی از بحر لطافت او- از چه روست که دانهٔ انارین
پستهٔ لبان مدام روپوش است آرے گونهٔ سرخی از
رنگین کلامش دزدیده اند- سبب چیست که شکر لبانِ
ترش رو بوسه را با دشنام ارزان سیفروشند شاید دقیقهٔ
گلوسوز آب تیغ حسن ادایش چشیده اند- وجه تشبیهش
آئینهٔ خیال را کالبدر عن الشمس بدو جهتین مستقبلی- واز
کمال تشابه مشبّه به مشبّه به چون روح بکالبد همشکلی- چون
خواجهٔ ما تیغ مهنّد در قبضه گرفت- سوادِ اعظم
نازکخیالی هومر و شکسپیر از قبضهٔ تصرّف بدر رفت-
هر چند دیوان آتش آتش است لاکن بیتے غزل پر کنش
کبک دری ست- اگرچه گویا گوے سبقت بگویائی ربوده

گم کجا افسون و کجا سحر سامری۔ نسخہ ناسخ منسوخ دگا خورد
کلام سودا در مذاق صفر ا ریختہ۔ از حکایت فراقش جہنم
جگر بریان و عرصۂ رستخیز لرزان و طپان۔ عبارتِ
ملخصش مختصر مطوّل و توضیح کلامش حاشیہ ایست بر اطول
لفظ او بیت و معنیش شہر است صفحہ اش بر و جدولش بحر است
من سرایم خود دیوان گویاست۔ مصنفش کیست۔ آن فاضل
بیمثل و متبحّر بیبدل۔ دولتش حلقہ بگوش نصرتش علم بردوش
ذو المجد و الہمم۔ عطارد رقم برجبین نشیم فص خاتم سخاو
کرم حاتم نوال خورشید جمال قمر خصال مریخ جلال بیخ صفا
نہال عطا غنچہ عزّ و علا رنگ و بوے مجد و اعتلا نورس
فضل و نہا تخم مروّت و وفا محیطِ حکمت بسیطِ عفت

ارکان شجاعت عمان شهامت ـــ بزرگ منصب و

والا نژاد و عالی رای و خجسته طالع و فرخ رخ و همایون فال

لیاقت و سعادت علی از طالعش عیان — شعشعهٔ اقبال نبوی

بر جبینش تابان ـــ خواجه کافی کفایت آنکه تا هش ثبت شد

[illegible] از دامن آخر زمان — با وجود تعلق و کثرت [illegible]

[illegible] پرستان هر آئینه با آئینهٔ وحدت آشنائی [illegible]

[illegible] که راست گویان را در محفلش [illegible]

[illegible] حدیقه انتصا — [illegible] بیارستانی [illegible]

[illegible] نسب والا حسب اصالت [illegible]

[illegible] صدر [illegible] اعظم محمد [illegible]

[illegible] اسعد قدوه ذوی الفضل [illegible]

مفتاح کنوز الاسلام مصباح مشکواۃ الکرام سحبان ش...
تلمیذ بوعلی در مکتبش طفلے بے تمیز استاد خندید
شاش بے دید و شنید۔ خواجہ صدر نشین صاحب سریر
عز و تمکین۔ معتمد سلاطین روزگار۔ مستشار ملوک عالی مقدار
صاعد ذروۂ معالی و مناقب عارج رتبۂ مفاخر و مناصب
کریم ابن الکریم شریف ابن الشریف امیر ابن الامیر حریت پناہ
عزت دستگاہ نام خدا سیّد خواجہ تخلص دوست
چو گفتی کہ فرزند خیر الانام ہمہ مدحہا گفتہ شد والسلام
دامت دولتہ بمزید النعم و طالت عمرہ
فی نشر آثار الکرم۔ کہ حسن ذاتی و عرفی کلام را از تاریخ
خانہ زاد لفظ و معنی او میگویند و دستور العمل نظم و نثر

بلاغت از دیوان سحر البیان اوحی طلب بند نازم بمطبعیکه

در آن این دیوان بطبع اختتام یافت که موسوم بمطبع سلطانی

است بمهتممی سید عبد الکریم خان و سید عبد المجید خان سلمهما الرحمانی

که از سلسلهٔ موج لطافت جدولش هنوز در چاه تاریک شام

آب مرده روپوش است و از ریخت رنگ زمردینش افعی غم

والم کور و مدهوش - قافلهٔ سطورش در دشت بیاض نسخش

چون دنبالهٔ سرمهٔ آهو چشمان از رم رم کرده - و از رشک

خوشقلمی نستعلیقش یاقوت مستعصمی الماس خورده - حیرتی دارم

که چسان تخته تختهٔ گل و خیابان خیابان سنبل بر سطح آئینه کاشته

اند - طرفه تر اینکه شیرازه اش را بخیط الابیض والاسود صبح و

شام چون عقد پروین بانسلاک و انضمام داشته - همانا کاغذش

از عذار شعاعی آفتاب باجودت و مرکبش از دود دیده شعله طور

مانی به نهر صد ولش از خطاے فاحش دلو شکسته و چشم

مست نیمخواب دز دیده نگاهان بیاضی از صبح بیاض او

دزدیده۔ دامن بیضا ویش بر صفحهٔ بیضا بروز روشن

دست بگریبان بیضا و بمقابله سرکشی کشش کمان واهمه شکسته

و صد تا۔ حلقهٔ دورش تاج حضور فغفور و نقطه اش کوه نور

سیّما باصلاح و تصحیح مسالک ادب عارج معارج

فضل رب لوذعی و عالم یلمعی۔ یکه تاز میدان سخن پروری

مسند آرائے دیوان شاعری۔ منبع فیوضات کسبی و وهبی

محقق دقایق نظری و عملی۔ غواص قمقام حقیقت۔ صمصام

مسلول طریقت و معرفت۔ نسیم بلاگردان فصاحتش

میر ابجد خوان مقالات پر بلاغتش - خمیرش قدردانی علما
ضمیرش نفع رسانی طلبا - رب الفصاحت و البلاغت
الفائق علی امرأ القیس و ابن مراغه - المتحلی بالصفات
البهیه الحائز لکل فضیلت ادبیه - شمس سماء المعالی
زینة الایام و اللیالی - الاجل الاکرم الصفی الافخم
مستغنی عن التعریف و المذکور استاذ الاساتذه المتخلص
مشهور لازال محروسا عن الآفات الدهور که مرجع سخن
وماب اهل این فن را باستانهٔ فیض کاشانهٔ اوست چنانچه
رفته رفته بهندوستان رسیدم خال خال اساتذه را برچیدم
لاکن سوای استادش احدی را تفضیلی و ترجیحی نمیدهم
عزیب و حزین شده - الصلا الصلا بیا بابا انگور بخور شائقین را

که تجار شهر و انصار این زر بیبها و خرید عنا را مفت

چه باید گفت - بنقد جان ارزان خریده در چارسوے

برند و می برند - المدام المدام قدح کشان جام جمشیدی را

که جرعهٔ راحت بر روح و روان نیز زد گنج شایگان بیعانه داده

خریده اند و بخرند - الحق کسیکه نخرید چه خرید و آنکه ندید چه دید

هر چند تقریظ دیوان هذا را شاید - اما خلوا خوردن را روئی

باید - عبد الکریم تو کیستی و چه کسی و چرا راه خطامی پوئی

و در کسوت خودنمائی این چه لاف سزائیست - توبه توبه

اَسْتَغْفِرُ اللہ هوش دار گوش گمار - گوهر یکان بخشیدن

و دُر بدریا سپردن - تخت طاؤس را از خذف آراستن

و تاج کاؤس را از صدف پیراستن خلاف دانشوری ست

تو خود جاهلی و هیچمیرزی و کجمج زبانی و بیخردی و درویشی

کارت دعاگوئیست نه تقریظ نویسی ع آلهی در جهان

باشی باقبال جوان بخت و جوان دولت جوان سال

بار الها تا بسیط آباد زمین و زمان بفحوای جَعَلَ الْاَرْضَ

فِرَاشًا از هفت خرگاه افلاک بقنادیل شمسین و چهل چراغ

ثوابت و سیّار روکش خورشید رخان اسبرن - و خجلت دِه

مهوشان جرمن ست با دعیات ماثوره رُبّ اشعث

مدفوع بالابواب و مجرّدان طلل گزین باریاب حضرت

وهّاب جلّ حمده که اگر شمّهٔ ازان برتبهٔ اجابت رسد وافی و

کافی ست - عرائس تمنّا و ابکار مدعای آن شهامت و

عوالیمرتبت و فطانت و معالیمنزلت فارس مضمار شوکت

وایالت درة التاج عظمت و نبالت مرتقی مدارج اعتلا

جهبط فیوضات حضرت جل و علی بو یمنه اقبال و غالیه اجلال

و گلگونه حسن و جمال و سرمه حق بینی و حق پسندی و طلق مروت

و دانشمندی و سفیداب صدق و صفا و حنای دسترس دعا

و نورتن عیش و نشاط و خلخال مسرت و انبساط و علیبند حفظ

الهی و کجکلاه سرافرازی نامتناهی مهر هفت و فرزین شده

بدار الامارهٔ فرخنده بنیاد حیدرآباد صانه الله عن الشرور

والفتن والفساد بخطبه قاضی الحاجات و سامع المناجات

بشهادت شاهدین بالغین قضا و قدر بآغوش ایجاب و

قبول و دوشادوش خوش اسلوبی حصول باد و یوماً فیوماً

از خلف الصدق فتح صدر جهان و شبستان دوران منور و درخشان باد

بحرمت النبی وآلہ الامجاد — آمین ثم آمین

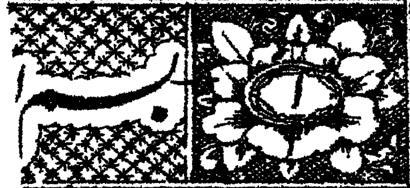
قطعہ تاریخ

چند پرسی ز بلند بستم	مستم و شیشۂ می در دستم
گفت گوئے چو بتاریخم بود	سخن دوست دل افزا گفتم

والسلام

الحمد للہ والمنہ ہذا دیوان تفسیح بنیان بتاریخ
دہم ذیقعدہ الکرام ۱۳۰۳ھ در مطبع سلطانی واقع حیدرآباد
فرخندہ بنیاد دکن بمقام بکل گوڑہ عقب بازار اکبر جاہ باہتمام
عاصی سید عبد المجید خان عفا عنہ مالک مطبع مذکور صورت اختتام پذیرفتہ







کسی سے کب بھلا شمہ بیاں ہو اوسکی قد
دو عالم میں ہے جلوہ چار سو خالق کی وحدت کا

پر جبریل کا خامہ ہو قرطاس ہو بیضا
رقم جب بھی نہ کچھ ہو وصف اوس صانع کی صنعت کا

ہوے مجذوب سالک معرفت میں سب سراسیمہ
نہ پایا راستہ اہل طریقت نے حقیقت کا

صفت ذات کی ہو کیا [illegible]
کہاں اسکی کدورت اور کہاں نور اوسکی طلعت کا

تجلی گاہ عالم کس کے جلوے سے فروزاں ہے
وہ دیکھے جسکے آنکھوں میں تجلی ہو بصیرت کا